قبرستان

مکتبہ عقیدہ

احوال و مسائل

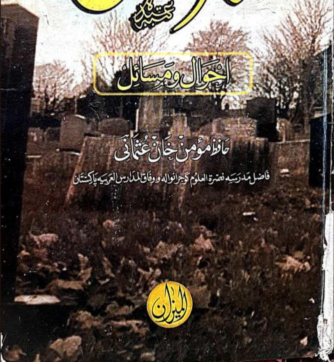

حافظ مومن خان عثمانی

فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و وفاق المدارس العربیہ پاکستان

المیزان

قبرستان

معتبر

احوال و مسائل

حافظ مؤمن خان عثمانی

فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و وفاق المدارس العربیہ پاکستان
خطیب مرکزی جامع مسجد فاروقِ اعظم مدرسہ عربیہ مخزن العلوم کھٹانی
تحصیل اوگی ضلع مانسہرہ

المیزان ناشران و تاجران کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان فون: ۷۲۱۲۷۶۲، ۷۱۲۲۹۸۱-۰۴۲

فہرست مضامین

قبر کی حقیقت	19	چغل اور خوری پیشاب میں بے احتیاطی	
قبر کی آواز	20	کی سزا	49
قبر کی تیاری کرلو	21	بے وضو اور تاخیر سے نماز پڑھنے اور خفیہ	
موت کے بعد قبر میں دفن کرنا احترام انسانیت		باتوں کو افشاں کرنے کی سزا	50
ہے	21	غسل جنابت نہ کرنے کی سزا	50
جس مٹی سے پیدا ہوتے اسی میں دفن ہوتے		زنا کاری اور شراب نوشی کی سزا	51
ہیں	22	بے دینی کی سزا	51
قبر کی مٹی نطفہ میں شامل ہوتی ہے	22	دھوکہ دینے والے کی سزا	51
مردہ کو نیک لوگوں کے قبرستان میں		ماں کو ستانے کی سزا	52
دفن کرنا	23	صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی سزا	53
برے لوگوں میں دفن نہ کرنا	23	خیانت کی سزا	53
مومن اور کافر کے متعلق قبر کی آرزو	24	ناحق فیصلہ کرنے کی سزا	53
قبر میں کافر اور مومن کی حالتیں	24	مختلف گناہوں کی سزائیں	54
قبر کا جواب سیکھا کرو	25	مسجد میں جنسنے کی سزا	56
عذاب قبر کا ثبوت قرآن میں	26	عذاب قبر سے حفاظت کرنیوالے اعمال	56
عذاب قبر کا ثبوت احادیث مبارکہ سے	35	کلمہ طیبہ سے عذاب قبر کی حفاظت	58
بچوں پر قبر کی تنگی	39	شہادت عذاب قبر سے حفاظت	
عذاب قبر کے اسباب	43	کا ذریعہ ہے	58
لواطت کی سزا	46	استسقا اور اسہال میں مرنے والا عذاب قبر	
کفر و شرک کی سزا	47	سے محفوظ رہے گا	59
ناحق قتل کی سزا	47	لمبا سجدہ کرنا عذاب قبر سے حفاظت ہے	59

سورۂ ملک عذاب قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے 59
عذاب قبر سے نجات کا ایک آسان عمل 60
نفلی روزہ اور تہجد عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 60
قبر کی وحشت دور کرنے کا کلمہ 61
علم سیکھنا سکھانا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 61
سنت پر عمل کرنا عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہے 61
دوسروں کو تکلیف نہ دینا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 62
مساجد کو روشن کرنا عذاب قبر سے نجات کا سبب ہے 62
جمعہ اور شب جمعہ کی برکت 62
رمضان میں وفات کی برکت 63
اسلامی سرحدات کی حفاظت عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہے 63
تہجد میں قرآن پاک کی تلاوت عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 64
مریض کی عیادت عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 65
طاعون میں مرنا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے 65
سورۂ اخلاص کی برکت 66
قبر کی بے کسی اور اللہ کی رحمت 66
قبر میں مسلم نوازی کا صلہ 66
قبر کا مردوں سے خطاب 67
قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے 70
عذاب قبر سے پناہ مانگنا 70
عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں 70
عذاب قبر کا منقطع ہونا 72
عذاب قبر سے کیا مراد ہے 72
عذاب قبر جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے 73
ایک مجوسی کے اشکال پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جواب 74
جسم ریزہ ریزہ ہو جانے کی صورت میں قبر کا عذاب وثواب 74
مرنے کے بعد روح کہاں ٹھہرتی ہے 75
روحوں کے ٹھہرنے کے متعلق راجح قول 78
روحوں کا گھر آنا 79
کیا مرنے کے بعد چالیس دن تک روح گھر میں آتی ہے 79
قبر میں نابالغ بچوں سے سوال و جواب کی وضاحت 79

کیا فرشتوں کے سوالات امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہیں 80
سوال کرنے والے فرشتوں کی تعداد 81
وہ لوگ جن کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی 82
انبیاء کے جسم قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں 82
موذنین کا جسم 82
حفاظ قرآن کا جسم 82
شہداء کا جسم 83
بے گناہ آدمی کا جسم 83
علماء کا جسم 83
مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت 83
مردے کی برائیاں بیان نہ کرو 84
کیا مردے پر رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے 84
قبر میں سب سے پہلے عمل حاضر ہوتا ہے 85
قبر میں مومن کو سب سے پہلی خوشخبری 86
کیا قبر میں مومن منافق کافر سب سے سوال ہوتا ہے 86
بوسیدہ قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت 87
مردہ کی بے کسی پر اللہ کی رحمت 87
حضرت عمرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد 88
جو مردے دفن نہیں کئے گئے کیا ان سے بھی سوال ہوتا ہے 88
قبر میت کو کیوں دباتی ہے 89
قبر تمام لوگوں کو دباتی ہے 90
قبر مسلم کی بے حرمتی حرام ہے 90
قبر میں فائدہ دینے والی چیزیں 91
قبر کی حفاظت 93
میت کو دفن کرنے کا حکم 94
قبر بنانے کا طریقہ 94
آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک 94
بغلی قبر کی فضیلت 95
قبر کی گہرائی کتنی ہو 96
قبر کی اونچائی کتنی ہو 97
قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا 98
دفن کے بعد پاؤں سے قبر کی مٹی برابر کرنا 98
میت کو صندوق میں ڈال کر دفن کرنا 99
میت کو قبر میں کتنے آدمی اتاریں 99
میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ 99
میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا 100
کفن کی گرہ کھولنا 100
میت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ کرنا 100
قبر پر مٹی کس طرف سے شروع کی جائے 100
اپنی زندگی میں قبر بنوانا 101
قبر پر وضو کا پانی گرانا 101

قبروں کے اوپر بیٹھنے کا حکم 101
قبروں کو روندنا 102
قبر کو تکیہ لگانا 103
قبرستان میں استنجا کرنا 103
قبرستان میں مسنون اعمال 103
قبر پر پاؤں رکھنے کی صورت میں جوتا نکال دینا چاہیے 103
قبر کی طرف نماز پڑھنا جائز نہیں 104
جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے 104
جذامی کی لاش کو جلانا جائز نہیں ہے 104
مسجد کی زمین میں دفن کئے گئے میت کو نکالنے کا حکم 105
دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا 105
قبر پر علامت کے لئے پتھر لگانا 105
قبر میں میت کا سر کدھر ہو 106
مردوں عورتوں کو ایک قبرستان میں دفن کرنا 106
بطور امانت صندوق میں ڈال کر دفن کرنا 106
مردہ بچے کو کہاں دفن کیا جائے 107
بے نمازی آدمی کے کفن دفن کا حکم 107
جو قبر کھل جائے اسے کس طرح بند کیا جائے 108
پرانی قبر پر مٹی ڈالنا 108
دفن کرتے وقت قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے 108
مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے 109
حفاظت کے لئے قبر پر لپائی کرنا 109
قبر پر کتبہ لگانا 109
قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال 109
قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا 109
لوہے کی میخوں والے تختے قبر پر لگانا 110
پتھر پر تاریخ لکھنا 110
پختہ قبر کو ہموار کرنا 110
جس قبر سے ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا 111
قبر پر خوبصورت پتھر لگانا 111
ڈھیلوں پر سورۂ اخلاص پڑھ کر قبر میں رکھنا 111
کسی شخص کی بنائی ہوئی قبر میں دوسرا آدمی دفن کرنا 111
قبرستان میں پہلے سے قبر تیار کر کے رکھنا کیسا ہے 112
پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا 112
پرانی قبروں پر کھیتی باڑی اور عمارت بنانا جائز ہے 112

سرکاری جگہ میں بنائی گئی قبروں کا حکم 112
کسی کی مملوکہ زمین میں بلا اجازت
بنائی گئی قبروں کا حکم 113
قبر میں کیچڑ بنوا کر دفن کرنا غلط ہے 113
مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے 113
مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ اور مسلمانوں
کے قبرستان میں دفن کرنا 114
جس بچے کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ
ہوں اس کو کہاں دفن کرنا چاہیے 114
شیعہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن
کرنے کا حکم 114
قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج
غلط ہے 114
مسجد سے باہر قبلہ کی طرف قبرستان
بنانے کا حکم 115
قبرستان میں تکیہ پر قرآن پاک پڑھنا 115
دوسری قبروں کو مٹا کر کسی قبر پر
چبوترا بنانا 115
دفن کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا
ضروری نہیں 115
دفن کے بعد میت کے گھر جا کر دعا
کرنا جائز نہیں 115
جو لوگ جنازہ میں شریک نہ ہوں وہ دفن کے
بعد میت کے گھر جا کر دعا کر سکتے ہیں 115
قبرستان میں خشک گھاس کو آگ
لگانے کا حکم 116
بول و براز والی زمین میں مٹی ڈال کر
قبر بنانا 116
بغیر لحد و شق کے گڑھا کھود کر میت دفن
کر کے مٹی ڈالنا 116
قبر کے پاس تعزیت کرنے کا حکم 117
نابالغ کی قبر پر سورۂ بقرہ اول آخر
پڑھنے کا حکم 117
قبر میں میت کے نیچے چادر یا چٹائی
وغیرہ بچھانے کا حکم 117
قبر میں روئی فوم وغیرہ بچھانے کا حکم 118
قبروں پر کھانا پکا کر کھلانے کا حکم 118
دفن کے بعد چھوارے تقسیم کرنا 118
عورت کو قبر میں اس کے محرم اتاریں 118
دفن کے بعد چالیس دن تک قبر پر
حاضری دینا 119
میت کو قبرستان کیسے لے جایا جائے 119
دفن سے پہلے قبر میں سورۂ ملک
وغیرہ پڑھنا 119
چالیس قدم ہٹ کر دعا کرنے کا حکم 120
جنازہ یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا 120

آداب قبرستان کی بعض کوتاہیاں 120
برسی منانا 121
اجرت پر قرآن خوانی کرنا 121
میت کا منہ قبر کو دکھلانا 121
میت کے سرہانے قل پڑھی ہوئی کنکریاں رکھنا 122
میت کے سرہانے روٹی سالن رکھنا 122
دفن کے بعد منکر نکیر کے سوالوں کا جواب بتلانا 122
دفن کے بعد سورۂ مزمل پڑھنا 122
تیسرے دن قبر کی زیارت کرنا 122
قبر کا مجاور بننا 123
قبر میں میت کا منہ دکھلانا 123
قبر میں خوشبو چھڑکنا 123
قبر میں بیری کی ٹہنی ڈالنا 124
قبر پر فاتحہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا چاہیے 124
قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا 124
بوقت ضرورت ایک سے زائد مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا 125
ایک قبر میں کئی مردوں کے رکھنے کا طریقہ 125
بحری جہاز میں مرنے والے کا حکم 126
کس صورت میں چند اموات کو اکٹھے دفن کر سکتے ہیں 126
غلطی سے قبر پختہ بنا دی گئی تو کیا کیا جائے 127
نیم پختہ قبر کا حکم 127
کچی قبر کی وضاحت 127
قبر کی دیواریں پکی کرنا 128
قبر پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم 128
غلاف کعبہ کو میت کے ساتھ قبر میں رکھنا 128
قبر میں عہد نامہ رکھنا 129
قبر میں قرآن پاک رکھنا 129
قبرستان میں جوتا پہن کر چلنے کا حکم 129
قبر پر حفاظت کے لیے کانٹے رکھنا 129
قبر کھود کر صورت دیکھنا 129
پختہ قبروں کو منہدم کرنا 130
قبر کو ہموار کر کے راستہ بنانا 130
قربانی کی کھالوں کی رقم سے قبرستان کے لئے جگہ خریدنا 130
اہل میت دن سے پہلے کھانا کھا سکتے ہیں؟ 130
قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا خلاف ادب ہے 130
قبروں کو روندنے کے بجائے دوری سے فاتحہ

پڑھے	131
شب برات میں قبروں پر چراغ اور اگر بتی جلانا	131
دس محرم کو قبروں کی لپائی کرنا	131
قبر کی مٹی اور پتھر وغیرہ بدن پر ملنا	132
خالی قبر میں غلہ بھرنا	132
میت کے ساتھ حلوہ پکا کر لے جانا	132
دسویں محرم کو قبرستان جانا	133
قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا	133
حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا فتویٰ	134
شجرہ بزرگان طریقت قبر میں رکھنا	135
مزار کے قریب مسجد بنانا	135
قبر سامنے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنا	135
ہندؤں کے بت خانہ کے قریب قبرستان بنانا	135
قبروں پر ڈالے گئے غلافوں کو چوری کرنے پر حد سرقہ واجب نہیں	136
وقف قبرستان میں کسی کو دفن کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا	136
دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ	136
مخصوص قبرستان میں بلا اجازت دفن کرنا	136
قبرستان میں پڑے ہوئے پتھروں کو چہار دیواری میں استعمال کرنا	137
قبر میں گرے ہوئے نوٹ وغیرہ کو نکالنا	138
دفن کے وقت جہاز کی لکڑی قبر میں رکھنا	138
مسجد کی بنیاد کھودتے وقت میت کی ہڈیاں ظاہر ہوجائیں تو؟	138
کسی کی کھودی ہوئی قبر میں کسی اور کو دفن کرنا	138
قبر کی زمین کی قیمت کس مال سے دی جائے	139
اپنے رشتہ داروں کے قریب دفن کرنا	139
مسلمانوں کے قبرستان میں غیر مسلموں کو دفن کرنا	139
کافر کی تعزیت جائز ہے مگر اس کی قبر پر جانا ناجائز ہے	140
مرزائیوں قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا	140
غیر مسلموں کے قبرستان میں مسلمان کو دفن کرنا	141
گھر میں دفن کرنے کی وصیت درست نہیں	141
ناپاک جگہ کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا	142

بلا غسل دفن کردہ مردے کا حکم 142
اسقاط حمل کے احکام 142
(۱) حمل میں صرف گوشت کا ٹکڑا گرے 142
(۲) حمل میں اگر کچھ اعضا بن گئے ہوں 143
(۳) مردہ پیدا ہونے والے بچے کا حکم 143
(۴) پیدائش کے شروع میں بچہ زندہ تھا پھر مر گیا 143
(۵) بدن کا اکثر نکلنے تک بچہ زندہ تھا 143
(۶) جو لاشیں پھول گئی ہو 144
(۷) صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو 144
جل کر مرنے والے کا حکم 144
جل کر کوئلہ بن جانے والے کا حکم 145
دب کر یا گر کر مرنے والے کا حکم 145
جو لاش کنویں یا ملبے سے نہ نکالی جاسکے 145
مسلم کافر خلط ملط لاشوں کا حکم 145
(۱) اگر مرنے والے مسلمان زیادہ ہوں 146
(۲) اگر مرنے والے کافر زیادہ ہوں 146
اگر دونوں کی تعداد برابر ہو 146
اگر کسی مسلمان کی کافر بیوی حالت حمل میں مر جائے 147
جو میت غسل یا نماز جنازہ کے بغیر دفن کی گئی ہو 147
خودکشی کرنے والے کا حکم 148
کسی کی لاش کے ٹکڑے دستیاب ہوئے 148
دفن کے بعد باقی اعضا ملے 148
زندگی میں جسم سے الگ ہونے والے اعضا کا حکم 149
قبر سے صحیح لاش برآمد ہو 149
باغی یا ڈاکو لڑائی میں قتل ہو جائیں یا دوسروں کو قتل کر دیں 149
قبرستان میں کھیلنا 149
جڑواں بچوں کو کس طرح دفن کیا جائے 150
زچہ بچہ دونوں مر جائیں تو کس طرح دفن کئے جائیں 150
نصف جلی ہوئی لاش کا حکم 150
عورت کے محرم نہ ہوں تو غیر محرم قبر میں اتار سکتا ہے 150
دفن کے بعد وصیت کردہ جگہ میں دفن کے لیے قبر کھودنا 151
قبر میں پیسے رہ جائیں تو قبر اکھاڑنے کا حکم 152
ورثاء کی مرضی کے خلاف دفن کردہ میت کی لاش کو نکال کر منتقل کرنے کا حکم 152

مردہ کو کیسے دفن کیا جائے 153
قبرستان کی نا قابل استعمال زمین بیچ کر قبرستان کیلئے متبادل جگہ خریدنا 153
قبرستان کا بیچنا جائز نہیں ہے 153
قبرستان کی زائد آمدنی دوسرے قبرستان پر خرچ کرنا 154
قبرستان کی جگہ مسجد کے صحن میں شامل کرنے کا حکم 154
مسجد کی توسیع کے لئے قبر کو ہموار کرنے کا حکم 155
قبرستان کی زمین پر ذاتی رہائش کے لئے مکان بنانے کا حکم 155
قبرستان میں مسجد بنانے کا حکم 155
وقف قبرستان کا حکم 156
صحن مسجد میں قدیم قبروں پر مسجد کے لئے حوض وغیرہ بنانے کا حکم 156
قبر کی زمین خریدنے کے بعد کس کی ہوگی 156
قبرستان کی خالی جگہ کو وضو وغیرہ کے لئے استعمال کرنے کا حکم 156
حدود مسجد میں میت کو دفن کرنے کا حکم 157
اگر قبر احاطہ مسجد میں آجائے تو اس کا کیا حکم ہے 157
مسجد کی توسیع کے لئے قبرستان کی جگہ شامل کرنے کا حکم 157
مسجد کی توسیع کے لئے مملوکہ قبرستان کی جگہ کے استعمال کا حکم 158
رات کے وقت دفن کرنا 158
مردے کو قبر میں کس طرح لٹایا جائے 160
مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ 160
دار العلوم دیوبند کا فتویٰ 162
مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ 162
مفتی محمود الحسن گنگوہی کا فتویٰ 162
عذر کی وجہ سے صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنے کی گنجائش 162
عمداً میت کو قبلہ رخ نہ لٹانا گناہ ہے 163
میت کو زمین کھود کر دفن کرنا فرض ہے 163
دفن کی تحقیق 163
اگر قبر میں مدفون نعش تک پانی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو؟ 166
قبر کے ارد گرد چار دیواری بنانا 167
قبروں پر چھت ڈال کر اوپر رہائشی مکان بنانا 167
قبرستان کے درخت استعمال کرنے والے کیلئے انکی قیمت ادا کرنا ضروری ہے 167

قبرستان میں نماز با جماعت ہو تو سترہ کس کے لئے ضروری ہے	167
قبرستان کو عیدگاہ بنانا	168
جس قبرستان میں پیسے دے کر مردے دفن کئے گئے ہوں اس کو فروخت کر کے مکان بنانا	169
قبرستان کے درخت یا گھاس کو کاٹنا اور پھلدار درخت کا پھل کھانا کیسا ہے؟	170
جسم کے ختم ہونے کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہے	170
چالیس پچاس سالہ پرانی قبروں پر بنائے گئے حوض کا استعمال کرنا	170
وقف شدہ زمین میں پرانی قبر مسجد میں شامل کرنا	171
قبرستان میں درخت لگانا اور اس کی آمدن قبرستان میں صرف کرنا	171
تنقیحات برسوال مذکور	172
جواب تنقیحات بالا	172
قبرستان کے درختوں کے پھل کا حکم	173
قبرستان کے درخت کاٹنا	174
قبرستان کے درخت سے مسواک کاٹنا	174
وقف قبرستان میں ذاتی تعمیر	174
قبرستان کو گزرگاہ بنانے کا حکم	175
سرکاری قبرستان میں اپنے لئے زندگی میں قبر کھودنا	176
جس جگہ قبرستان ہونے کا شبہ ہو اس کے استعمال کا حکم	176
پرانی قبروں کو مسجد میں شامل کرنے کی ایک صورت	176
پرانے قبرستان میں ایک دو ہاتھ مٹی ڈال کر نئے مردہ دفن کرنا	178
قبرستان کی آمدنی کی بعض صورتوں کا حکم	179
قبرستان سے ملحقہ زمین میں کھانا پینا کیسا ہے	180
قبر سے متعلق چند خرافات و بدعات	181
پرانے قبرستان پر مسجد بنانے کا حکم	182
قبرستان کے درخت مدرسہ میں استعمال کرنے کی شرعی حیثیت	183
وقف قبرستان کو دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرنا	183
قدیم قبرستان پر دعوئ ملکیت	185
قبرستان میں نماز کے لیے جگہ بنانا	186
احاطۂ مسجد میں واقع قبرستان میں امام کا رہائشی حجرہ	186
قبرستان میں جانوروں کو چرانے کا حکم	187

مسجد کی زمین میں میت دفن کرنا	188
بارش طلب کرنے اور دیگر حاجات کے لئے مزارات پر جانور ذبح کرنا	189
قبر کی زمین برابر کر دی گئی ہو تو اس جگہ نماز پڑھنے کا حکم	190
قبرستان کے مفاد میں قبرستان کی زمین میں دکانیں بنانا	191
قبرستان کی خالی زمین میں مسجد بنانا	191
موقوفہ قبرستان میں کاشت کی ہوئی فصل اور اس کی رقم کا حکم	192
قبرستان کی رقم اگر قبرستان کی ضرورتوں سے زائد ہو تو	193
مزار کی حفاظت کا طریقہ اور اس کے محافظ کا وظیفہ	193
عیدگاہ کو قبرستان بنانا	193
قبرستان کی چار دیواری کے لئے آمدنی کے ذرائع	194
غاصبانہ قبضہ کے اندیشہ سے قبرستان کی زمین کاشت کرنا	195
غیر آباد قبرستان میں مسجد بنانا	195
بطور تبرک قبر کی مٹی لے جانا	195
قبرستان کی مٹی کا حکم	195
قبرستان کی سبز گھاس کا حکم	195
قبرستان کی ہری گھاس نیلام کر سکتے ہیں یا نہیں	196
قبرستان کے درخت کاٹ کر دیگر امور میں صرف کرنا	196
قبرستان کا احاطہ بنانے میں سود اور زکوۃ کی رقم کا استعمال	197
قبرستان میں بلڈوزر چلانا	197
قبرستان میں بینچ بنانا	197
نماز عید قبرستان میں	198
قبروں کی زیارت کرنا	198
عورتوں کا قبرستان جانا	200
چھوٹے بچوں کو قبرستان لے جانا	201
قبرستان سے گزرتے ہوئے سلام کہنا چاہیے	201
زیارت قبور کے لئے احرام باندھنا	202
رات کے وقت زیارۃ قبور کا حکم	202
زیارت قبور کے لئے سفر کرنا	202
قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا	203
دعا کے وقت ایسی ہیئت نہ اختیار کی جائے کہ دیکھنے والے کو مردہ سے مانگنے کا شبہ ہو	203
قبرستان کس دن اور کس وقت جانا چاہیے	204
حالت جنابت میں قبرستان جانا	204

مزارات پر پیسے دینا 204
مزارات کی جمع کردہ رقم کہاں خرچ کرنا چاہیے 205
قبرستان میں فاتحہ اور دعا کا طریقہ 205
قبرستان میں پڑھنے کی مسنون دعائیں 205
ایصال ثواب کا طریقہ 206
قبروں پر اذان دینا 207
علامہ خیر الدین رملی کا فتویٰ 210
شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کا فتویٰ 210
شیخ محمود بلخی کا فتویٰ 211
شیخ عبداللہ میرغنی مفتی مکہ مکرمہ کا فتویٰ 211
قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا فتویٰ 212
دار العلوم دیوبند کا فتویٰ 212
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی 213
مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کا فتویٰ 215
فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ 215
حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا فتویٰ 216
امام اہل سنت محدث اعظم مولانا سرفراز خان صفدر کی تحقیق 216
مفتی ہند مولانا مفتی عبد الرحیم کا فتویٰ 216
قبروں پر گنبد بنانا 219
خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عمل 220
حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کا عمل 220
حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی وصیت 221
امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ 221
امام مالکؒ کا فتویٰ 221
امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ کا فتویٰ 222
علامہ مرغینانی کا فتویٰ 222
علامہ ابن ہمام الحنفی کا فتویٰ 222
علامہ عبداللہ بن احمد النسفی الحنفی التوفی ۷۱۰ھ کا فتویٰ 223
علامہ ابن نجیم حنفی المصری التوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ 223
علامہ قاضی خان الحنفی التوفی ۵۹۲ھ کا فتویٰ 223
علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی التوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ 223
علامہ ابن عابدین شامی کا فتویٰ 224
علامہ عینی الحنفی التوفی ۸۵۵ھ کا فتویٰ 224
علامہ علاؤ الدین الکاسانی الحنفی التوفی ۵۸۸ھ کا فتویٰ 224
قاضی ابراہیم الحلبی الحنفی (التوفی ۹۵۱ ہجری)

کافتویٰ 224

علامہ سراج الدین الحنفی (التوفی ۷۷۳ھ) کافتویٰ 225

علامہ ابواللیث ثمرقندی التوفی ۳۷۳ ہجری کا فتویٰ 225

علامہ ابوبکر بن علی الحداد الیمنی الحنفی (التوفی ۸۰۰ھ) کافتویٰ 225

علامہ عبیداللہ بن مسعود الحنفی التوفی ۷۴۷ھ کا فتویٰ 225

علامہ طحطاوی الحنفی التوفی ۱۲۳۱ ہجری کافتویٰ 226

علامہ سرخسی الحنفی التوفی ۵۷۱ھ کافتویٰ 226

قاضی ابراہیم الحنفی کافتویٰ 226

علامہ علاؤالدین سمرقندی الحنفی التوفی ۵۳۹ھ کا فتویٰ 226

علامہ حسن الشرنبلالی الحنفی التوفی ۱۰۶۹ ہجری کافتویٰ 227

علامہ علی قاری الحنفی التوفی ۱۰۱۴ ہجری کافتویٰ 227

قاضی ثناءاللہ پانی پتی الحنفی ۱۲۲۵ ہجری کافتویٰ 227

امام شافعی التوفی ۲۰۴ ہجری کافتویٰ 227

حضرت حسن بصری کافتویٰ 228

امام نووی التوفی ۶۷۶ ہجری کافتویٰ 228

علامہ ابن حجر مکی شافعی التوفی ۹۷۴ ہجری کافتویٰ 228

علامہ عبدالوہاب شعرانی کافتویٰ 228

امام مزنی التوفی ۲۶۴ ہجری کافتویٰ 229

علامہ مجدالدین فیروزآبادی التوفی ۸۱۷ھ کافتویٰ 229

حضرت طاؤس بن کیسان کافتویٰ 229

علامہ ابن قدامہ مقدسی التوفی ۶۲۵ ہجری کافتویٰ 230

علامہ ابن رشد کافتویٰ 230

علامہ محمود الوسی بغدادی الحنفی التوفی ۱۲۷۰ھ کافتویٰ 230

شیخ عبدالقادر جیلانی کافتویٰ 231

فتاویٰ عالمگیری کافتویٰ 231

حضرت امام ابوحنیفہ کے استاد الاستاد حضرت ابراہیم نخعی کافتویٰ 231

قبروں کا طواف کرنا اور بوسہ دینا 233

امام غزالی کافتویٰ 234

ملا علی قاری کافتویٰ 234

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کافتویٰ 235

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کافتویٰ 236

علامہ ابراہیم حلبی الحنفی کافتویٰ 236

علامہ طحطاوی کا فتویٰ	237
علامہ بدرالدین عینی کا فتویٰ	238
فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ	238
مولانا عبدالحئی صاحب کا فتویٰ	238
مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	239
دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	239
مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ	240
مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ	240
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کا فتویٰ	240
فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا فتویٰ	241
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ	241
والدین کی قبر کا بوسہ بھی جائز نہیں	241
شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کا فتویٰ	242
قبروں پر چڑھاوے چڑھانا	242
قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	246
دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	247
مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ	247
مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی عزیز الرحمٰن کا فتویٰ	248
مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کا فتویٰ	248
مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ	249
مزارات پر پیسے دینے کا حکم	249
مزاروں کی جمع شدہ رقم کہاں خرچ کی جائے	249
فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ	250
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ	252
قبروں پر چراغ جلانا	252
ممانعت کی دوسری وجہ	253
ممانعت کی تیسری وجہ	253
قبروں پر پھول چڑھانا	257
مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ	263
دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ	263
ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	264
مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ	264
فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ	264

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ 264
قبروں پر عرس کرنا 265
قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ 271
مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ 272
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فتویٰ 272
امام اہل سنت محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی تحقیق 273
اہل قبور سے استمداد و مدد طلب کرنا 274
فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ 274
قبروں کو سجدہ کرنا 276
دار العلوم دیوبند کا فتویٰ 283
جامعہ خیر المدارس کا فتویٰ 283
مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع کا فتویٰ 284
دار العلوم حقانیہ کا فتویٰ 284
مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمود گنگوہی کا فتویٰ 285
قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ 285
بت پرستی کی ابتداء کیسے اور کہاں سے ہوئی؟ 285

OOO

قبر کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

قبر جس کو ہم مٹی کا ڈھیر سمجھ کر گزر جاتے ہیں یا سنگ مرمر اور ٹائلوں سے بنی ہوئی چھوٹی سی عمارت سمجھ کر رسمی طور پر ہاتھ اٹھا کر منہ پر پھیر لیتے ہیں یہ صرف ٹائلوں کا مجموعہ یا مٹی کا ڈھیر نہیں بلکہ یا تو عذابوں کا دفینہ ہے یا پھر رحمتوں کا خزینہ ہے۔

ترمذی نے حضرت ابوسعیدؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لو اكثرتم من ذكر هاذم اللذات لشغلكم عما ارى- يعني الموت- فاكثروا ذكر هاذم اللذات: الموت فانه لم يات على القبر يوم الا تكلم فيه فيقول انا بيت الغربة وانا بيت الوحدة و انا بيت التراب و انا بيت الدود فاذا دفن العبد المومن قال له القبر مرحبا واهلا اما ان كنت لا حب من يمشي على ظهري الى فاذا وليتك اليوم وصرت الى فسترى صنيعي بك فيتسع له مد بصره ويفتح له باب الى الجنة واذ دفن العبد الفاجرا والكافر قال له القبر لا مرحبا ولا اهلا واما ان كنت لابغض من يمشي على ظهري الى فاذا وليتك اليوم وصرت الى فسترى صنيعي بك قال فيلتيم عليه حتى يلتقى تختلف اضلاعة قال- قال رسول الله باصابعه فادخل بعضها في جوف بعض قال ويقيض الله له تسعين تنينا او تسعة وتسعين لو ان واحدا منها نفخ في الارض ما انبتت شيئا ما بقيت الدنيا فتنهشه حتى يفضى به الى الحساب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النار- (ترمذی ۲/ ۲۲۷۵ التذکرہ للقرطبی ص ۱۰۸ کنز العمال ۱۵/

۴۲۱۰۸ مسند احمد ۲/ ۲۹۳ مستدرک حاکم ۳/ ۳۲۱ مجمع الزوائد ۱۰/ ۳۰۹ ترغیب و ترهیب ۴/ ۲۳۶)

''اگر تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرتے تو تم کو میں اس حال میں نہ دیکھتا لہٰذا تم لذتوں کو کاٹنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرو اس لئے کہ قبر ہر روز کہتی ہے کہ تم اپنا وطن چھوڑ کر میرے پاس آ ؤ گے میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں اور جب مومن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی تمہیں یہاں کا آ نا مبارک ہو جولوگ زمین پر چلتے پھرتے تھے ان سب میں تو مجھے اچھا لگتا تھا اب تو میرے ہاں آ یا ہے اور میرے حوالے کیا گیا ہے اب میری مہربانی دیکھ لے گا اس کے بعد زمین تا وسعت نظر کشادہ ہو جاتی ہے اور جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب گنہگار یا کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے کہتی ہے تجھے یہاں کا آ نا مبارک نہ ہو جولوگ میری پیٹھ پر چلتے تھے ان سب میں تو زیادہ بدتر تھا آج تو میرے پاس آ یا ہے میرے حوالے کیا گیا ہے اب تو میرا سلوک دیکھ لے گا اس وقت قبر مل جاتی ہے اور اس کی ہڈی پسلی ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر ستر اژدھے مسلط کر دیتا ہے وہ اس کو قیامت تک کاٹتے رہتے ہیں اگر ان میں سے ایک اژدھا بھی زمین پر پھونک مار دے تو جب تک دنیا قائم ہے زمین پر کوئی گھاس اور درخت نہ اگ سکیں گے پھر آپ ؐ نے فرمایا قبر جنت کا باغ یا دوزخ کا گڑھا ہے۔

قبر کی آواز:

قبروں سے آواز آ رہی ہے کہ اے دنیا میں رہنے والو! تم نے ایسا گھر آباد کر رکھا ہے جو بہت جلد تم سے چھن جائے گا۔ اور اس گھر کو اجاڑ رکھا ہے جس میں تم تیزی سے منتقل ہونے والے ہو تم نے ایسے گھر آباد کر رکھے جن میں دوسرے رہیں گے اور فائدہ اٹھائیں گے اور وہ گھر اجاڑ رکھے جن میں تمہیں دائمی زندگی گزارنی ہے دنیا دوڑ دھوپ کا عمل فراہم کر کے رکھنے کا اور

کھیتی کی پیداوار مہیا کرنے کا گھر ہے اور قبر عبرتوں کا مقام ہے یہ یا تو باغیچہ جنت ہے یا جہنم کا خطرناک گڑھا ہے۔ (کتاب الروح)

قبر کی تیاری کرلو:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تجهزوا القبور كم فان القبر له في كل يوم سبع مرات يقول يابن ادم الضعيف ترحم في حياتك على نفسك قبل ان تلقاني اترحم عليك تلقى منى السرور۔ (كنز العمال ۴۲۴۴۳/۱۵)

''حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! اپنی قبر کا سامان کرلو اس لئے کہ قبر ہر روز سات دفعہ تم لوگوں سے کہتی ہے اے اولاد آدم تم لوگ ضعیف ہو میری مصیبت برداشت نہ کرسکو گے تم لوگ زندگی میں اپنے اوپر رحم کرو میرے اندر آنے سے پہلے جب اپنے اوپر رحم کرو گے تو میرے ہاں خوشی پاؤ گے۔''

موت کے بعد قبر میں دفن کرنا احترام انسانیت ہے:

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثم اماته فاقبره (عبس: ۲۱) پھر اس کو موت دے دی اس کے بعد اس کو قبر میں چھپا دیا۔ انسان کے دفن کئے جانے میں اس کا اکرام ہے اگر میدان میں پڑا رہے اور جانور کھاتے رہیں اور ادھر ادھر ہڈیاں پڑی رہیں اس کی بجائے اس کی نعش کو زمین کے حوالے کردیا جاتا ہے وہ اسے سنبھال لیتی ہے یہ ظاہری اکرام ہے اس کے بعد قبر میں کیا ہوتا ہے اس کا تعلق مرنے والے کے ایمان اور کفر اچھے اور برے اعمال سے ہے۔ بعض قومیں اپنے مردوں کو جلا دیتی ہیں اور بعض گدھوں کو کھلا دیتی ہیں لیکن جو لوگ دین سماوی کے مدعی ہیں وہ اپنے مردوں کو دفن ہی کرتے ہیں۔ (تفسیر انوار البیان ج ۹ ص ۳۵۴)

دنیا کے اکثر مذاہب میں مردے کو زمین کے اندر دفنایا جاتا ہے سوائے چند مذاہب کے مجوس اپنے مردے کو ناؤوس (مجوس کا مخصوص قبرستان) میں چھوڑ دیتے ہیں اور پرندے اس کو نوچ نوچ کر ختم کر لیتے ہیں جبکہ چینی اور ہندو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں اور یہ دونوں خود ساختہ

طریقے انسانی شرافت وعظمت کے بالکل خلاف ہیں اسلام نے انسان کو معزز ومشرف بنایا ہے جس طرح زندگی میں باعزت اور محترم ہے ایسا ہی روح کے نکل جانے کے بعد اس کا ڈھانچہ وجسم بھی قابل احترام ہے اگر انسان کو مرنے کے بعد اسی طرح بے گوروکفن چھوڑ دیا جاتا تو اس کا جسم پھول کر اس سے تعفن پھیلتا جانور اور پرندے اسے نوچ کر کھاتے اسلام نے انسان کی یہ بے حرمتی گوارہ نہ کی اور اسے باعزت طریقے سے نہلا کفنا کر رب العالمین کے بارگاہ اقدس میں اس کی سفارش کروا کر قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا ہے۔

جس مٹی سے پیدا ہوتے اسی میں دفن ہوتے ہیں:

حضرت ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک دن نبی کریم کا گزر ہوا آپ نے دیکھا کہ لوگ ایک قبر کھود رہے ہیں آپ نے دریافت کیا یہ کس کی قبر کھودی جا رہی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ اس سیاہ فام حبشی کے لئے قبر کھودی جا رہی ہے جو مدینہ میں آکر وفات پا گیا یہ سن کر آپؐ نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا اور فرمایا وہ اپنے آسمان و زمین سے کھینچ کر اس مٹی کی طرف لایا گیا ہے جس سے وہ پیدا کیا گیا تھا (کنز العمال بزار حاکم بیہقی بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۱۱۹)

قبر کی مٹی نطفہ میں شامل ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر بچہ پر اس کی قبر کی مٹی چھڑکی جا چکی ہے (کنز العمال ۱۵/ ۴۲۶۷) حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ جو فرشتہ رحم مادر پر مقرر ہے وہ نطفہ کو رحم سے لے کر اپنی ہتھیلی پر رکھتا ہے پھر سوال کرتا ہے کہ اے رب یہ مخلقہ ہے یا غیر مخلقہ یعنی پورا بچہ ہو کر پیدا ہوگا یا نہیں اس کے جواب میں اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ مخلقہ ہے تو پھر فرشتہ سوال کرتا ہے اے رب اس کا رزق کتنا ہے اور اس کی عمر کتنی ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان باتوں کے لئے ام الکتاب یعنی لوح محفوظ کو دیکھو فرشتہ لوح محفوظ میں دیکھتا ہے جہاں رزق نقش قدم عمل اور عمر سب کچھ درج ہوتا ہے اس کے بعد فرشتہ اس زمین سے مٹی لیتا ہے جہاں یہ دفن کیا جائے گا اور اس مٹی کے ساتھ نطفہ کو گوندتا رہتا ہے اس کی تصدیق میں آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی منها خلقنكم وفيها نعيدكم ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا

ہے اور تمہیں پھر اسی میں لوٹا دیں گے۔ (نوادر الاصول بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۱۲۰)

حضرت ابن مسعودؓ ہی کی روایت ہے اتنا اور اضافہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس نطفہ کے بارہ میں یہ فرمایا کہ یہ غیر مخلقہ ہے یعنی پورا بچہ نہیں ہوگا تو اس نطفہ میں جان نہیں پڑتی اور رحم مادر سے وہ نطفہ خون بن کر نکل جاتا ہے اور اگر مخلقہ فرمایا تو فرشتہ اس کے مذکر و مونث نیک و بد اور عمر ورزق کا سوال کرتا ہے جو لوح محفوظ میں ملتا ہے وہ پیدا ہو کر اپنے گھر والوں میں رہتا ہے لیکن موت کے بعد اسی جگہ دفن ہوتا ہے جہاں کی مٹی نطفہ میں شامل ہے۔ (حکیم ترمذی بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۱۲۰)

مردہ کو نیک لوگوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله ﷺ ادفنوا موتاكم وسط قوم صالحين فان الميت يتاذى بجار السوء كما يتاذ الحی بجار السوء (كنز العمال ۱۵/۴۲۳۷۱)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفن کیا کرو کیونکہ مردہ برے پڑوسی سے اسی طرح ایذا محسوس کرتا ہے جس طرح زندہ آدمی برے پڑوسی سے ایذا پاتا ہے۔" (ابو نعیم موت کا جھٹکا ص ۱۲۱)

برے لوگوں میں دفن نہ کرنا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تمہارا کوئی آدمی وفات پا جائے تو اس کو اچھا کفن دو اور اس کی وصیت پر جلد عمل کرو اور اس کی قبر اچھی کھودو اور اس کے لئے اچھا پڑوسی تلاش کرو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول کیا نیک پڑوسی اس کو آخرت میں کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا دنیا میں نیک پڑوسی کچھ مفید ہوتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا اسی طرح آخرت میں بھی نیک پڑوسی مفید ہوتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۱۲۱)

حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے مردوں کو اچھا کفن دو اس کی وصیت کی تعمیل میں تاخیر نہ کرو اس کے قرض کو جلد از جلد ادا کرو اور اس کی قبر کو برے پڑوسیوں سے بچاؤ۔ (فردوس دیلمی ابن مندہ موت کا جھٹکا ص ۱۳۱) حضرت عبداللہ بن نافع مزنی ؒ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص فوت ہوا اور دفن کیا گیا ایک آدمی نے اس میت کو خواب میں دیکھا گویا وہ اہل دوزخ میں سے ہے یہ دیکھ کر اس آدمی کو بڑا غم ہوا پھر ایک ہفتہ کے بعد دوبارہ اسی آدمی نے اس میت کو خواب میں دیکھا...... اس مرتبہ ایسا معلوم ہوا گویا وہ اہل جنت میں سے ہے اس آدمی نے اس میت سے اس تبدیلی کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ ہمارے درمیان ایک نیک آدمی کو لوگوں نے دفن کیا ہے اس نیک آدمی نے اپنے چالیس پڑوسیوں کے لئے سفارش کی اور میں بھی انہی چالیس میں شامل ہوا اس لئے میرے ساتھ جنتیوں کا معاملہ کیا گیا۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ص ۱۳۱)

مومن اور کافر کے متعلق قبر کی آرزو:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی مومن کی وفات ہوتی ہے تو قبرستان کا گوشہ گوشہ یہی آرزو کرتا ہے کہ یہ میرے پاس دفن ہو لیکن جب کسی کافر کی موت ہوتی ہے تو قبرستان میں تاریکی پیدا ہو جاتی ہے اور قبرستان کا گوشہ گوشہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہے اور فریاد کرتا ہے کہ یہ بدبخت میرے پاس دفن نہ کیا جائے۔ (کنز العمال ۱۵/۲۷،۴۲۷ موت کا جھٹکا ص ۱۳۲)

قبر میں کافر اور مومن کی حالتیں:

عن ابی ہریرۃؓ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المومن فی قبرہ فی روضة ویرحب له قبرہ سبعون ذراعا وینورله کا القمر لیلة البدر اتدرون فیھم نزلت ھذہ الایة (فان له معیشة ضنکا) قالوا اللہ و رسوله اعلم قال عذاب الکافر فی قبرہ والذی نفسی بیدہ انه لیسلط علیه تسعة وتسعین تنینا ینفخون فی جسمه ویلسعونه ویخدشونه الی یوم

القیامة (شرح الصدور ص ٦٩)

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مومن کے لئے قبر باغ کر دی جاتی ہے اور ستر گز کشادہ کی جاتی ہے اور چودھویں رات کی چاند کی طرح روشن کر دی جاتی ہے پھر آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا یہ آیت کس کے بارہ میں نازل ہوتی ہے ومن عرض عن ذکری فانه له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمیٰ جس نے میری یاد سے منہ پھیر لیا اس کے لئے تنگ زندگی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔''

صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے آپ نے فرمایا یہ آیت کافر کے عذاب کے متعلق نازل ہوئی ہے قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس پر ننانوے اژدھے مقرر کئے جائیں گے اور وہ قیامت تک اس کے بدن میں پھونکیں گے اور کاٹیں گے۔

قبر کا جواب سیکھا کرو:

عن راشد کان النبی صلی الله علیه وسلم یقول تعلموا صبحتکم فانکم مسئولون حتی ان کان اهل البیت من الانصار یحضر الرجل منهم المیت فیوصونه والغلام اذ عقل فیقولون له اذ سالوك من ربك فقل الله ربی وما دینك فقل الاسلام دینی ومن نبیك فقل محمد الرسول الله (شرح الصدور ص ٦٠ در منثور ٣ ص ٨٣)

''راشدؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ قبر کی دلیل اچھی طرح سیکھو تم سے اس کا سوال کیا جائے گا اور انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی مرنے کے قریب ہوتا تو اسے قبر کی دلیل سکھاتے تھے اور جب لڑکا بولنے لگتا تو اس کو بھی یاد کراتے تھے اور کہتے تھے کہ تجھ سے جب کوئی پوچھے کہ تیرا رب کون ہے تو تم کہو میرا رب اللہ ہے اور تم سے جب کوئی پوچھے کہ تمہارا دین کیا ہے؟ تو کہو امیرا دین اسلام ہے اور جب کوئی پوچھے تمہارا نبی کون ہے تو کہہ محمد میرے نبی ہیں۔'' (شرح الصدور ٦٠)

عذاب قبر کا ثبوت قرآن میں:

(۱) يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ. (ابراھیم: ۲۷)

''اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں پکی بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو گمراہ کرتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

حضرت شعبہؒ فرماتے ہیں یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔
(بخاری شریف ج اص ۱۸۳)

حضرت براء بن عازب ﷺ کی روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جب مومن (بندہ) اپنی قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے پھر وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعبیر ہے یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بخاری شریف ج اص ۱۸۳ تفسیر قرطبی ج ۹ص ۲۳۸)

علامہ ابن کثیر نے حضرت طاؤسؒ سے نقل کیا ہے کہ دنیا میں ثابت قدمی سے مراد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ مراد ہے اور آخرت میں ثابت قدمی سے مراد قبر کے جوابات ہیں حضرت قتادہ فرماتے ہیں دنیا میں ثابت قدمی بھلائی اور عمل صالح ہیں اور آخرت سے مراد قبر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ص ۸۲۸) علامہ محمود آلوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں و فی الاخـرة ای بعد الموت وذالك فی القبر الذی ھو اول منزل من منازل لاخرة۔ (تفسیر روح المعانی ج ۷ص ۲۱۷) اور آخرت میں ثابت قدمی سے مراد بعد الموت ہے اور یہ قبر میں ہوتا ہے جو آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے علامہ فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ان ھذه الایة وردت فی سوال الملکین فی القبر وتلقین الله المومن کلمة الحق فی القبر عند السوال و تثبیته ایاه علی الحق۔ (تفسیر کبیر ج ۱۹ص ۱۲۳) یہ آیت شریفہ قبر میں منکر نکیر کے سوال کے متعلق وارد ہوئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن بندہ کو کلمہ حق کی تلقین اور قبر میں سوالات کے موقع پر اس کو حق پر ثابت قدم رکھنے کے متعلق ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اور آخرت میں یعنی قبروں کے اندر منکر نکیر کے سوال کے وقت بھی اللہ تعالیٰ ان (مومنوں) کو اقرار توحید پر قائم رکھتا ہے ظالمین سے مراد ہیں منافق اور کافر یہ لوگ آزمائش کے وقت ثابت قدم نہیں رہتے اعاذ مصیبت کے وقت ہی ان کے قدم پھسل جاتے ہیں اور آخرت میں ان کا گمراہ ہونا اور ثابت قدم نہ ہونا ظاہر ہی ہے (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۳۰۳) اس آیت میں مومنین کے لئے ثابت قدمی کا ذکر ہے جو سوال وجواب میں ثابت قدم رہے گا اس کے لئے جنت کی نعمتوں کی بشارتیں اور جو پھسل جائے گا اس کے لئے جہنم ہولنا کیوں اور عذاب قبر کی وعیدیں جو آگے احادیث میں آ رہی ہیں۔

(۲) وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔ (طہ: ۱۲۴)

"اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ضنکا سے مراد عذاب قبر ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص ۱۷۱) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں یضیق علی الكافر قبره حتى تختلف فيه اضلاعه وهو المعيشة الضنك (تفسیر قرطبی ج ۱۱ ص ۱۷۲)

کافر پر قبر تنگ کر دی جاتی یہاں تک کہ اس کی پسلیاں آپس میں ایک دوسرے کے اندر گھس جاتی ہیں اور یہی وہ تنگ زندگی ہے (جس کا اس آیت میں تذکرہ ہے)

حضرت ابوہریرہؓ نے آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی ہے فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة اعمى کیا تم جانتے ہو کہ تنگ زندگی سے کیا مراد ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا اس سے قبر میں کافر پر عذاب مراد ہے۔ (التذکرۃ للقرطبی ص ۱۵۲)

علامہ فخرالدین رازی اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں: وهو عذاب القبر فهذا قول عبدالله بن مسعود وابی سعيد الخدری وعبدالله بن عباس و رفعه

ابوھریرہ الی النبیؐ قال ان عذاب القبر للکافر قال والذی نفسی بیدہ انہ یسلط علیہ فی قبرہ تسعۃ وتسعون تنینا (تفسیر کبیر ج ۲۲ ص ۱۳۰) اس سے مراد قبر کا عذاب ہے اور یہ عبداللہ بن مسعود ابوسعید خدری عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت ﷺ سے مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد کافر (آدمی) کے لئے عذاب قبر مراد ہے پھر آپؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بیشک کافر شخص پر قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔

علامہ ابن کثیر حضرت ابوسعید خدریؓ سے معیشۃ ضنکا کے بارہ نقل کرتے ہیں یضیق علیہ قبرہ حتی تختلف اضلاعہ فیہ اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جائے گی یہاں تک کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ معیشت کی تنگی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بیشک اس (کافر یا منافق) پر ننانوے اژدھے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کا گوشت نوچتے رہیں گے حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور صحیح میں نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۷۰) قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں بغوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ معیشۃ ضنکا سے عذاب قبر مراد ہے۔ بزار نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا معیشۃ ضنکا عذاب قبر ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۴۳۵)

علامہ آلوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ان تلک المعیشۃ لہ فی القبر بان یعذب فیہ یہ معیشت کی تنگی اس کے لئے قبر میں ہوگی بایں طور کہ اسے قبر میں عذاب دیا جائے گا۔ (تفسیر روح المعانی ج ۹ ص ۲۷۷)

(۳) اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المومن: ۴۶)

وہ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی

(حکم ہوگا) فرعونیوں کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔"

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں وھذہ الایة اصل کبیر فی استدلال اھل السنة علی عذاب البرزخ فی القبور یہ آیت سب سے بڑی دلیل ہے اہل سنت کے اس عقیدے کی کہ عالم برزخ یعنی قبر میں عذاب ہوتا ہے (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۲۲)

حضرت قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے صباحا و مساء ما بقیت الدنیا یقال لھم یا ال فرعون ھذہ منازلکم تو بیخا ونقمة وصغار الھم رہتی دنیا تک ہر صبح شام فرعونیوں کو آگ کے سامنے لایا جاتا ہے اور ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہاری اصلی جگہ یہی ہے تا کہ ان کا رنج وغم بڑھے اور ان کی ذلت وتوہین ہو۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۲۳)

علامہ ابوعبداللہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں: والجمھور علی ان ھذا العرض فی البرزخ واحتج بعض اھل العلم فی تثبیت عذاب القبر۔ جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ یہ صبح وشام عذاب کے سامنے لایا جانا عالم برزخ میں ہے بعض اہل علم حضرات نے اس سے عذاب قبر کے ثابت ہونے پر استدلال کیا ہے اسی طرح حضرت مجاہدؒ حضرت عکرمہؒ حضرت مقاتلؒ حضرت محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ یہ آیت رہتی دنیا تک عذاب قبر پر دلالت کرتی ہے (تفسیر قرطبی ج ۱۵ ص ۲۰۸)

علامہ محمود آلوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ففی الایة دلیل ظاھر علی بقاء النفس وعذاب القبر لانه تعالی ان ذکر ذلك العرض قال جل شانه ویوم تقوم الساعة ادخلوا ال فرعون اشد العذاب۔ (تفسیر روح المعانی ج ۲۴ ص ۷۳) پس اس آیت میں روح کے باقی رہنے اور عذاب کے ثابت ہونے پر واضح دلیل ہے اس لئے کہ اللہ تعالی اس صبح وشام عذاب کے سامنے لائے جانے کے بعد فرمایا ہے اور جب قیامت قائم ہوگی تو (حکم ہوگا) فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور قبر یعنی برزخ میں عذاب ہوتا ہے متعدد احادیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں اور اسی پر اجماع علماء ہے۔ (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۲۴۳)

علامہ فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہیں احتج اصحابنا بھذہ الایۃ علی اثبات عذاب القبر قالوا لایۃ تقتضی عرض النار علیھم غدوا وعشیا ولیس المراد منہ یوم القیامۃ لانہ قال (ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب) ولیس المراد منہ ایضا الدنیا لان عرض النار علیھم غدوا وعشیا ما کان حاصلا فی الدنیا فثبت ان ھذا العرض انما حصل بعد الموت وقبل یوم القیامۃ وذالک یدل علی اثبات عذاب القبر فی حق ھولاء واذا ثبت فی حقھم ثبت فی غیرھم لانہ لا قائل بالفرق۔ (تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۷۳)

ہمارے اصحاب یعنی اہل السنہ والجماعۃ نے اس آیت سے عذاب قبر کے ثابت ہونے پر استدلال کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ وہ صبح شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اس سے قیامت کا دن مراد نہیں ہو سکتا کیونکہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب قیامت برپا ہوگی (تو حکم ہوگا) کہ فرعونیوں کو سخت عذاب میں داخل کر دو اور نہ ہی اس سے دنیا مراد ہو سکتی ہے اس لئے کہ دنیا میں انہیں یہ عذاب نہیں دیا گیا پس اس سے ثابت ہو گیا کہ یہ عذاب دیا جانا موت کے بعد اور قیامت سے پہلے ہے اور یہی چیز ان کے متعلق عذاب قبر کے ثابت ہونے پر دلالت کرتی ہے اور جب ان فرعونیوں کے حق میں عذاب قبر ثابت ہوا۔ تو ان کے علاوہ (اور کافر منافق بدکار بدکردار) لوگوں کے حق میں بھی ثابت ہو گیا کیونکہ ان کے درمیان کوئی وجہ فرق نہیں ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں یہ آیت دلیل ہے عذاب قبر کی اور حدیث کی روایات متواترہ اور اجماع امت اس پر شاہد ہیں۔ (معارف القرآن ج ۷ ص ۶۰۳)

علامہ عبداللہ النسفی فرماتے ہیں:

وھذہ الایۃ دلیل علی عذاب القبر (تفسیر المدارک ج ۳ ص ۱۵۴۳)

یہ آیت عذاب کے ثابت ہونے پر دلیل ہے:

(۳) ﴿وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

(الطور: ٤٧)

''اور بیشک ان ظالموں کو علاوہ اس کے ایک عذاب ہوگا لیکن اکثر ان میں سے نہیں

جاتے۔"

علامہ ابوعبداللہ قرطبی حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ (عـذابـا دون ذالك) سے مراد عذاب قبر ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۷ص ۵۲) اسی طرح علامہ قرطبی فرماتے ہیں هـــو عذاب القبر (التذکرة للقرطبی ص ۱۵۲)

اس سے مراد عذاب قبر ہے۔ علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: العـذاب هـو عـذاب القبر فالذين ظلموا عام في كل ظالم (تفسیر کبیر ج ۲۸ص ۲۷۳) یہاں عذابا دون ذلک میں عذاب سے مراد عذاب قبر ہے اور فالذين ظلموا میں ظلموا عام اور ہر ظالم کو شامل ہے۔ یعنی ہر ظالم بدکار فاسق فاجر کو آخرت کے عذاب کے علاوہ ایک عذاب قبر میں بھی ہوتا ہے چاہے وہ شخص قبر میں دفن ہو چکا ہو یا کسی درندے نے کھالیا ہو یا سمندر میں ہلاک ہو چکا ہو یا جل کر راکھ ہو چکا ہو اسے عالم برزخ میں عذاب سے واسطہ ضرور پڑے گا اور اسی کا نام عذاب قبر ہے۔ علامہ الوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں و عنه ايضا وعن براء بن عازب انه عذاب القبر (تفسیر روح المعانی ص ۳۰ ج ۱۴) حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ اس سے مراد عذاب قبر ہے۔

قبر سے مراد عالم برزخ ہے اور عذاب قبر سے مراد عذاب برزخ ہے جو عذاب کا حقدار ہوتا ہے اسے برزخ میں حسب استحقاق عذاب ضرور بھگتنا پڑتا ہے خواہ وہ دفن ہو یا نہ ہو مثلاً درندے کھا جائیں یا آگ میں جل کر راکھ ہو جائے اور وہ راکھ ہوا میں اڑ جائے یا پھانسی کے تختے پر لٹکا رہے یا سمندر میں ڈوب جائے اصل قبر برزخ ہے برزخ میں روح و بدن دونوں پر عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

بعض ملحدین عذاب قبر کے منکر ہیں کہ جب کوئی شخص سمندر میں ہلاک ہوا یا کسی درندے نے کھالیا تو اسے کیسے عذاب ہوگا؟ لیکن وہ سراسر غلطی پر ہیں قرآن پاک میں عذاب قبر کے متعلق کئی جگہ ارشاد خداوندی ہے:

(۵) اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ (التکاثر: ۱-۴)

''تم لوگوں کو زیادتی کی حرص اور فخر نے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں بہت جلد (قبروں جاتے ہی) معلوم ہو جائے گا پھر ہرگز (یہ چیزیں قابل فخر) نہیں تمہیں بہت جلد (قبروں سے نکلتے ہی) معلوم ہو جائے گا۔''

ابوعبداللہ قرطبی فرماتے ہیں كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنی فی القبور بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا یعنی قبروں میں نیز علامہ قرطبی فرماتے ہیں اس پر ایمان لانا واجب اور اس کی تصدیق ضروری ہے۔ جیسے کہ مخبر صادقؐ نے اس کی خبر دی آگے لکھتے ہیں یہی اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے۔ (تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۱۱۸) حضرت علی المرتضیٰ سے مروی ہے کہ ہم عذاب قبر کے متعلق شک کرتے تھے یہاں تک کہ سورۃ الھکم التکاثر نازل ہوئی اور ہمارا شک دور ہو گیا۔ تفسیر قرطبی ج ۲۰ ص ۱۱۸، تفسیر مظہری ج ۱۲ ص ۵۱۸، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۸۶۶) اس سورۃ کی تفسیر میں امام المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ کرر فرمایا ہے کہ عنقریب تم جان لو گے تو اس سے مراد دو عذاب ہیں اول عذاب قبر اور دوسرا عذاب آخرت (التذکرۃ للقرطبی ص ۱۵۲) علامہ محمود آلوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں پہلے سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے قبر میں مراد ہیں اور دوسرے ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے مراد قیامت کے دن اٹھ جانا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۱۵ ص ۲۵۹) علامہ فخر الدین رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ان احد الحالتین عذاب القبر والاخری عذاب القیامۃ کما روی عن ذر انہ قال کنت اشک فی عذاب القبر حتی سمعت علی بن ابی طالب یقول ان ھذہ الایۃ تدل علی عذاب القبر۔ (تفسیر کبیر ج ۳۲ ص ۷۸) دونوں حالتوں میں سے پہلی حالت (سوف تعلمون) سے عذاب قبر مراد ہے اور دوسری سے قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے جیسا کہ ذر بن حبیش سے مروی ہے کہ میں عذاب قبر کے متعلق شک میں مبتلا تھا یہاں تک کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا کہ یہ آیت عذاب قبر پر دلالت کرتی ہے علامہ عبداللہ النسفی اس سورۃ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ثم کلا سوف تعلمون فی القبور (تفسیر المدارک ج ۴ ص ۱۹۹۴) پھر ہرگز نہیں تمہیں معلوم ہو جائے گا قبروں میں جاتے ہی۔

(۶) مِمَّا خَطِيْٓئٰتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا (نوح: ۲۵)

''اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ لوگ غرق کر دیئے گئے پھر آگ میں داخل کر دیئے گئے۔''

علامہ آلوسی بغدادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ھی نار البرزخ والمراد عذاب القبر ومن مات فی ماء او نار او اکلته السباع او الطیر مثلا اصابه ما یصیب المقبور من العذاب۔ ''یہ برزخ کی آگ ہے اور مراد اس سے عذاب قبر ہے۔ جو آدمی پانی میں مرجائے یا آگ میں جل جائے یا اسے درندے اور پرندے کھالیں اسے وہی عذاب پہنچے گا جو قبر والوں کو قبروں کے اندر پہنچتا ہے۔'' (روح المعانی ۲۹/۹۰) علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں: تمسک اصحابنا فی الباب عذاب القبر بقوله أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا۔ (تفسیر کبیر ۳۰/۱۳۵) ہمارے اصحاب نے اس آیت کے الفاظ أُغْرِقُوْا فَأُدْخِلُوْا نَارًا سے اثبات عذاب قبر کی دلیل پکڑی ہے۔

ابو عبداللہ قرطبی لکھتے ہیں قال القشیری وھذا یدل عذاب القبر ۱۸/۲۰۱ امام قشیری فرماتے ہیں کہ یہ آیت عذاب قبر کی دلیل ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: غرق کئے گئے جس سے مراد ہے طوفان میں غرق کرنا اور آگ سے مراد عالم برزخ ہے یعنی قبر کی آگ کیونکہ قبر یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ قوم نوح عالم برزخ میں عذاب قبر میں مبتلا کر دی گئی کیونکہ فاء کا مفہوم ہے کسی فعل کا اول فعل کے بعد واقع ہو جانا اور ادخلوا ماضی کا صیغہ ہے یعنی غرق کر دینے کے بعد فوراً ان کو آگ میں داخل کر دیا گیا۔ (تفسیر مظہری ۱۲/ ۱۰۹) مفسر قرآن استاذی ومرشدی مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ فرماتے ہیں مفسرین نے اس سے یہ اخذ کیا ہے کہ پانی کی سزا تو انہیں دنیا میں ملی مگر آگ کی سزا برزخ میں مل رہی ہے اور یہ سزا بھی برحق ہے اگر چہ یہ مکمل سزا نہیں کیونکہ مکمل سزا تو قیامت کے دن ملے گی تاہم برزخ میں بھی ان کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے آل فرعون کے متعلق بھی ایسے ہی الفاظ آتے ہیں کہ انہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (معالم العرفان فی دروس القرآن ۱۸/ ۲۳۶) مولانا عاشق الٰہی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں اغرقوا اور ادخلوا دونوں ماضی کے صیغے ہیں اس لئے حضرات علماء کرام نے اس آیت

سے عذاب قبر کو ثابت کیا ہے عذاب قبر میں کافر مبتلا ہوتے ہیں اور بعض گنہگار اہل ایمان کا بھی ابتلا ہوتا ہے احادیث شریفہ میں اس کی تفصیلات وارد ہوئی ہیں ثبوت عذاب قبر کے جو دلائل ہیں ان میں ایک آیت یہ بھی ہے ظاہر ہے کہ دوزخ کا داخلہ تو قیامت کے دن ہوگا صیغہ ماضی کے ساتھ جو فرمایا ہے کہ وہ لوگ غرق کر دیئے جانے کے بعد آگ میں داخل کر دیئے گئے اس سے ثابت ہوا کہ برزخ میں بھی آگ کا عذاب ہے اس برزخ کی تکلیف کو جو موت کے بعد قیامت قائم ہونے سے پہلے ہے عذاب قبر سے تعبیر کیا جاتا ہے بہت سے ملحد جو نئے زمانے میں پیدا ہوگئے ہیں عذاب قبر کے منکر ہیں۔ قاتلهم الله انى يوفكون (تفسیر انوار البیان ۹/۲۹۳)

(۷) وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ○ (المومنون: ۱۰۰)

''اوران کے آگے اٹھائے جانے کے دن تک برزخ ہے۔''

اس آیت میں بھی عالم برزخ اور عذاب قبر کا تذکرہ ہے امام ابوعبداللہ قرطبی فرماتے ہیں فمن مات فقد دخل فی البرزخ (تفسیر القرطبی ۱۲/۱۰۰) ''جو شخص مر گیا وہ عالم برزخ میں داخل ہو گیا۔'' امام ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں: تهديد لهولاء المحتضرين من الظلمه بعذاب البرزخ۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/۳۱۰) اس آیت میں ظالموں کو ڈرایا جارہا ہے کہ ان کو عالم برزخ میں اندھیروں اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا الى يوم يبعثون اى يستمر به العذاب الى يوم القيامة (ایضاً)

ان کو قیامت تک برابر عذاب ہوتا رہے گا۔ مولانا عاشق الٰہی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں برزخ حاجز یعنی آڑ کو کہتے ہیں جو دو حالتوں یا دو چیزوں کے درمیانی حائل ہو موت کے بعد سے قیامت قائم ہونے تک کا جو وقفہ ہے اسے برزخ کہا جاتا ہے جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو برزخ میں چلا جاتا ہے مومن صالح اچھی حالت میں اور کافر برابر عذاب میں رہتا ہے۔

(تفسیر انوار البیان ۶/۲۶۷)

ان کے علاوہ سورۃ انعام سورۃ واقعہ سورۃ حم سجدہ سورۃ فجر کی آیتوں میں عذاب قبر عالم برزخ یعنی موت کے بعد فوراً ایک اور زندگی شروع ہونے کا تذکرہ ہے۔

عذاب قبر کا ثبوت احادیث مبارکہ سے

(۱) امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على قبرين فقال انهما ليعذبان وما يعذبان في كبير اما هذا فكان لا يستتر من بوله واما هذا فكان يمشي بالنميمة (بخاری ج ۲ ص ۸۹۳، ۱/ ۱۸۲)

"ایک دفعہ نبی کریم ﷺ دو قبروں پر گزرے تو آپؐ نے فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ عذاب بھی کسی بڑی چیز کی وجہ سے نہیں ہو رہا (جس سے بچنا مشکل ہو بلکہ) ان میں ایک تو پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔"

(۲) امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت انسؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

ان العبد اذا وضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعد انه فيقولان ما كنت تقول في هذ الرجل لمحمد فاما المومن فيقول اشهد انه عبدالله و رسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك الله به مقعدا من الجنة فيراهما جميعا واما المنافق والكافر فيقال له ما كنت تقول في هذالرجل فيقول لا ادرى كنت اقول ما يقول الناس فيقال له لا دريت ولا تليت ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعهما من يليه غير الثقلين۔ (بخاری ۱/۱۸۳)

"جب بندہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اعزا و احباب واپس آتے ہیں تو وہ (مردہ) ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تم اس شخص محمد ﷺ کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ اس کے جواب میں بندہ مومن کہتا ہے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ (محمد ﷺ) بلاشبہ اللہ

کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر اس بندے سے کہا جاتا ہے تم اپنا ٹھکانا جہنم میں دیکھو جس کو خدا نے بدل دیا ہے اور اس کے بدلہ میں تمہیں جنت میں جگہ دی گئی ہے پس وہ مردہ دونوں مقامات کو دیکھتا ہے اور مردہ منافق یا کافر ہوتا ہے اس سے بھی یہی سوال کیا جاتا ہے کہ اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے بارہ میں تو کیا کہتا تھا؟ وہ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا جو اور لوگ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا اس سے کہا جاتا ہے نہ تو نے عقل سے پہچانا اور نہ تو نے قرآن پڑھا۔ (اس کے بعد) اس کو لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے کہ اس کے چیخنے اور چلانے کی آواز سوائے جنوں اور انسانوں کے قریب کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔''

(۳) امام بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

ان احدکم اذا مات عرض علیه مقعده بالغداة و العشی ان کان من اهل الجنة فمن اهل الجنة و ان کان من اهل النار فمن اهل النار فیقال هذا مقعدك حتی یبعث الله الیه یوم القیمة۔ (بخاری ص ۱/ ۱۸۳)

''جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو (قبر میں) صبح شام اس کا ٹھکانا اس کے سامنے لایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ میں اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانہ ہے اس کا انتظار کر یہاں تک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اٹھا کر وہاں بھیجے۔''

(۴) امام بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے:

ان یهودیة دخلت علیها فذکرت عذاب القبر فقالت لها اعاذك الله من عذاب القبر فسالت عائشه رسول الله صلی الله علیه وسلم عن عذاب القبر فقال نعم عذاب القبر حق قالت عائشة فما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد صلی صلاة الا تعوذ بالله من عذاب القبر۔ (بخاری ۱/ ۱۸۳)

''ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اس نے قبر کے عذاب کا ذکر کیا اور پھر اس نے حضرت عائشہؓ سے کہا عائشہ! اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ حضرت عائشہؓ نے آنحضرت ﷺ سے عذاب قبر کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ہاں عذاب قبر برحق ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور قبر کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو''

(۵) امام مسلم نے حضرت زید بن ثابت سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

بینا رسول الله في حائط لبني النجار على بغلة له و نحن معه اذا حادت به و كادت تلقيه و اذا قبر ستة او خمسة فقال من يعرف اصحاب هذه الاقبر فقال رجل انا فقال متى ماتوا قال في الشرك فقال ان هذه الامة تبتلى في قبورها فلولا ان لا تدافنوا لدعوت الله ان يسمعكم من عذاب القبر الذى اسمع منه ثم اقبل علينا بوجهه فقال تعوذوا من عذاب النار قالوا نعوذ بالله من عذاب النار قال تعوذ و ابالله من عذاب القبر قالوا نعوذ بالله من عذاب القبر۔ (مسلم' مشكوة)

''ایک دفعہ آنحضرت ﷺ بنی نجار کے باغ میں اپنے خچر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ہمراہ تھے اچانک خچر بدک گیا اور قریب تھا کہ آپ کو گرادے نا گہاں پانچ چھ قبریں نظر آئیں آپ نے فرمایا ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے ایک شخص نے کہا میں جانتا ہوں آپ نے فرمایا یہ کب مرے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یہ شرک کی حالت میں مرے ہیں آپؐ نے فرمایا یہ امت اپنی قبروں میں ازمائی جاتی ہے (یعنی ان پر عذاب ہو رہا ہے) اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو بھی عذاب قبر (کی عذاب) سنادے جو میں سن رہا ہوں اس کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو صحابہ نے عرض کیا ہم آگ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو صحابہ نے عرض کیا ہم عذاب قبر

سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

(٦) عن حذيفه قال كنا مع النبى صلى الله عليه وسلم فى جنازة فلما انتهينا الى القبر قعد على شفه فجعل يردد بصره فيه ثم قال يضغط فيه المومن ضغطة تنزول منها حمائله ويملا على الكافر نارا۔ (نوادر الاصول لحكيم ترمذى، شرح الصدور للسيوطى ص ٣٥، والبيهقى)

"حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے لئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے جب قبر کے قریب پہنچے تو آپؐ قبر کے کنارے بیٹھ کر اندر کی طرف دیکھنے لگے اور فرمایا مومن کو اس کے اندر ایسا ضغطہ ہوتا ہے کہ اس کی گردن اور سینہ اور پسلی کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں اور کافر کے لئے اس میں آگ بھر دی جاتی ہے۔"

(٧) عن عائشه رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ان للقبر ضغطة لو كان احد منها ناجيا لنجا منها سعد بن معاذ۔ (مسند احمد ٦_٥٥/ ٩٨، مجمع الزوائد ٣/ ٤٦، مشكل الآثار للطحاوى ١/ ١٠٧، كنز العمال ٤٢٥١٩)

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قبر میں ضغطہ ضرور ہوتا ہے اگر اس سے کسی کو نجات ملتی تو سعد بن معاذ کو نجات ملتی۔"

(٨) عن جابر رضى الله عنه قال لما دفن سعد بن معاذ سبح النبى صلى الله عليه وسلم وسبح الناس معه طويلا ثم كبر و كبر الناس ثم قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم سبحت قال لقد تضايق على هذ الرجل الصالح قبره حتى فرج الله عنه۔ (مجمع الزوائد ٣/ ٤٦، طبرانى فى المعجم الكبير ٦/ ١٥، مسند احمد ٣/ ٣٧٧)

"حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ دفن کئے گئے تو نبی کریم ﷺ نے تسبیح پڑھی اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ دیر تک تسبیح پڑھی پھر آپؐ نے تکبیر

کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے کیوں تسبیح پڑھی آپ نے فرمایا قبر اس نیک آدمی پر تنگ ہو کر مل گئی حتی کہ اللہ نے (میری دعا سے) کشادہ کیا۔"

(۹) عن انسؓ قال توفیت زینب بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم فخرج جنامعه فرايناه مهتما شديد الحزن فقعد على القبر هنيهة وجعل ينظر الى السماء ثم نزل فيه فرايته يزداد حزنا ثم خرج فرايته سرى عنه وتبسم فسالناه فقال كنت اذكر ضيق القبر وغمه وضعف زينب فكان ذالك يشق على فدعوت الله ان يخفف عنها ففعل ولكن ضغطها ضغطة سمعها من بين الخافقين الا الانس والجن۔ (مجمع الزوائد ۳/ ۴۷، کنز العمال ۴۲۵۳۶/ ۴۲۹۴)

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی زینب کا انتقال ہوا تو ہم لوگ آپ کے ساتھ جنازہ لے کر نکلے آپ کو پریشانی ہوئی اور بہت غمگین ہوئے آپ کچھ دیر قبر کے پاس بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھتے رہے پھر قبر میں داخل ہوئے اور زیادہ غمگین ہوئے کچھ دیر بعد آپ خوش ہوئے اور مسکرائے ہم لوگوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا مجھے قبر کا تنگ ہونا یاد آیا اور زینب کے ضعف کا خیال ہوا اس وجہ سے مجھے بہت غم ہوا پھر میں نے اللہ سے دعا کی اس پر آسانی کرے اللہ نے آسانی کی لیکن اس پر بھی قبر کے مل جانے کی ایسی آواز ہوئی کہ مشرق سے مغرب تک کے تمام جانداروں نے سوائے انسان و جن نے وہ آواز سنی۔"

بچوں پر قبر کی تنگی:

(۱۰) عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم صبى او صبية فقال لو ان احدا لنجا من ضمة القبر لنجا هذا الصبى (طبرانى فى اوسط شرح الصدور للسيوطى ص ۴۵)

''حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لڑکے یا لڑکی پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا اگر کوئی ضغطہ تنگی قبر سے نجات پاتا تو یہ ضرور نجات پاتا۔''

(۱۱) حضرت بشیرؓ کا بیان ہے کہ بنی معاویہ میں باہم جھگڑا ہوا تھا آنحضرت ﷺ مصالحت کرانے کے لئے تشریف لے گئے راستہ میں آپ نے ایک قبر کے پاس کھڑے ہو کر اہل قبر کو خطاب کر کے فرمایا کیا تو نے نہ جانا؟ لوگوں نے آپ سے اس قول کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا اس قبر کے مردے سے میرے بارہ میں سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ (مسند بزار طبرانی)

(۱۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے لوگوں نے فتان قبر یعنی آزمانے والے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ امت قبروں میں آزمائی جاتی ہے جب جنازہ والے دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو ایک کرخت آواز والا فرشتہ نمودار ہو کر سوال کرتا ہے اور جب مومن صحیح جواب دیتا ہے تو اس کو جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور اس کو جہنم کا ٹھکانہ بھی دکھایا جاتا ہے جس سے اس کو نجات ملی ہے مومن خوش ہو کر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹنے اور خوشخبری سنانے کی اجازت چاہتا ہے لیکن اس کو روک دیا جاتا ہے۔ پھر یہی سوال نافرمان بندے سے بھی کئے جاتے ہیں وہ ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے ہائے میں نہیں جانتا پھر اس کو جہنم کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے اور جنت کو دکھا کر اس سے کہا جاتا ہے یہ وہ باغ ہے جس سے تو محروم ہے اور جہنم میں رہنے کا مستحق ہے حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا ہر بندہ قبر سے اسی حالت میں اٹھایا جاتا ہے جس حالت میں اس کا انتقال ہوا اگر ایمان پر مرا ہے تو مومن ہو کر اٹھتا ہے اور اگر کفر و نفاق پر مرا ہے تو کافر و منافق ہو کر اٹھتا ہے۔ (مسند احمد طبرانی بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۳۴)

(۱۳) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب مردہ اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے سامنے سورج غروب ہوتا ہوا دکھایا جاتا ہے جس کو دیکھ کر مردہ گھبرا کر اٹھتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں پہلے عصر کی نماز ادا کر لوں۔ (ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۳۵)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابن آدم جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا اس سے غفلت برت رہا ہے اللہ جب کسی بندے کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ اس کا رزق اس کے نقوش قدم اس کی عمر سعید یا شقی ہونا لکھ دے یہ بندہ جب دنیا میں آتا ہے تو وہ فرشتہ چلا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے فرشتے کو بھیجتا ہے جو اس بندہ کے بالغ ہونے تک اس کی حفاظت کرتا ہے جب بالغ ہو جاتا ہے تو یہ فرشتہ بھی چلا جاتا ہے اب اللہ تعالیٰ اس بندہ کے لئے ایسے دو فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کی نیکیاں اور برائیاں لکھتے رہتے ہیں جب اس کی موت کا وقت قریب آتا ہے۔ تو یہ دونوں فرشتے آسمان پر واپس چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آ کر روح قبض کر لیتے ہیں پھر جب اس بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی روح کو جسم میں لوٹا دیتے ہیں اس وقت دو فرشتے آسمان سے اتر کر اس بندہ کا امتحان لیتے ہیں پھر واپس چلے جاتے ہیں جب قیامت آئے گی تو نیکیوں اور برائیوں کے دونوں فرشتے اس کے پاس اتر کر گردن میں بندھے ہوئے نامہ اعمال کے ساتھ اس کو کھینچیں گے یہ دونوں برابر اس کے ساتھ رہیں گے ایک کھینچنے والا ہوگا اور دوسرا گواہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا وہ بڑا سخت وقت ہوگا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔ (حلیہ ابو نعیم ابن ابی الدنیا بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۳۵)

(۱۰) حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم رات کو نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو تو قرآن بلند آواز سے پڑھا کرو۔ یہ آواز سن کر شیاطین اور خبیث جن بھاگتے ہیں اور فضا میں آنے جانے والے فرشتے اس آواز کو سنتے ہیں اور گھر میں رہنے والے بھی آواز سن کر ساتھ میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ رات اگلی رات کو وصیت کرتے ہوئے کہتی ہے اے اس کی آخری رات تو اس پر آسان ہو جا پھر جب اس کی وفات ہوتی ہے تو قرآن آ کر سرہانے کھڑا ہو جاتا ہے اور غسل کی نگرانی کرتا ہے جب کفن پہنایا جاتا ہے تو قرآن اس کے کفن اور سینے کے درمیان داخل ہو جاتا ہے جب بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے منکر نکیر آتے ہیں تو قرآن نکل کر اس میت اور منکر نکیر کے درمیان آ کر کھڑا ہو جاتا ہے منکر نکیر قرآن سے کہتے ہیں تو ہمارے درمیان سے ہٹ جا تاکہ ہم اس سے سوال کر لیں قرآن کہتا ہے خدا کی قسم میں اس

سے اس وقت تک الگ نہیں ہو سکتا جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرادوں اگر تمہیں اس کے ساتھ کسی معاملہ کرنے کا حکم ملا ہے تو اپنا کام کرلو اس کے بعد منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں پھر قرآن آدمی کی طرف دیکھ کر پوچھتا ہے کیا تو مجھے پہچانتا ہے بندہ کہتا ہے نہیں اس پر قرآن اپنا تعارف کراتے ہوئے کہتا ہے میں وہ قرآن ہوں جس نے دنیا میں راتوں کو تجھے بیدار رکھا تھا اور دن کو بھوکا پیاسا رکھا تھا کان اور آنکھ کی برائیوں سے باز رکھا تھا۔ اب میں تیرے لئے سچا دوست اور سچا بھائی ہوں تو خوش ہو کہ اب منکر نکیر کے سوال کے بعد تجھے کوئی غم نہ ہوگا وہاں سے منکر نکیر رخصت ہو جاتے ہیں اور قرآن بھی اپنے اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹتا ہے اور اس آدمی کے لئے بچھانے کا فرش مانگتا ہے چنانچہ اس کو بچھونا اور نورانی قندیل کا حکم ہوتا ہے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار مقرب فرشتے اٹھا کر چلتے ہیں قرآن ان سب سے پہلے ہی آدمی کے پاس پہنچ کر پوچھتا ہے اے بندے میرے جانے کے بعد تجھے کوئی گھبراہٹ تو نہیں ہوئی؟ میں صرف اتنی دیر کے لئے تجھ سے جدا ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تیرے لئے بچھونے کا انتظام کروں میں یہ چیزیں تیرے پاس لایا ہوں اسی دوران فرشتے وہ چیزیں لا کر اس کے نیچے بچھا دیتے ہیں اور جب اس کو داہنی کروٹ پر لٹا کر آسمان پر چڑھنے لگتے ہیں تو یہ بندہ ان کو دیکھتا ہے پھر قبلہ کی طرف زمین کو دھکا مارتا ہے اور زمین تا حد نگاہ کشادہ ہو جاتی ہے۔ (ابن ابی الدنیا بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۳۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مومن کی موت کے وقت فرشتے آ کر سلام کرتے ہیں اور جنت کی بشارت دیتے ہیں پھر اس کی وفات کے بعد جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں نماز جنازہ لوگوں کے ساتھ پڑھتے ہیں جب قبر میں اتارا جاتا ہے تو فرشتے اس کو قبر میں بٹھا کر سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے اللہ تیرا رسول کون ہے وہ کہتا ہے محمد ﷺ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیری شہادت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله حضرت عباس نے فرمایا آیت يثبت الله الذين امنوا یعنی اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے۔ کی یہی تفسیر ہے اس کے بعد اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے اور جب کسی نافرمان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو فرشتے پہلے اس کو ڈانٹتے ہیں اور

مارتے ہیں پھر روح نکالتے ہیں اور قبر میں اس سے وہی سوالات کئے جاتے ہیں تو اس سے کوئی جواب نہیں بن پڑتا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا آیت ویضل الله الظالمین الله تعالیٰ ظالموں کو بے راہ کرتا ہے۔'' کے یہی معنی ہیں۔ (ابن ابی حاتم بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۳۷)

(۱۱) عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ما عفی احد من ضغطة القبر الا فاطمة بنت اسد فقیل یا رسول الله ولا القاسم ابنك؟ قال ولا ابراهیم وكان اصغرهما (اتحاف السادة المتقین شرح الصدور للسیوطی ص ۴۶)

''حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ضغطہ قبر کسی سے معاف نہیں کیا گیا سوائے فاطمہ بنت اسدؓ کے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے صاحبزادہ قاسم سے بھی معاف نہیں کیا گیا آپ نے فرمایا بلکہ ابراہیم سے بھی معاف نہیں کیا گیا ابراہیم آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم سے بھی چھوٹے تھے۔''

عذابِ قبر کے اسباب:

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب سعد بن معاذ دفن کئے گئے تو قبر نے ان کو ایسا دبایا کہ وہ ایک بال کے مثل ہو گئے یہ اس وجہ سے کہ پیشاب کے بعد وہ اچھی طرح صفائی نہ کرتے تھے۔ (اتحاف السعادۃ المتقین۔ شرح الصدور ۴۶)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا۔ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا کہ دو فرشتے میرے پاس آئے اور میرے دونوں بازو پکڑ کر آسمان دنیا پر لے گئے وہاں ایک فرشتے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے اور ایک آدمی کے سر پر وہ پتھر ایسی سختی سے مارتا ہے کہ اس کا دماغ اور دونوں طرف کا کلہ دور جا کر گرتا ہے جب فرشتہ پتھر اٹھانے جاتا ہے تو اس وقت تک اس کا دماغ اور کلہ درست ہو جاتا ہے اور پھر پتھر مارتا ہے میں نے اپنے ساتھ والے فرشتے سے پوچھا یہ کیسا آدمی ہے اس نے کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک فرشتے کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سیخ ہے جس کا سر ٹیڑھا بنا ہوا ہے

ایک آدمی اس کے سامنے ہے اس کے منہ میں داہنی طرف سے سیخ ڈال کر کان تک پھاڑتا ہے پھر بائیں طرف جاتا ہے اور سیخ ڈال کر کان تک پھاڑتا ہے اتنے عرصہ میں داہنا طرف درست ہو جاتا ہے میں نے فرشتے سے پوچھا کہ کیسا آدمی ہے؟ فرشتے نے کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا تو خون کی ایک نہر دیکھی جو ایسے جوش وخروش سے جاری ہے جیسے دیگ چولہے پر جوش مارتی ہے اس نہر میں آدمیوں کی ایک جماعت ہے جو ننگے بدن ہیں اور نہر کے کنارے فرشتے ہیں ان کے ہاتھ میں پتھر ہے جب وہ جماعت تیرتی ہوئی کنارے آتی ہے فرشتے پتھر مارتے ہیں وہ پتھر ان کے منہ میں گھس جاتا ہے پتھر مارنے کی وجہ سے لوگ نہر میں نیچے اور بہت دور تک جا پہنچتے ہیں میں نے پوچھا یہ کیا آدمی ہے کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک مکان دیکھا جس کے نیچے کا حصہ کشادہ اوپر کا حصہ تنور کی طرح اور آگ سے بھرا ہوا ہے اس میں آدمیوں کی ایک جماعت ہے جو ننگی اور بے ستر ہے اور شور وفریاد کرتی ہے ان سے سخت بدبو آتی ہے میں نے پوچھا یہ کیسے لوگ ہیں کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا ایک سیاہ ٹیلہ دیکھا اس پر ایسے آدمی ہیں جن کے نیچے سے آگ بھڑکتی ہے اور ان کے منہ ناک اور آنکھ سے آگ کا شعلہ نکلتا ہے میں نے پوچھا یہ کیسے لوگ ہیں کہا آگے چلئے میں آگے بڑھا دیکھا کہ یہاں دور تک آگ جلتی ہے اور اس پر ایک خوفناک فرشتہ مقرر ہے کوئی شعلہ اڑ کر باہر جاتا ہے تو وہ فوراً جمع کرتا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کہا آگے چلئے آگے بڑھا ایک باغ نہایت سبز دیکھا طرح طرح کے پھول کھلے ہیں اس ایک بوڑھے نہایت خوبصورت آدمی بیٹھے ہیں کہ ایسا خوبصورت کوئی نہیں ہو سکتا اس کے آس پاس بہت سے لڑکے ہیں اس باغ میں ایک درخت ہے اس کے پتے بڑے بڑے ہاتھی کے کان کے برابر ہیں میں اوپر گیا جہاں تک اللہ نے چاہا وہاں میں نے اچھے اچھے عمدہ خوبصورت موتی سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے مکانات دیکھے پوچھا یہ کیسے مکانات ہیں کہا آگے چلئے' جب آگے بڑھا تو ایک نہر ملی اس پر سونے اور چاندی کے دو پل تھے اور دونوں کناروں پر اچھے اچھے محل تھے کہ ان سے اچھا محل کوئی نہیں ہو سکتا۔ موتی سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوئے تھے کنارے پر پیالے اور لوٹے رکھے ہوئے تھے میں نے پوچھا کیا ہے کہا اس میں جا کر دیکھیں میں اس کے کنارہ پر گیا اور نہر سے ایک پیالہ پانی نکالا اور پیا شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے

زیادہ سفید تھا اور مکھن سے زیادہ ملائم اور پاکیزہ تھا۔ پھر میں نے فرشتوں سے کہا کہ جو عجائبات میں نے دیکھے ہیں ان کو بیان کرو انہوں نے کہا جن کے سر کچلے جا رہے تھے اور دماغ اچھل کر گرتے جاتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز نہ پڑھتے تھے اور باقی نمازوں کو بے وقت پڑھتے تھے یہ عذاب ان پر قیامت تک ہوتا رہے گا اور جس کا منہ تیغ سے پھاڑتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کرتے تھے اور جھوٹ اور غیبت سے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالتے اور فساد کرتے تھے یہ عذاب ان کو قیامت تک ملتا رہے گا اور جو لوگ خون کی نہر میں غوطہ لگاتے تھے اور ان کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ وہ لوگ ہیں جو سود کھاتے تھے یہ عذاب ان کو قیامت تک ہوتا رہے گا اور جو مرد و عورتیں ننگی آگ کے تنور میں تھے یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے تھے یہ عذاب ان کو قیامت تک ہوتا رہے گا اور جو لوگ سیاہ ٹیلہ پر ہیں اور ان کے منہ کان ناک اور آنکھ سے شعلہ نکلتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو قوم لوط کا عمل کرتے تھے فاعل اور مفعول دونوں پر یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا اور جو آگ دور تک جلتی ہے وہ جہنم ہے اور جو سرسبز باغ ہیں وہ جنت عدن ہے اور بوڑھے آدمی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جولڑکے ان کے گرد ہیں وہ مسلمانوں کے بچے ہیں جو بچپن میں مر گئے اور وہ درخت سدرۃ المنتہیٰ ہے اور نہر کے کنارے جو محل ہیں وہ انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین کے محل ہیں اور وہ نہر حوض کوثر ہے جسے اللہ نے آپ کو عنایت کیا ہے اور وہ محل آپ کا اور آپ کے اہل بیت کا محل ہے۔ (درمنثور ابن عساکر۔ شرح الصدور ص ۷۲)

اسی قسم کی دوسری روایت:

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ حق اور سچا ہے اس کو سمجھو اور یاد رکھو ایک شخص میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لے گیا راستہ میں ایک اونچا پہاڑ ملا مجھ سے کہا اس پر چڑھئے میں نے کہا میں نہیں چڑھ سکتا اس نے کہا میں آپ کے لئے پہاڑ کو نرم کرتا ہوں پھر جب نرم کیا تو میں نہایت آسانی کے ساتھ اس کے اوپر چڑھ گیا میں نے دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں جن کے منہ دونوں طرف سے کان تک پھاڑے گئے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو

کہتے تھے مگر کرتے نہیں تھے یعنی وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تھے ہم آگے چلے دیکھا کہ یہاں مرد اور عورتیں ہیں ان کی آنکھ اور کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جاتا ہے میں نے کہا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو سوراخ سے لوگوں کے گھروں میں جھانکتے تھے اور جو بات سننے کی نہ تھی اس کو کان لگا کر سنتے تھے ہم آگے چلے گئے دیکھا کہ عورتوں کو پیر باندھ کر اندھے منہ لٹکایا گیا ہے اور اژدھے ان کو سینوں سے کاٹتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنے بچوں کو بھوکا رکھتی تھیں اور دودھ نہیں پلاتی تھیں ہم آگے چلے گئے دیکھا کہ مردوں اور عورتوں کو اندھے منہ لٹکایا گیا ہے اور وہ کالا کیچڑ اور گندہ پانی چاٹتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے اور وقت سے پہلے افطار کرتے تھے ہم آگے چلے گئے ایک جماعت مردوں اور عورتوں کی دیکھی جو نہایت بدصورت اور بدشکل تھی ان کا لباس بہت بدتر تھا ان سے ایسی بدبو آتی تھی جیسے بخار کے بعد پسینہ کی بدبو ہوتی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں ہم آگے چلے گئے کچھ مردوں کو دیکھا کہ ان کے بدن اور کل اعضا پھولے ہوئے ہیں اور ان سے بہت گندی بدبو آتی ہے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا کہ یہ کافروں کی لاشیں ہیں ہم آگے چلے گئے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے پڑے ہوئے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ مسلمانوں کی لاشیں ہیں ہم آگے چلے گئے دیکھا کہ دو نہریں جاری ہیں۔ اس میں لڑکے لڑکیاں کھیلتی ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا یہ مسلمانوں کی اولاد ہے ہم آگے چلے گئے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ان کے چہرے روشن چمکتے اور صاف ستھرے کپڑے پہنے اور خوشبو سے معطر تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ کہا یہ لوگ صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ (ابن خزیمہ' ابن حبان' مستدرک حاکم' طبرانی' بیہقی' شرح الصدور ص ۴۷)

لواطت کی سزا:

عن انس مرفوعا قال من مات من امتی یعمل عمل قوم لوط نقله الله الیهم حتی یحشر معهم۔ (فردوس دیلمی کنز العمال ص ۳۲۰' شرح

الصدور ۷۳)

''حضرت انسؓ آنحضرت ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ میری امت میں سے جو شخص قوم لوط کا عمل کرے گا اس کو گھسیٹ کر اس کی قبر قوم لوط کی طرف پہنچا دی جائے گی اور قیامت کے دن اس کا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا۔''

کفر و شرک کی سزا:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدھے مسلط کئے جاتے ہیں جو قیامت تک اس کو ڈستے رہیں گے۔ (مسند احمد، مسند ابویعلی، بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۲۰۵)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کافر کی قبر میں دو بڑے سانپ بھیجے جاتے ہیں ایک سانپ اس کے سر کی جانب سے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب سے دونوں کاٹنا شروع کرتے ہیں جب کاٹتے کاٹتے دونوں جسم کا فاصلہ طے کر لیتے ہیں تو پھر سر اور پاؤں سے کاٹنا شروع کر دیتے ہیں اس طرح قیامت تک کاٹتے رہیں گے۔ (مسند احمد موت کا جھٹکا ص ۲۰۵)

اور کئی حدیثوں میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے:

ناحق قتل کی سزا:

یزید بن زیادہؓ اور عمارہ بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حسینؓ کے قاتلوں کے سردار عبیداللہ بن زیاد جب قتل کیا گیا تو اس کا سر اور اس کے ساتھیوں کے سر میدان میں رکھے گئے اچانک ایک بڑا سانپ نمودار ہوا تمام لوگ اس کے خوف سے ادھر ادھر منتشر ہو گئے وہ سانپ تمام سروں میں گھس کر پھرتا اور پھر باہر نکل جاتا یہاں تک کہ ابن زیاد کے دونوں نتھنوں میں داخل ہو کر پھر اس کے منہ کے طرف سے داخل ہو کر نتھنوں سے نکلا کئی بار اسی طرح کر کے وہ چلا گیا پھر لوٹ کر آیا اور دوسرے سروں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا اور پھر غائب ہو گیا کچھ معلوم نہیں ہوا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں غائب ہو گیا۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ص ۷۵

ترمذی بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۲۱۰)

عصمت عبادانی سے مروی ہے کہ میں ایک جنگل میں گشت کر رہا تھا وہاں میں نے ایک عبادت خانے میں راہب دیکھا ملاقات کے دوران میں نے اسے درخواست کی کہ آپ نے اس جنگل میں عجیب مشاہدات کئے ہوں گے سب سے زیادہ عجیب واقعہ بیان کیجئے اس نے کہا کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک سفید پرندہ شتر مرغ کی شکل کا اس پتھر پر گرا اور پھر اس نے ایک سر اپنے منہ سے اگل دیا اس کے بعد پاؤں پنڈلی وغیرہ اگلتا رہا جب وہ اعضا کو اگلتا تو ہر عضو دوسرے عضو کے ساتھ فوراً جڑ جاتا تھا یہاں تک کہ تمام اعضا جب پورے ہو گئے یہاں تک کہ ایک آدمی بن گیا اور اس آدمی نے جب اٹھنے کا ارادہ کیا تو اس پرندے نے اسے ایک چونچ ماری اور اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نگلنے لگا اس منظر کو کئی دن تک میں برابر دیکھتا رہا مجھے سخت حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کا کامل یقین ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس زندگی کے بعد بھی ایک دوسری زندگی ہے میں نے اس پرندے کو خطاب کر کے اللہ کا واسطہ دے کر التجا کی کہ تو ذرا اس شخص کو مہلت دے تاکہ میں اس سے حقیقت حال دریافت کروں اس پرندے نے عربی میں مجھے جواب دیا کہ اللہ ہی سب کا مالک ہے اسی کو بقا ہے ہر چیز کو وہ فنا کرنے کی قدرت رکھتا ہے میں پرندے کی شکل میں اللہ کا ایک فرشتہ ہوں اس کے جسم پر اللہ نے مجھے مقرر کیا ہے۔

کیونکہ یہ شخص مجرم ہے پھر میں نے اس شخص سے خطاب کر کے دریافت کیا کہ اے بدقسمت شخص تو کون ہے؟ اور تیرے ساتھ یہ برتاؤ کیوں ہو رہا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں حضرت علیؓ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم ہوں حضرت علیؓ کو قتل کرنے کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوا تو مجھے ایک کتاب دی گئی جس میں پیدائش سے لے کر حضرت علیؓ کے قتل تک کے تمام اعمال درج تھے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میرے اوپر مقرر کیا ہے یہ قیامت تک مجھے یہی عذاب دیتا رہے گا جو تم نے دیکھا اس کے بعد وہ شخص خاموش ہو گیا اور اس پرندے نے ایک چونچ ماری جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پھر وہ پرندہ اس کے اعضا کو یکے بعد دیگرے نگل گیا اور وہاں سے ایسا رخصت ہوا کہ نظر نہ آیا۔ (ابن عساکر تاریخ بن نجار موت کا جھٹکا ص ۲۱۲ شرح

الصدور ص ۷۶)

عبداللہ نامی شخص اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے ان کے ساتھ کچھ اور آدمی بھی تھے ہوا تیز چلنے لگی اور سیاہ بدلی نے اندھیرا کر لیا کئی دن تک کشتی اندھیرے میں چلتی رہی پھر دن ظاہر ہوا اور کشتی آبادی کے قریب پہنچی میں پانی کی تلاش میں نکلا مجھے ایک مکان نظر آیا اس کے دروازے بند تھے اندر سے تیز ہوا چلنے کی آواز آتی تھی میں نے آواز دی مگر کسی نے جواب نہ دیا اس وقت دو سوار سفید چادر اوڑھے ہوئے آئے اور کہا اے عبداللہ اس راہ سے جاؤ آگے پانی کا حوض ملے گا تم اس سے پانی پی لینا اور اگر کوئی تعجب کی چیز نظر آئے تو اس سے خوف نہ کھانا میں نے ان دونوں سواروں سے پوچھا یہ گھر کس کا ہے جس کے سب دروازے بند ہیں اور اس میں ہوا گونجتی ہے کہا اس گھر میں مردوں کی روحیں ہیں میں آگے بڑھ کر حوض تک پہنچا دیکھا کہ حوض کے درمیان میں پانی سے کچھ اوپر ایک آدمی پاؤں بندھا ہوا اندھے منہ لٹکایا ہوا ہے اپنا ہاتھ پانی کی طرف بڑھتا ہے مگر پانی تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا مجھے دیکھ کر اس نے آواز دی کہ اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلا دے میں نے پیالہ بھر کر اس کو پانی پلانا چاہا میرا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا اور میں اس کے قریب نہ پہنچ سکا پھر اس نے کہا کہ اپنی پگڑی کو پانی میں بھگو کر میرے پاس پھینک دو تا کہ اس کو نچوڑ کر پی لوں میں نے اپنی پگڑی بھگوئی مگر اچانک میرا ہاتھ رک گیا اور اٹھ نہ سکا پھر میں نے اس شخص سے کہا اے اللہ کے بندے میں تجھے پانی پلانے کی ہر ترکیب میں ناکام رہا میرا ہاتھ روک دیا گیا تو کون شخص ہے کہ تجھے پانی پلانا اللہ کو منظور نہیں اس نے جواب دیا کہ میں آدم کا بیٹا قابیل ہوں میں پہلا شخص ہوں جس نے زمین پر خون ناحق کیا۔
(ابن ابی الدنیا و منثور شرح الصدور ص ۷۶ موت کا جھٹکا ص ۲۰۸)

چغل خوری اور پیشاب میں بے احتیاطی کی سزا:

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ عذاب قبر تین چیزوں سے ہوتا ہے غیبت چغل خوری اور پیشاب سے تم ان چیزوں سے بچتے رہو۔ بیہقی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں پر گزرے آپ

نے فرمایا ان قبروں کے مردے عذاب میں مبتلا ہیں یہ کسی بڑی چیز کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہیں کیے گئے ان میں سے ایک شخص پیشاب سے پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے اور دوسرا چغل خوری کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اور چیر کر دو جگہ کی ایک ایک ٹکڑا دونوں قبروں پر گاڑ دیا صحابہؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی اس وقت عذاب میں کمی ہو جائے گی۔ (بخاری، مسلم)

بے وضو اور تاخیر سے نماز پڑھنے اور خفیہ باتوں کو افشاں کرنے کی سزا:

عمر بن دینار کا بیان ہے کہ مدینہ کا رہنے والا ایک شخص تھا اس کی ایک بہن تھی جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر میں دفن کر دی گئی تدفین کے بعد بھائی جب گھر آیا تو اس کو یاد آیا کہ ایک تھیلی قبر ہی میں بھول آیا ہے چنانچہ اس نے ایک دوست کو ساتھ لیا اور بہن کی قبر پر جا کر قبر کھودی اپنی تھیلی لے لی پھر اس نے اپنے دوست سے کہا تم ذرا کنارے سے ہو جاؤ میں دیکھوں کہ میری بہن کس حالت میں ہے دوست الگ ہو گیا اور اس نے لحد پر سے اینٹ کھول کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ قبر شعلے مار رہی ہے اس نے فوراً اینٹ اپنی جگہ پر رکھ دی قبر کو بند کر دیا اور گھر آ کر اپنی ماں سے اس کا حال پوچھا ماں نے کہا وہ نماز دیر کر کے پڑھا کرتی تھی اور میرا خیال ہے کہ وہ بے وضو بھی نماز پڑھتی تھی اور پڑوسی جب سو جاتے تو ان کے دروازوں پر جا کر کان لگاتی اور ان کی باتیں سن کر ادھر ادھر پھیلاتی۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ص ۱۶۵ شرح الصدور ۷۸)

غسل جنابت نہ کرنے کی سزا:

حضرت ابان بن عبداللہ بجلی سے روایت ہے کہ ہمارا ایک پڑوسی وفات پا گیا تو ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جب قبر کھودی تو اس میں بلی کے مشابہ ایک جانور نمودار ہوا پھر اس کو قبر سے بھگانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن وہ نہ بھاگا گورکن نے کدال سے اس کی پیشانی پر مارا پھر بھی وہ نہ بھاگا مجبور ہو کر دوسری قبر کھودی گئی اس قبر میں بھی اسی طرح کا جانور نکل آیا اور کسی ترکیب سے بھی وہ جانور وہاں سے ہٹا نہیں ہم مجبور ہو کر تیسری قبر کھودنے لگے اور جب تیسری

کھودی گئی تو وہی جانور اس میں بھی نکل آیا اور کسی صورت سے نہ بھاگا ہم مجبور ہوئے اور اس کو اس قبر میں دفن کردیا دفن کرنے کے بعد ہم نے اس کی ہڈیوں کی آواز سنی یہ ایسا عجیب واقعہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی پیش نہیں آیا تھا ہم نے اس میت کی بیوی سے واقعہ بیان کر کے دریافت کیا کہ تیرے خاوند کا کیا عمل تھا؟ تو اس نے بتایا کہ وہ غسل جنابت نہیں کرتا تھا۔ (شرح الصدور ص ۷۸ موت کا جھٹکا ص ۲۱۵)

زنا کاری اور شراب نوشی کی سزا:

حضرت مسروق روایت فرماتے ہیں کہ جو شخص زنا کرتا ہے یا چوری کرتا ہے یا شراب نوش کرتا ہے مرنے کے بعد اس کی قبر میں دو سانپ مقرر کئے جائیں گے جو اس کو برابر ڈستے رہیں گے۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ص ۲۱۶)

بے دینی کی سزا:

حافظ ابو محمد نے کتاب کرامت الاولیاء میں لکھا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ہاشم نے بیان کیا ہے کہ میں ایک میت کو غسل دینے کے لئے گیا جب اس کے سر سے کپڑا کھینچا تو دیکھا کہ اس کی گردن میں سانپ لپٹا ہوا ہے میں نے سانپ سے کہا تو اللہ کی طرف سے اس پر مقرر کیا گیا ہے اور ہمیں بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ میت کو غسل دیں بہتر ہے تو کنارے چلا جا جب ہم اپنا کام کر لیں تو پھر تو اپنا کام کر یہ بات سن کر سانپ گھر کے گوشے میں جا کر بیٹھ گیا جب ہم غسل و کفن سے فارغ ہوئے وہ سانپ آیا اور اس کی گردن میں لپٹ گیا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مردہ بے دین تھا۔ (شرح الصدور ص ۷۷)

دھوکہ دینے والے کی سزا:

علامہ ابن القیم نے ذکر کیا ہے کہ ابو عبداللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں عصر کے بعد اپنے گھر سے نکلا ایک باغ میں پہنچا اور غروب آفتاب سے قبل چند قبریں دیکھیں ان میں سے ایک قبر آگ سے بھر رہی تھی اور نہایت تیز شعلہ نکلتا تھا جب کہ شیشہ گر کی بھٹی اور میت آگ کے درمیان میں تھا میں نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص سودا بیچنے میں لوگوں کو دھوکہ دیتا

تھا اور آج اس کا انتقال ہوا ہے۔ (شرح الصدور ص ۱۷۸) عبدالحمید بن محمود مغربی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا اسی دوران کچھ لوگ آئے اور اپنا واقعہ بیان کیا کہ ہم لوگ حج کے لئے چلے گئے تھے ہم مقام ذوالصفاح تک پہنچے تھے کہ ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہو گیا ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے قبر کھودنی شروع کی قبر کھودی گئی تو ناگاہ لحد میں ایک سانپ نظر آیا جو اتنا بڑا تھا کہ پوری لحد اس سے بھر گئی ہم نے اس قبر کو چھوڑ کر دوسری قبر کھودی وہاں بھی یہ منظر دیکھنے میں آیا لحد تیار ہونے پر ایک کالے سانپ نے قبضہ جمالیا ہم نے اس قبر کو چھوڑ دیا اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ سانپ اس مردے کا عمل ہے جو وہ کیا کرتا تھا خدا کی قسم اگر تم تمام روئے زمین کو کھود ڈالو گے ہر جگہ اس کو پاؤ گے اس لئے کسی ایک قبر میں اس کو دفن کر دو۔ چنانچہ ہم نے اس کو ایک قبر میں دفن کر دیا سفر سے واپسی پر اس کی بیوی سے اس کے عمل کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ وہ غلہ کی تجارت کیا کرتا تھا ہر روز مال تجارت میں سے اپنے گھر کے خرچ کے لئے جتنا غلہ نکالتا تھا اتنا ہی گھاس پھونس اور تنکے اس غلہ میں ملا کر فروخت کر دیتا تھا یہی عمل عذاب کا سبب ہوا۔ (ابن ابی الدنیا 'بیہقی' موت کا جھٹکا ص ۲۱۸)

ماں کو ستانے کی سزا:

ابن حوشب اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار ایک قبیلہ پر گزرا وہاں ایک قبرستان تھا عصر کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک قبر شق ہو گئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا اس کا سر گدھے کا تھا مگر اس کا جسم آدمی کا تھا وہ نکل کر تین بار گدھے کی طرح چیخا پھر قبر میں چلا گیا اور قبر بند ہو گئی میں نے اہل قبیلہ سے اس قبر والے کا حال پوچھا تو بتایا گیا وہ شرابی تھا جب اس کی ماں نصیحت کرتی تو وہ کہتا خواہ مخواہ تو گدھے کی طرح چیختی ہے چنانچہ وہ عصر کے بعد مر گیا اور ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے اور وہ تین بار چیختا ہے۔ (ترغیب و ترہیب للاصفہانی 'شرح الصدور للسیوطی ص ۱۷۴' موت کا جھٹکا ص ۲۱۶)

صحابہ کرام کو برا بھلا کہنے کی سزا:

ابواسحٰق کا بیان ہے کہ مجھے ایک مردہ کو غسل دینے کے لئے بلایا گیا جب میں نے اس کو نہلانے کے لئے اس کے منہ سے کپڑا سرکایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے حاضرین نے بتایا کہ مردہ صحابہ کرام کو برا کہا کرتا تھا۔ (ابن ابی الدنیا شرح الصدور)

حضرت حسنؒ مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص دنیا سے اس حال میں رخصت ہوا کہ وہ میرے اصحاب میں سے کسی صحابی کو برا بھلا کہا کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں اس پر ایک ایسا جانور مسلط کر دے گا کہ وہ اس کا گوشت کاٹتا رہے گا اور اس عذاب کا صدمہ اس کو قیامت کے دن تک رہے گا۔ (شرح الصدور ص ۷۵ کتاب الروح ص ۱۳۳)

خیانت کی سزا:

حضرت ابورافع ؓ فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کے ہمراہ بقیع کے قبرستان پر میرا گزر ہوا آپ نے ایک جگہ پہنچ کر اچانک اف اف فرمایا یعنی افسوس ہے افسوس ہے میں نے گمان کیا کہ آپ نے یہ لفظ میرے لئے فرمایا ہے چنانچہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں نے کونسی ناشائستہ بات کی جس پر آپ نے افسوس کا اظہار فرمایا اور اف اف کہا آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو رافع یہ لفظ میں نے تمہاری طرف اشارہ کر کے نہیں کہا ہے بلکہ اس قبر والے کے بارہ میں کہا ہے یہ مردہ زکوٰۃ صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس نے وصول کر کے بیت المال میں پورا مال جمع نہیں کیا تھا بلکہ ایک زرہ کی خیانت کر کے اپنے پاس رکھ لی تھی اب اس زرہ کی پاداش میں آگ کی زرہ اس کو پہنائی گئی ہے۔ (مسند احمد، نسائی، بیہقی، بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۲۱۹)

ناحق فیصلہ کرنے کی سزا:

ابواسحٰق ابراہیم بن عبداللہ ثعلبیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک اندھا کفن چور تھا جو بھیک مانگتا تھا اور بھیک مانگتے ہوئے کہا کرتا تھا کہ کوئی شخص مجھے کچھ دے تاکہ میں اسے انوکھی خبر سناؤں اور کوئی شخص مجھے زیادہ دے تاکہ میں اسے انوکھی چیز دکھاؤں ایک دن وہ بھیک مانگتا ہوا آیا لوگوں نے اس کو دیا میں بھی وہاں موجود تھا بھیک پا کر اس نے انوکھی چیز دکھانے کے لئے اپنی

آنکھوں سے کپڑا ہٹایا میں نے دیکھا کہ دونوں آنکھیں غائب تھیں اور آنکھوں کے حلقے کا سوراخ آگے سے پیچھے تک آرہا تھا دونوں سوراخ ایسے تھے جیسے دو نلکیاں لگی ہوئی ہوں اور سامنے سے اس کی گدی کے پیچھے کی چیزیں صاف نظر آرہی تھیں پھر اس نے کہا کہ اب میں تمہیں انوکھی خبر سناتا ہوں میں اپنے شہر کا کفن چور تھا اور میری کفن چوری اتنی مشہور ہوگئی کہ لوگ مجھ سے ڈرنے لگے اور میں کسی سے نہیں ڈرتا تھا میرے شہر کا قاضی بیمار ہوگیا اور اس کو اس بیماری سے بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو اس نے مجھے بلایا اور کہا کہ میں اپنی قبر کی بے عزتی ایک سو اشرفی کے عوض تجھ سے خریدتا ہوں یہ سو اشرفیاں لے لے اور میری قبر سے کفن نہ چرانا میں نے اشرفیاں لے لیں اور چلا آیا قاضی اس بیماری سے اچھا ہوگیا اور موت سے بچ گیا پھر وہ قاضی کچھ عرصہ کے بعد بیمار ہوگیا اور مر گیا لوگوں نے اس کو دفن کر دیا میں نے سوچا کہ اس نے سو اشرفیاں جو دی تھیں وہ پہلی بیماری کی تھیں اب دوسری بیماری میں مرا ہے اس لئے میں نے اس کی قبر کھودی تا کہ اس کا کفن چرالوں قبر کھودنے پر میں نے عذاب کی آہٹ محسوس کی اور قاضی قبر میں پریشان حال تھا اس کے بال بکھرے ہوئے تھے اور آنکھیں سرخ تھیں یہ منظر میں دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے دونوں گھٹنوں میں دھکا لگا اور پھر میری دونوں آنکھوں میں دو شدید انگلیوں کی ایسی ضرب لگی کہ آنکھیں آر پار ہوگئیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو جب میری آنکھوں پر ضرب لگی اس وقت ایک آواز آئی کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا تھا اے اللہ کے دشمن کیا تو اللہ تعالیٰ کے اسرار کا سراغ لگانا چاہتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۲۲۰ شرح الصدور ص ۷۸)

مختلف گناہوں کی سزائیں:

علامہ ابن قیم عذاب قبر کے اسباب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں لہٰذا عذاب قبر دل' آنکھ' کان' منہ' زبان' پیٹ' شرمگاہ' ہاتھ پاؤں اور تمام بدن کے گناہوں کی وجہ ہوتا ہے لہٰذا ادھر کی ادھر لگانے والا جھوٹا' چغل خور' جھوٹا گواہ' پاک دامنوں پر الزام لگانے والا' فتنہ بھڑکانے والا' بدعت کی اشاعت کرنے والا' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنے والا' اللہ کے کلام میں اٹکل اور رائے سے کام لینے والا' سود کھانے والا' ناحق یتیموں کا مال ہڑپ کرنے والا' رشوت

وغیرہ سے حرام کھانے والا' ناحق مسلمان کا مال کھانے والا' شراب پینے والا' شجر ملعونہ سے لقمہ توڑنے والا' لواطت وزنا کرنے والا' چور خائن غدار' دھوکہ باز' مکار' سود کے گواہ و کاتب مدد کرنے اور کرانیوالا' اللہ کے فرائض کو ساقط کرنے کے لئے حیلے بہانے کرنے والا' حرام کا ارتکاب کرنے والا' مسلمانوں کو ایذا دینے والا' ان کے عیبوں کے پیچھے لگنے والا' غیر شرعی قانون سے فیصلہ کرنیوالا' غیر شرعی باتوں کا فتویٰ دینے والا' گناہوں اور زیادتیوں پر تعاون کرنے والا' ناحق قتل کرنے والا' حرم میں بے دینی پھیلانے والا' اسماء وصفات کے حقائق معطل کرنے والا اوران میں الحاد سے کام لینے والا' اپنی رائے ذوق اور تدبر کو سنت پر مقدم کرنے والا' نوحہ کرنے والی' نوحہ سننے والے' حرام گانا گانے والے اور انہیں سننے والے' قبروں پر مسجدیں بنانے والے' ان پر قندیلیں اور چراغ جلانے والے' لیتے وقت پورا لینے والے مگر دیتے وقت کم دینے والے' جبار متکبر' ریاکار' آنکھ یا زبان سے نکتہ چینی کرنے والے اسلاف کو برا کہنے والے' کاہن نجومی رمالی جفار اور فال وغیرہ کھولنے والوں کے پاس جانے والے اور ان سے پوچھ کر ان کی باتوں کی تصدیق کرنے والے' ظالموں کے مددگار جنہوں نے غیروں کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت فروخت کردی' اللہ سے ڈرانے اور فہم وموعظت کے باوجود نہ ڈرنے والے اور گناہوں سے باز نہ رہنے والے لیکن مخلوق سے ڈرائے جائیں تو ڈر جانے والے اور باز آ جانے والے' وہ لوگ جن کی اگر قرآن وسنت سے رہنمائی کی جائے تو پرواہ نہ کریں اور راہ پر نہ آئیں لیکن جن سے حسن عقیدت ہے اگر ان کی بات بتادی جائے تو دل و جان سے قبول کرلیں حالانکہ انبیاء کے سوا تمام لوگ غیر معصوم ہیں اور سب سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ وہ جنہیں قرآن سنایا جائے تو متاثر نہ ہوں بلکہ گھبرانے لگیں لیکن اگر شیطانی قرآن زنا کا منتر اور نفاق کا مادہ سن لیں تو کھل جائیں حال پر حال آنے لگیں دل میں بے حد مسرت محسوس کرنے لگیں اور دل خواہش رکھیں کہ گانے والے یا گانے والیاں خاموش نہ ہوں اللہ کی جھوٹی قسم کھانے والے اور غیر اللہ کی جھوٹی قسموں کو کسی حال میں بھی نہ ترک کرنے والے' خواہ کتنی ہی سخت سزا کیوں نہ دی جائے' گناہوں پر فخر کرنے والے اور اپنے بھائیوں اور دوستوں میں دل کھول کر بے پروائی سے خوب گناہ کرنے والے' وہ جن سے لوگوں کی عزتیں اور مال محفوظ نہ ہو' بدزبان' بد خلق جن کے غنڈہ پن سے ڈر کر لوگ انہیں چھوڑ

دیں' آخری وقت نماز پڑھنے والے مرغ کی طرح ٹھونگیں مارنے والے اور اللہ کا ذکر کرنے والے خوشی سے زکوۃ نہ دینے والے قدرت کے باوجود حج نہ کرنے والے' قدرت کے باوجود حقوق ادا نہ کرنے والے' حرام نگاہ سے حرام بات سے حرام لقمہ سے اور حرام قدم سے نہ بچنے والے' کمائی میں حلال وحرام کی تمیز نہ کرنے والے' صلہ رحمی نہ کرنے والے' مسکینوں اور بے زبان جانوروں پر ترس نہ کھانے والے' بلکہ یتیموں کو ڈانٹنے والے اور محتاجوں کے کھانے کی رغبت نہ دلانے والے دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے برتنے کی چیزوں کو روکنے والے اور اپنے عیب وگناہ چھوڑ کر لوگوں کے عیب وگناہ ٹٹولنے والے غرضیکہ ہر قسم کے گناہ اپنے اپنے گناہوں پر قبر کے عذاب کا شکار ہوں گے اور گناہوں کے ہلکے پن اور سنگینی سے عذاب قبر بھی سنگین یا ہلکا ہوگا۔ (کتاب الروح ص ۱۳۶-۱۳۹)

مسجد میں ہنسنے کی سزا:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد میں ہنسنا اور کھلکھلانا قبر میں تاریکی پیدا کرنے کا سبب ہے۔ (مسند فردوس' موت کا جھٹکا ص ۱۸۶)

عذاب قبر سے حفاظت کرنے والے اعمال:

عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ کی روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں نے آج رات ایک عجیب وغریب چیزیں دیکھیں میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا پس اس شخص کا اپنے والدین کے ساتھ سلوک واحسان کرنا آگے بڑھا اور ملک الموت کو اس کے پاس سے لوٹا دیا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ قبر کا عذاب اس کے آس پاس گھیرے ہوئے تھا لیکن اس کا وضو آیا اور اس کو عذاب سے بچا لیا میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کو شیاطین نے گھیر لیا تھا چنانچہ اللہ کا ذکر آگے بڑھا اور اسے شیاطین سے بچا لیا۔ میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ عذاب کے فرشتوں نے اسے گھیر رکھا تھا لیکن نماز نے ان کے عذاب سے اس کو بچا لیا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کے مارے زبان

نکالے ہوئے ہے اور جس حوض پر جاتا ہے ناکام لوٹا دیا جاتا ہے چنانچہ اس کا روزہ آیا اور اس کو سیراب کر دیا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء کرام اپنے اپنے حلقے بنا کر بیٹھے ہیں اور یہ شخص جب ان کے حلقے کے قریب پہنچتا ہے تو اس کو نکال دیا جاتا ہے چنانچہ اس کا غسل جنابت آیا اور اس شخص کا ہاتھ پکڑ کر میرے قریب بٹھا دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے تاریکی ہی تاریکی ہے وہ شخص اس تاریکی کی وجہ سے حیران پریشان تھا کہ اس کا حج اور عمرہ آیا اور اس تاریکی سے اسے نجات دلا کر نور میں اس کو داخل کر دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ مومنوں سے باتیں کرتا ہے لیکن وہ لوگ اس سے بے رخی برت رہے ہیں چنانچہ اس کا صلہ رحم آیا اور ان لوگوں سے کہا کہ اس شخص سے بے رخی نہ کرو اس سے بات چیت کرو پھر اس سے باتیں کیں۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ سے آگ کی لپٹ اور شراروں کو روک رہا تھا کہ منہ نہ جلے چنانچہ اس کا صدقہ آیا اور اس نے اس کے منہ اور اس کی حفاظت کی۔ میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا حالانکہ عذاب نے اس کے ہر عضو کو گرفت میں لیا لیکن اس کی دعوت و تبلیغ نے اسے بچا کر ملائکہ رحمت سے ملا دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ حائل ہے چنانچہ اس کا حسن خلق آیا اور اس کو اللہ کی جناب میں پہنچا دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے نامہ اعمال اس کے ترازو کے بائیں پلڑے کو جھکا دیا چنانچہ اس کا خوف خداوندی آیا اور اس نے اس ترازو کے دائیں پلڑے کو جھکا دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کی ترازو اعمال سے ہلکی پھلکی رہ گئی تو اس کے پاس وہ بچے آ گئے جو بچپن میں مر گئے تھے انہوں نے آ کر اس ترازو کو وزن کر دیا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ جہنم کے کنارے پر کھڑا ہے اس کا اللہ سے ڈرنا آیا اور اس کو جہنم کے کنارہ سے دور کر دیا میں نے اپنی امت کے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آگ میں گر پڑا اس کا وہ آنسو آیا جو اللہ کے ڈر سے اس کی آنکھوں سے نکلا تھا اور اس کو آگ سے نکالا میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ پل صراط پر کھڑا ہے اور تھر تھر کانپ رہا ہے چنانچہ اللہ کے ساتھ جب اس کا حسن ظن تھا اس حسن ظن نے اس کی تھرتھری دور کی اور اسے پل صراط سے گزار دیا میں

نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جب وہ جنت کے دروازوں کی طرف پہنچا تو اس پر دروازے بند کر دیئے گئے تو اس کا کلمہ شہادت آیا اور اس نے دروازوں کو کھول کر اس کو جنت میں داخل کر دیا میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ کترے جارہے تھے میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں کہا وہ لوگ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں میں نے کئی آدمیوں کو دیکھا کہ اپنی زبانوں کے سہارے سے لٹکے ہوئے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جواب ملا یہ مسلمان مردوں اور عورتوں پر تہمت لگانے والے ہیں۔(طبرانی 'نوادر الاصول' شرح الصدور ص ۷۹)

کلمہ طیبہ سے عذاب قبر کی حفاظت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو لاالہ الا اللہ پڑھنے والے ہیں ان کو نہ موت کے وقت کوئی وحشت ہوگی نہ قبروں میں نہ قبروں سے نکلتے وقت۔(طبرانی 'موت کا جھٹکا ص ۲۴۱' شرح الصدور ص ۸۲)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے جبرئیل نے یہ خبر دی ہے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ مسلمانوں کے لیے موت کے وقت انس پیدا کر دے گا اور قبر میں اور قبر سے اٹھنے کے وقت بھی وہ مطمئن رہیں گے۔(موت کا جھٹکا ص ۲۴۱' شرح الصدور ص ۸۲)

شہادت عذاب قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

مقدام بن معدیکربؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جہاد میں شہید ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو چھ کرامات نصیب فرمائے گا اول یہ کہ اس کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اپنی جگہ جنت میں دیکھتا ہے دوسری یہ کہ عذاب قبر سے اس کی نجات ہوتی ہے تیسری یہ کہ قیامت کے دن کے صدمہ سے بے خوف و خطر ہوگا چوتھی یہ کہ اس کے سر پر عزت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اس کے یاقوت کا ایک دانہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پانچویں یہ کہ جنت کی بہتر (۷۲) حوروں سے اس کا نکاح ہوگا چھٹی یہ کہ اپنے خاندان کے ستر (۷۰) آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔(ترمذی' شرح الصدور ص ۸۰)

استسقا اور اسہال میں مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہے گا:

سلیمان بن صرد خالد بن عرفطہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص شکم کی بیماری میں مرے گا وہ عذاب قبر سے نجات پائے گا۔ (شکم کی بیماری سے استسقاء اور اسہال مراد ہے۔) (مسند احمد ۴/۲۶۲' الترغیب والترہیب ۲/۳۹ للمنذری' کنز العمال ۱۱۲۰۴' مشکوٰۃ' شرح الصدور ص ۸۰)

لمبا سجدہ کرنا عذاب قبر سے حفاظت ہے:

حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں مجھے بعض اہل کتاب نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نماز میں طول قیام امان ہے پل صراط کی سختی سے اور طول سجدہ امان ہے عذاب قبر سے۔ (ابو نعیم' شرح الصدور ص ۸۰)

سورۃ ملک عذاب قبر سے حفاظت کا ذریعہ ہے:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کہ میں تمہیں ایسا تحفہ نہ دوں کہ تم خوش ہو جاؤ اس نے کہا ضرور دے دیجئے فرمایا سورۃ تبارک الذی پڑھو اور اپنی بیوی بچے اور گھر کے تمام لوگوں کو اور اپنے پڑوسیوں کو بھی سکھاؤ اس سورۃ کا نام منجیہ ہے یعنی عذاب قبر سے نجات دلانے والی اور مجادلہ ہے یعنی پروردگار کے پاس کوشش کر کے سفارش کرنے والی اور عذاب دوزخ سے پناہ دلانے والی اور عذاب قبر سے نجات دلانے والی۔ (شرح الصدور ۸۰)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک آدمی مر گیا اس نے قرآن سے سوائے تبارک الذی کے اور کچھ یاد نہیں کیا تھا جب وہ قبر میں اتارا گیا عذاب کے فرشتے آئے اس سورۃ نے فرشتوں کو عذاب دینے سے منع کیا فرشتوں نے کہا تو قرآن میں سے ہے ہم تجھے تکلیف دینا پسند نہیں کرتے ہمیں قدرت نہیں کہ تجھے یا مردے کو یا اپنے آپ کو نفع ونقصان پہنچائیں اگر تو اس مردہ کو عذاب سے بچانا چاہتی ہے تو پروردگار کے دربار میں جا کر اس کی سفارش کر یہ سورۃ پروردگار کے دربار میں جا کر کہے گی یا رب یہ میت دنیا میں مجھے پڑھا کرتا تھا

میں اس کے دل میں ہوں اگر تو عذاب دینا چاہتا ہے تو مجھے قرآن سے مٹا دے پروردگار فرمائے گا تو غصہ میں آ گئی سورۃ کہے گی کہ اس کے بارے میں مجھے غصہ میں آنے کا حق ہے حکم ہوگا کہ جا میں نے میت کو تیرے حوالے کر دیا اور تیری شفاعت قبول کر لی سورۃ فرشتے کے پاس آئے گی اور اسے ہٹا دے گی فرشتہ ناامید ہو کر چلا جائے گا تو میت کے پاس آ کر خوشخبری دے گی کہ مبارک ہو تیرا منہ جس نے مجھے پڑھا اور مبارک ہو تیرا سینہ جس میں میں ہوں اور مبارک ہو تیرے دونوں پاؤں جن سے کھڑے ہو کر مجھے نماز میں پڑھا پھر یہ سورۃ اس کی قبر میں رہا کرے گی تا کہ کبھی خوف نہ کھائے جب آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تو تمام صحابہ چھوٹے بڑے غلام آزاد سب اس کو یاد کرنے لگے اور اس سورۃ کا نام آپ نے (منجیہ نجات دلانے والی) رکھا۔ (ابن عساکر، شرح الصدور ۸۱)

عذاب قبر سے نجات کا ایک آسان عمل:

قراءت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعرات کو بعد مغرب دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ زلزال پندرہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی اس پر آسان کرے گا اور عذاب قبر سے نجات دے گا اور پل صراط پر گزرنا آسان کرے گا۔ (شرح الصدور ص ۸۱)

نفلی روزہ اور تہجد عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

عن السری مخلد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لابی ذر لو اراد سفرا لا عددت له عدة فکیف سفر طریق القیامة الا انبئك یا ابا ذر بما ینفعك ذالك الیوم قال بلی بابی انت وامی قال صم یوما شدید الحر لیوم النشور وصل رکعتین فی ظلمة اللیل لوحشة القبور۔ (شرح الصدور ص ٦٧)

''سری بن مخلد کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا اگر تم سفر کا ارادہ کرو گے تو اس کے لئے سامان کرو گے تو قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے اے

ابو ذر کیا تمہیں وہ چیز بتاؤں جو اس دن کام آئے گی؟ حضرت ابو ذرؓ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ضرور بتائیں آپ نے فرمایا گرمی کے زمانہ میں روزہ رکھو قیامت کے دن کے لئے اور اندھیری رات میں دو رکعت نماز (نفل) پڑھا کرو اس سے قبر کی وحشت دور ہوگی۔"

قبر کی وحشت دور کرنے کا کلمہ:

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی کل یوم مائۃ مرۃ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین کان لہ امانا من الفقر وانسا فی وحشۃ القبر وفتحت لہ ابواب الجنۃ۔ (شرح الصدور ص ۶۸)

"حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی روزانہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھتا رہے گا تو تنگدستی سے محفوظ رہے گا اور اسے قبر کی وحشت نہ ہوگی اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔"

علم سیکھنا سکھانا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ میں علم کے پڑھنے اور پڑھانے والے کی قبر روشن کرتا ہوں تاکہ وہ قبر کی وحشت سے نہ گھبرائیں۔ (شرح الصدور ص ۶۸)

سنت پر عمل کرنا عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہے:

حضرت ابراہیم بن ادھم سے روایت ہے میں ایک جنازہ کے ساتھ چلا اور دعا کی کہ یا اللہ میری موت میں برکت دے جنازہ کے اندر سے آواز آئی کہ موت کے بعد بھی برکت کی دعا کرو میں اس آواز سے ڈرا اور میت کو دفن کر کے قبر کے پاس بیٹھ گیا دیکھا کہ قبر سے ایک آدمی نکلا جو خوبصورت چہرہ کا تھا نہایت صاف کپڑے پہنے ہوئے اس سے خوشبو آتی تھی میں نے پوچھا تو کون شخص ہے اس نے جواب دیا کہ میں وہی ہوں کہ جنازہ کے اندر سے آواز دی تھی

میں رسول اللہ کی سنت ہوں اس نے میرے اوپرعمل کیا ہے میں دنیا میں اس کی حفاظت کرتا تھا اور قبر میں اس کے لئے نور ہوں گا اور اس کا دوست ہوں گا اور قیامت کے دن اس کو جنت میں داخل کروں گا۔(شرح الصدور ص ۶۸)

دوسروں کو تکلیف نہ دینا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

عن ابی کاھلیؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم یا ابی کاھل انہ من کفر اذاہ عن الناس کان حقا علی اللہ ان یکف عنہ اذی القبر۔ (الترغیب والترھیب ص ۲ شرح الصدور ۶۸)

''حضرت ابوکاہلؓ فرماتے ہیں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوکاہل یاد رکھو کہ جس نے کسی کو تکلیف نہیں دی تو اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ میں اس سے قبر کی تکلیف دور کروں گا۔''

مساجد کو روشن کرنا عذاب قبر سے نجات کا سبب ہے:

من عمرؓ مرفوعا من نور فی مساجد اللہ نورا نور اللہ لہ فی قبرہ ومن اراح فیہ رائحۃ طیبۃ ادخل اللہ علیہ فی قبرہ من روح الجنۃ۔ (شرح الصدور ص ۶۸)

''حضرت عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مسجد میں چراغ جلائے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو نورانی کرے گا اور جو آدمی مسجد کو خوشبودار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو جنت کی خوشبو سے معطر کرے گا۔''

جمعہ اور شب جمعہ کی برکت:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب میں وفات پاتا ہے وہ عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے اور قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس پر شہداء کی علامت ہوگی۔ (حلیہ ابونعیم شرح الصدور)

عکرمہ بن خالد مخزومی سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرے گا اور

ایمان کے ساتھ مرے گا تو عذاب قبر سے نجات پائے گا۔ (شرح الصدور ص ۸۱)

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم يموت يوم الجمعه او ليلة الجمعة الا وقاه الله فتنة القبر۔ (الترمذی ۱/۹۵۲، مسند احمد ۲/ ۱۶۹، الترغیب والترھیب ۴/ ۵۳۲۰، کنز العمال، شرح الصدور ۶۳)

"ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مومن جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے نجات دے گا۔"

عن عطاء بن يسار قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلم او مسلمة يموت ليلة الجمعة او يوم الجمعة الا وقى عذاب القبر وفتنة القبر ولقى الله ولاحساب عليه وجاء يوم القيمة ومعه شهود يشهدون له بالجنة او طابع۔ (شرح الصدور ص ۶۳)

"عطاء بن یسارؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان مرد یا عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرے گا وہ عذاب قبر اور منکر نکیر کے سوال سے امن میں ہوگا اور قیامت کے دن اس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور اس کے اعمال اس کے جنتی ہونے پر گواہی دیں گے۔"

رمضان میں وفات کی برکت:

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ جو شخص ماہ رمضان میں مرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (شرح الصدور ص ۸۱)

اسلامی سرحدات کی حفاظت عذاب قبر سے نجات کا ذریعہ ہے:

عن سلمانؓ سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول رباط يوم وليلة خير من صيام شهر وقيامه وان مات جرى عليه عمله الذى كان يعمله واجرى عليه رزقه وامن من الفتان۔ (مسلم ۳/ ۴۹۳۸)

''حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دن کا رباط ایک ماہ کے صیام وقیام سے بہتر ہے اگر مر گیا تو جو کام کرتا تھا وہ جاری رہے گا قیامت سے پہلے ہی اس کو رزق ملنا شروع ہو جائے گا اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔''

حضرت فضالہ بن عبیدؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مرنے والے کا عمل اس کے مرتے ہی ختم ہو جاتا ہے مگر مرابط فی سبیل اللہ کا عمل قیامت تک جاری رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے مامون کر دیا جاتا ہے۔ (ترمذی ۱/۱۹۵)

حضرت ابو برزہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں مرابط ہو کر وفات پاتا ہے اس کا عمل اور اس کا رزق برابر جاری رکھا جاتا ہے۔ فتنۂ قبر سے مامون اور قیامت کی سختی سے محفوظ رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

تہجد میں قرآن پاک کی تلاوت عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

عبادہ بن صامتؓ کی روایت ہے کہ جو شخص تہجد کے وقت اٹھے تو چاہیے کہ نماز ذرا بلند آواز سے پڑھے بلند آواز شیاطین اور خبیث جنات کو دور کرتی ہے اور جو فرشتے اوپر یا مکان میں رہتے ہیں وہ کان لگا کر اس کی آواز کو سنتے ہیں اور اس کے ساتھ نماز میں شریک ہوتے ہیں صبح ہوتی ہے تو یہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ اس کو تہجد کے وقت اٹھا دینا اور اس پر آسانی کرنا اس طرح ہر رات وصیت کرتی ہے جب اس کی موت کا وقت آتا ہے تو قرآن شریف سرہانے کھڑا ہوتا ہے جب غسل وکفن سے فارغ ہوتے ہیں تو مردہ کے سینہ اور کفن کے درمیان آتا ہے اور دفن کیا جاتا ہے اور منکر نکیر آتے ہیں تو قرآن شریف میت اور منکر نکیر کے درمیان آجاتا ہے دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں تو کنارے ہو جا ہم اس سے سوال کریں گے وہ کہتا ہے خدا کی قسم میں اس سے ہرگز جدا نہ ہوگا جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرالوں تم دونوں کو اس کے بارہ میں اللہ کا حکم ہوا ہے تو بجالاؤ پھر قرآن شریف میت کی طرف دیکھ کر کہتا ہے تو مجھے پہچانتا ہے وہ کہتا ہے میں نہیں پہچانتا یہ کہتا ہے میں قرآن ہو مجھ پر تو نے عمل کیا ہے

میں نے تجھے رات کو جگایا دن کو بھوکا پیاسا رکھا اور تیری خواہشوں کو پوری نہ ہونے دیا اور تیرے کان آنکھ کو محفوظ رکھا تو سب دوستوں سے مجھے سچا دوست دیکھے گا اور سب بھائیوں میں اچھا بھائی پائے گا تو خوش ہو کہ تجھے منکر نکیر کے بعد کوئی خوف اور غم نہیں پھر منکر نکیر چلے جائیں گے قرآن شریف پروردگار کے پاس جا کر میت کی آرام کی چیزیں طلب کرے گا حکم ہوگا آرام دینے والی چیزیں لے جا پھر پہلے آسمان کے ایک ہزار فرشتے اپنے ساتھ لے کر فرش اور جنت کی قندیل اور خوشبودار جنتی پھول لائے گا اور قبر میں فرش پر بچھائیں گے اور پھولوں کو اس کے سینے کے پاس رکھیں گے اور میت کو داہنی کروٹ اٹھائیں گے اور سب فرشتے آسمان کی طرف چلے جائیں گے اور قرآن قبر کو کشادہ کرے گا جتنی دور تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ (شرح الصدور ۱۵۱)

مریض کی عیادت عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

عن ابی بکر الصدیقؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال موسی یا رب ما لمن عاد مریضا قال یوکل به ملکان یعود انه فی قبره حتی یبعث۔ (شرح الصدور ٦٨)

''حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار سے سوال کیا اے پروردگار جو شخص مریض کی عیادت کے لئے جائے اس کو کیا ثواب ملے گا حکم ہوا اے موسیٰ میں اس کے لئے دو فرشتے مقرر کروں گا کہ قیامت تک قبر میں اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں گے۔''

طاعون میں مرنا عذاب قبر سے حفاظت کا سبب ہے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا طاعون دوسری امتوں پر عذاب تھا لیکن میری امت کے لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو رحمت ٹھہرایا جو بندہ طاعون میں مبتلا ہو کر صبر شکر کے ساتھ اپنے وطن میں ٹھہرا رہا اور اس یقین کے ساتھ کہ جو اللہ کو منظور ہوگا وہ ہو کر رہے گا ایسا بندہ خواہ اس طاعون میں مرے یا نہ مرے اس کو وہی اجر ملے گا جو شہید کے لئے اللہ نے مقرر کیا

ہے۔ (بخاری نسائی موت کا جھٹکا ۱۶۷)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص طاعون کی وبا میں مرتا ہے وہ فتنہ قبر میں مبتلا نہیں ہوتا کیونکہ یہ بھی اسی مجاہد کی مانند ہے جو معرکہ جہاد میں شہید ہو جاتا ہے۔ (بذل الماعون فی فضل الطاعون بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۱۶۸)

سورۃ اخلاص کی برکت:

حضرت عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بیماری کی حالت میں قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے اور اس بیماری میں اس کا انتقال ہو جائے تو وہ فتنہ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اس کو اپنی ہتھیلیوں پر رکھ کر پل صراط سے گزاریں گے اور وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔" (حلیہ ابونعیم موت کا جھٹکا ص ۱۲۹)

قبر کی بے کسی اور اللہ کی رحمت:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندے پر زیادہ مہربان ہو جاتے ہیں جب اس کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے اور اس کو تنہا چھوڑ کر لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔ (بیہقی موت کا جھٹکا ص ۱۸۸)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام حالتوں سے زیادہ اس حالت میں اپنے بندے پر رحم و کرم کا معاملہ فرماتے ہیں جبکہ وہ بے کسی کے عالم میں اپنے گڑھے (قبر) میں رکھ دیا جاتا ہے۔ (مسند فردوس موت کا جھٹکا ص ۱۸۸)

قبر میں مسلم نوازی کا صلہ:

حضرت جعفر محمدؒ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی مسلمان کا دل خوش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سرور سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے یہ فرشتہ اللہ کی عبادت کرتا رہتا ہے اور اس کی وحدانیت پر قائم رہتا ہے پھر جس وقت اس شخص کی وفات ہوتی ہے جس نے مومن کا دل خوش کیا تھا اور وہ مدفون ہوتا ہے تو وہی سرور اس کے پاس آ کر پوچھتا ہے کہ کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے تو کون ہے؟ پھر وہ اپنا تعارف کراتا ہے کہ میں وہی

سرور خوشی ہوں جو تو نے فلاں مومن بندے کے دل میں پیدا کردی تھی میں آج اس وحشت میں تیرے ساتھ غمخواری کروں گا تجھے دلیل و حجت بتاؤں گا تجھے جواب پر ثابت قدم رکھوں گا قیامت کے دن تیری مدد کے لئے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ تیرے لئے سفارش کروں گا اور میں تجھے جنت کے ٹھکانے کی طرف تیری رہنمائی کروں گا۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ص ۱۸۹)

قبر کا مردوں سے خطاب:

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ میں شریک ہوئے میں بھی آپ کے ساتھ تھا آپ ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا یہ قبر ہر روز با آواز بلند کہتی ہے اے آدم کی اولاد تو مجھے کیوں بھول گیا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں تنہائی کا گھر ہوں وحشت کا گھر ہوں کیڑوں مکڑوں کا گھر ہوں اور میں بہت تنگ گھر ہوں مگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ کشادگی کا حکم دے گا اس کے لئے کشادہ ہو جاؤں گی اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا یا قبر یا تو جنت کا باغ ہے یا جہنم کا گڑھا ہے۔ (طبرانی' موت کا جھٹکا ۱۳۱)

حضرت ابو حجاج ثمالیؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے اے ابن آدم تو ہلاک ہو تجھے کس چیز نے مجھ سے دھوکہ میں رکھا کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میں فتنہ و تاریکی کا گھر ہوں اور کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں تجھے کس چیز نے بہکا کر مجھ سے نڈر کردیا تھا تو میری پشت پر خوب اکڑ کر چلتا تھا اگر وہ مردہ نیک ہوتا ہے تو اس کی طرف سے قبر کو جواب دینے والے جواب دیتے ہیں کہ اے قبر تو ذرا دیکھ کہ اس کے عمل کیسے ہیں یہ اچھائی اختیار کرتا تھا اور برائی سے بچتا تھا یہ سن کر قبر کہتی ہے بیشک یہ نیک تھا اب میں اس کے لئے سرسبز ہو جاتی ہوں مردہ کا جسم اس وقت منور ہو جاتا ہے اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھا دی جاتی ہے۔ (حکیم ترمذی ابن ابی الدنیا' موت کا جھٹکا ۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن عبید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردہ قبر میں بیٹھتا ہے اور ان لوگوں کے پیروں کی آواز بھی سنتا ہے جو اس کے جنازہ کے ساتھ قبر تک گئے ہیں مردہ سے اس کی قبر کہتی ہے اے ابن آدم تیری ہلاکت ہو تو نے میری تنگی بدبو گھبراہٹ اور کیڑوں

کوڑوں کا خوف نہ کیا اس لئے تو نے ان چیزوں سے بچنے کے لئے تیاری نہ کی۔ (ابن ابی الدنیا' موت کا جھٹکا ۱۳۱)

حضرت براءؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے ابھی قبر کی تیاری میں ذرا دیر تھی رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم سب آپ کے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا مردہ جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی سے قبر برابر کر دی جاتی ہے تو زمین اس کو خطاب کر کے کہتی ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں وحشت غربت اور کیڑوں کوڑوں کا گھر ہوں تو نے میرے لئے کیا تیاری کی؟ (کتاب الثانی' موت کا جھٹکا ۱۳۲)

حضرت بلال بن سعیدؓ سے روایت ہے کہ قبر ہر روز پکار کر کہتی ہے میں غربت و وحشت اور کیڑوں کوڑوں کا گھر ہوں میں یا تو آگ کا گڑھا ہوں یا جنت کا باغ ہوں اور مومن جب دفن ہوتا ہے تو زمین کہتی ہے اللہ کی قسم جب تو میری پشت پر تھا اس وقت بھی میں تجھے محبوب جانتی تھی اور اب جبکہ تو میرے پیٹ میں آ گیا ہے تو کیوں نہ تجھے محبوب نہ جانوں گی میں اب تیری ہو گئی ہوں تو میرے برتاؤ کو دیکھ لے گا یہ کہہ کر حد نگاہ وسیع ہو جاتی ہے علاوہ اس کے برعکس جب کافر زمین میں دفن ہو جاتا ہے تو زمین اس سے کہتی ہے تو میری پشت پر میرا مبغوض بن کر زندگی گزار رہا تھا اب جب میرے پیٹ میں آ گیا ہے تو میرا برتاؤ تجھے معلوم ہو جائے گا یہ کہہ کر اس زور سے دباتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ (بیہقی' موت کا جھٹکا ۱۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنی قبروں میں جانے کے لئے تیاری کرو قبر روزانہ سات مرتبہ پکار کر کہتی ہے اے کمزور انسان تو اپنی زندگی میں اپنی جان پر رحم کر تو اپنی زندگی میں اچھے اعمال کر کے اپنے اوپر رحم کرے گا تو جب مجھ سے تیری ملاقات ہو گی تو میں بھی تجھ پر رحم کروں گی۔ (دیلمی' موت کا جھٹکا ۱۳۲)

حضرت عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ ہر مردہ کی قبر اس کو پکار کر کہتی ہے میں تاریکی و تنہائی کا گھر ہوں اگر تو اپنی زندگی میں اللہ کا فرمانبردار ہوتا تو میں تیرے لئے رحمت بن جاتی لیکن تو اپنے رب کی نافرمانی کرتا تھا تو آج میں تجھ پر غضبناک ہوں میں وہ گھر ہوں کہ جو شخص فرمانبردار بن کر اس میں داخل ہو گا وہ اس گھر سے قیامت کے دن خوش و خرم نکلے گا اور جو نافرمان

ہو کر اس میں داخل ہوگا وہ قیامت کے دن ہلاکت ساتھ لے کر نکلے گا۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ۱۳۲)

حضرت عبید بن عمیرؓ سے روایت ہے کہ قبر ابن آدم سے کہتی ہے تو نے میرے لئے کیا تیاری کی کیا تجھے معلوم نہیں کہ غریب وتنہائی کا گھر ہوں اور ان کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں جو انسان کو کھانے والے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ موت کا جھٹکا ۱۳۱)

حضرت محمد بن صبیحؒ سے روایت ہے کہ قبر میں رکھے جانے کے بعد میت کو جب کوئی ایذا پہنچتی ہے تو اس میت کے پڑوسی مردے سے کہتے ہیں اے اللہ کے بندے تو ہماری موت کے بعد بھی دنیا میں رہا اور کوئی عبرت حاصل نہ کر سکا کیا تو نے موت کو دیکھ کر اس کی فکر نہ کی تو نے دیکھا کہ مرنے کے بعد ہمارے اعمال کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا پھر بھی تو نے زندگی کے ان لمحات سے فائدہ نہیں اٹھایا پھر زمین پکار کر کہے گی کہ تو میری پیٹھ پر دھوکہ کی زندگی گزارتا رہا تو نے اپنے سامنے اپنے گھر کے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ دنیاوی زندگی کے دھوکے میں رہے اور اچانک موت آگئی اور قبر میں رکھ دیئے گئے مشاہدہ کے باوجود تو نے کوئی عبرت حاصل نہ کی۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ۱۳۳)

حضرت یزید رقاشیؒ سے یہ روایت ہے کہ قبر میں رکھے جانے کے بعد میت کو اس کے اعمال گھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اعمال کو قوت گویائی عطا فرماتا ہے وہ کہتے ہیں اے شخص تو اب تنہا گڑھے میں پڑا ہے تیرے دوست اور گھر والے سب تجھ سے الگ ہو گئے آج میرے سوا کوئی تیرا ساتھی نہیں ہے یہاں تک بیان کر کے حضرت یزید رقاشی رونے لگے اور کہتے جاتے تھے خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے اعمال اچھے ہیں بدبخت ہے وہ شخص جس کے اعمال برے ہیں۔ (تاریخ خطیب موت کا جھٹکا ص ۱۳۳)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں قبر روزانہ تین دفعہ کہتی ہے کہ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں میں اندھیری کوٹھڑی ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ شرح الصدور ۶۵)

قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے:

عن هانی مولی عثمان قال کان عثمان اذا وقف علی قبر بکی حتی تبل لحیته فیقال له تذکره الجنة والنار فلا تبکی وتبکی من هذا فیقول ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان القبر اول منازل الاخرة فان نجامنه فما بعده الیسر منه وان لم ینج منه فما بعد اشد منه وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم مارائیت منظرا الا والقبر افظع منه۔

(ابن ماجه ۴۲۶۷، ترمذی ۲۳۰۸، مسند حاکم ۱/ ۳۷۱)

''ہانی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفانؓ جب کسی قبر کے پاس جاتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی لوگوں نے پوچھا کہ جنت اور جہنم کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ نہیں روتے اور قبر کو دیکھ کر اس قدر روتے ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے جس نے اس سے نجات پائی اس کے بعد اس سے زیادہ آسان منزل ہے اور جس نے نجات نہ پائی اس کے بعد اس سے زیادہ سخت منزل ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ میں نے دیکھا مگر قبر کو زیادہ سخت پایا۔''

عذاب قبر سے پناہ مانگنا:

عن ابی هریرةؓ قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یدعوا اللهم انی اعوذبك من عذاب القبر۔ (بخاری ۱/۱۸۴)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے تھے **اللهم انی اعوذبك من عذاب القبر** یعنی اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے۔''

عذاب قبر کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دائمی عذاب قبر: عذاب قبر دو قسم کا ہے ایک دائمی اور دوسرا وقتی جو مرتکب صغائر کو گناہ کے

مطابق مقررہ وقت تک ہوتا ہے علامہ ابن القیم الجوزیہ نے اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عذاب قبر دائمی بھی ہے اور وقتی بھی دائمی عذاب قبر سے وہ عذاب مراد ہے جو مرنے کے بعد سے لے کر صور کے پھونکے جانے تک قائم رہتا ہے کیونکہ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ دونوں صوروں کے درمیانی وقفہ میں عذاب کیفیت خفیف ہو جائے گی پھر قبروں سے اٹھیں گے تو کہیں گے ہائے ہمارے لئے خرابی ہے کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا دیا دوام عذاب کی یہ دلیل ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے النار یعرضون علیها غدوا وعشیا کہ وہ صبح وشام عذاب پر پیش کئے جاتے ہیں خواب والی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ایسا ان کے ساتھ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ (بخاری) قبر پر تر شاخ گاڑی جانے والی حدیث میں ہے شاید خشک ہونے تک عذاب ہلکا ہو جائے اس حدیث میں تخفیف رطوبت سے مقید ہے کہ رطوبت جاتی رہے گی تو پھر عذاب زور پکڑ جائے گا۔ابو ہریرہؓ والی حدیث میں ہے پھر آپ ایسے لوگوں کے پاس آئے جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے اور کچلتے ہی ٹھیک ہو جاتے تھے ان پر برابر عذاب ہو رہا تھا ایک صحیح حدیث میں اس شخص کا واقعہ ہے جو دو چادریں اوڑھ کر اکڑ کر چلنے لگتا ہے حق تعالیٰ اسے زمین میں دھنسا دیتے ہیں پھر اس کے لئے جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے حتیٰ کہ قیامت آ جائے اسی حدیث کی ایک سند میں یہ الفاظ ہیں پھر اس کے لئے جہنم کا ایک سوراخ کھول دیا جاتا ہے اس سے اس کے پاس اس کی تپش اور دھواں قیامت تک آتا رہے گا۔ کتاب الروح ص ۱۶۴ اسی طرح قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کا تذکرہ کر کے فرمایا ہے النار یعرضون علیها غدوا وعشیا (المومن)

کفار مشرکین منافقین اور مرتکب کبائر ہمیشہ دائمی عذاب میں مبتلا رہے ہیں اور قیامت تک وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

(۲) وقتی عذاب: علامہ ابن القیم فرماتے ہیں دوسری قسم کا عذاب قبر وقتی ہے جو ہلکے گناہ والوں پر ان گناہوں کے مطابق ایک مقررہ وقت تک ہوتا ہے پھر موقوف ہو جاتا ہے جیسا کہ گنہگاروں کو ایک خاص وقت تک جہنم میں عذاب ہوگا پھر عذاب موقوف ہو جائے گا اس قسم کا

عذاب قبر دعا سے یا صدقہ یا استغفار یا قرات جو کسی عزیز کی طرف سے مردوں کو پہنچتی ہے موقوف ہو جاتا ہے جیسے دنیا میں کسی کو کچھ سزا دی جاتی ہے پھر کوئی سفارش کر کے اسے چھڑا لیتا ہے۔ (کتاب الروح ص ۱۶۵)

عذاب قبر کا منقطع ہونا:

حافظ ابن قیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے قاضی ابو یعلی کا بیان پڑھا ہے کہ عذاب قبر چونکہ دنیا ہی کا ایک حصہ ہے اس لئے اس کا منقطع ہونا ضروری ہے جس طرح دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں ختم ہو جائیں گی اسی طرح عذاب قبر بھی ایک دن ختم ہو جائے گا ہاں یہ بات ضروری ہے کہ کب ختم ہو گا اس کا علم کسی انسان کو نہیں۔ سحبان الہند حضرت علامہ احمد سعید دہلوی اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ قاضی ابو یعلی کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کافروں کا عذاب قبر بھی ایک دن منقطع ہو جائے گا۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس بیان کی تاکید نہاد بن سرل کے ایک شعر سے ہوتی ہے نہاد حضرت مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ کفار کو قبر میں ایک ہلکی سی نیند آئے گی اور اس میں وہ قیامت تک نیند کا مزہ پائیں گے پھر جب اہل قبور پکارے جائیں گے تو کافر اپنی نیند سے چونک کر کہے گا قالو لیویلنا من بعثنا من مرقدنا کہیں گے ہائے خرابی ہماری ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا اور اس کافر کے قریب جو مومن قبر سے اٹھے گا وہ جواب کہے گا ھذا ما وعد الرحمن و صدق المرسلون یہ وہی ہے جس کا رحمن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ فرمایا تھا۔ (موت کا جھٹکا ص ۲۳۹)

عذاب قبر سے کیا مراد ہے:

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں قال العلماء عذاب القبر ھو عذاب البرزخ اضیف الی القبر لانه الغالب و الا فکل میت اذا اراد الله تعالی تعذیبه ناله ما اراد به قبر اولم یقبر ولو صلب او غرق فی البحر او لکلت الدوام او حرق حتی صار رمادا او دری فی الریح و محله الروح و البدن جمیعا باتفاق اهل السنة۔ (شرح الصدور ص ۷۹)

''علماء فرماتے ہیں عذاب برزخ کو عذاب قبر کہتے ہیں اور عذاب برزخ عذاب قبر اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر یہ عذاب قبر میں ہوتا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جب کسی مردے کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اسی عالم برزخ میں عذاب کرتا ہے چاہے مردے کو دفن کریں یا دفن نہ کریں یا اس کو سولی پر چڑھا دیں یا دریا میں غرق کردیں یا جانوروں کو کھلا دیں یا جلا کر خاک کردیں یا باریک کرکے ہوا میں اڑا دیں اللہ تعالیٰ اس کو عذاب دینے میں ہر طرح سے قادر ہیں اور یہ عذاب روح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے اس بات پر اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔''

علامہ ابن القیم فرماتے ہیں: یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ عذاب قبر سے برزخ کا عذاب مراد ہے جو عذاب کا حقدار ہوتا ہے اسے حسب استحقاق عذاب ضرور بھگتنا پڑتا ہے خواہ دفن ہو یا نہ ہو مثلاً درندے کھا جائیں یا آگ میں جل کر راکھ ہو جائیں اور اس کی راکھ ہوا میں اڑ جائے یا پھانسی کے تختے پر لٹکا رہے یا سمندر میں ڈوب جائے۔ (اصل قبر برزخ ہے) برزخ میں روح و بدن دونوں پر عذاب وثواب ہوتا ہے۔ (کتاب الروح ص ۱۱۴)

عذاب قبر جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے:

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ عذاب قبر جان وتن دونوں پر ہوتا ہے یا صرف جان پر یا صرف بدن پر؟ اس بارے میں علامہ ابن تیمیہ سے کسی نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ قبر میں عذاب یا نعیم بدن اور جان دونوں پر ایک ساتھ ہوتا ہے چونکہ نفس وروح کا اتصال بدن کے ساتھ رہتا ہے اس لئے روح و بدن دونوں سے عذاب و نعیم کا تعلق ہے۔ فلاسفہ اور بہت سے اہل کلام اور معتزلہ کہتے ہیں کہ عذاب ونعیم صرف ارواح پر ہوتا ہے بدن پر نہیں ہوتا۔ چونکہ یہ لوگ اجسام کے معاد یعنی لوٹائے جانے کے منکر ہیں اس لئے صرف روح پر عذاب ونعیم کے قائل ہیں یہ گمراہ لوگوں میں سے ہیں اور ان کا قول باطل ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۲۰۱)

ایک مجوسی کے اشکال پر حضرت علی کا جواب:

ایک مجوسی حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے پاس تین مردہ سروں کی کھوپڑیاں تھیں اس نے کہا اے عمر! تمہارے صاحب (پیغمبر ﷺ) فرماتے ہیں کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین پر مرے گا وہ آگ میں جلایا جائے گا پھر مجوسی نے یہ آیت بھی پڑھی النار يعرضون عليها غدوا و عشيا صبح اور شام یہ لوگ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا بے شک ہمارے آقا ﷺ کا فرمان صحیح ہے یہ سن کر اس مجوسی نے وہ تینوں سر نکالے اور کہا یہ سر میرے باپ کا ہے یہ سر میری ماں کا ہے۔ اور یہ سر میری بہن کا ہے یہ تینوں مجوسی دین پر مرے ہیں میں اپنا ہاتھ ان کی کھوپڑیوں پر رکھتا ہوں تو مجھے گرمی محسوس نہیں ہوتی (یعنی تمہارے پیغمبر کے قول کے مطابق ان کھوپڑیوں کو گرم ہونا چاہیے کیونکہ یہ آگ پر پیش کی جاتی ہیں یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنے خادم کو بھیج کر حضرت علی کو بلایا جب حضرت علیؓ تشریف لائے تو حضرت عمرؓ نے مجوسی سے کہا کہ اچھا اب ذرا اپنے اعتراض کو دہرا دو اس نے اعتراض دہرایا اعتراض سن کر حضرت علیؓ نے ایک لوہا اور پتھر منگوایا جب حاضر کیا گیا تو حضرت علی نے مجوسی سے کہا کہ تو اس لوہے اور پتھر پر ہاتھ رکھ کر بتا کہ گرم ہے یا سرد مجوسی نے ہاتھ رکھ کر کہا یہ تو سرد ہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا لوہے کو پتھر پر مار جب مجوسی نے لوہے کو پتھر پر مارا تو اس میں سے چنگاڑی نکل پڑی اس پر حضرت علیؓ نے مجوسی کو مخاطب کر کے فرمایا جس طرح اللہ نے اپنی قدرت سے اس ٹھنڈے پتھر اور لوہے کے درمیان میں آگ پیدا کر دی ہے اس طرح وہ اس چیز پر قادر ہے کہ جن کھوپڑیوں میں تجھے گرمی محسوس نہیں ہوتی ان کے اندر گرمی پیدا کر دی ہو اور تجھے محسوس و معلوم نہ ہو رہی ہو یہ کھوپڑیاں جن کو تو سرد محسوس کر رہا ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ اس طرح آگ پر پیش کرتا ہے کہ تو اس کی گرمی محسوس نہیں کرتا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آگ میں جلتی رہتی ہیں یہ بات سن کر مجوسی لاجواب ہو گیا۔ (موت کا جھٹکا ص ۲۰۳)

جسم ریزہ ریزہ ہو جانے کی صورت میں قبر کا عذاب وثواب:

عالم برزخ کا عذاب وثواب مختلف آیات اور احادیث سے ثابت ہے جن اموات

کے اجسام مذکورہ بالا طریقہ سے بالکل ختم ہو جاتے ہیں اور بظاہر آنکھوں سے اوجھل ہو جاتے ہیں ان کو بھی جزا و سزا ملتی ہے جس کی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہیں بہر حال جزا اور سزا روح اور جسم دونوں کو ملتی ہے اور یہی اصح قول ہے عالم برزخ میں روح کا جسم کے ساتھ ایک قسم کا تعلق اور ربط ہوتا ہے جس سے روح کو ملنے والی جزاء وسزا سے جسم بھی متاثر ہوتا ہے اور جو تکلیف یا راحت روح کو ملتی ہے باقاعدہ جسم بھی اسے محسوس کرتا ہے خواہ جسم کے اجزا ریزہ ریزہ ہو کر بظاہر بالکل نیست و نابود کیوں نہ ہو جائیں لما قال الامام ابو حنیفہ وضغطة القبر حق و عذابه حق کائن للکفار حکهم و بعض المسلمین وقال ملا علی قاری فی شرح واعلم ان اهل الحق اتفقوا علی ان الله تعالی یخلق فی المیت نوع حیاة فی القبر قدر مایتالم او یتلذذ الخ (شرح الفقه الاکبر ۱۳۷ فی ان عذاب القبر حق فتاوی حقانیه ۱/ ۲۲۹)

مرنے کے بعد روح کہاں ٹھہرتی ہے:

علامہ ابن قیم نے کتاب الروح میں روحوں کے ٹھکانے کے بارہ میں بہت تفصیل سے بحث کی ہے اور اس بات میں جتنے اقوال ہیں ان کو ذکر کر کے ان کے دلائل بھی بیان کئے ہیں یہاں اختصار کی غرض سے صرف اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) ایک جماعت کہتی ہے کہ مومن خواہ شہید ہوں یا غیر شہید ہوں ان کی روحیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک جنت میں ہیں بشرطیکہ اس کو کسی گناہ کبیرہ یا قرض نے جنت سے نہ روکا ہو یہ قول حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے۔

(۲) ایک قول یہ ہے کہ مومنین کی روحیں جنت میں نہیں بلکہ بہشت کے دروازے پر ایک صحن میں ہیں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور تمام انعامات وہیں نازل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔

(۳) ایک قول یہ ہے کہ تمام روحیں اپنی قبروں کے میدانوں میں رہتی ہیں۔ یہ ابن عبدالبر کا قول ہے۔

(۴) ایک قول یہ ہے کہ مومنین کی روحیں اللہ کے نزدیک ہیں اس قول کے قائل نے صرف اتنا ہی کہا ہے ابن قیم نے اس قائل کے بارہ میں کہا ہے کہ اس نے قرآن کے لفظ کے ساتھ بڑا ادب کیا ہے کہ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا کیونکہ قرآن میں ہے بل احیاء عند ربھم "یعنی وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔"

(۵) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں جنت میں اور کافروں کی روحیں دوزخ میں ہیں۔ یہ امام احمد بن حنبل کا قول ہے۔

(٦) ابن مندہ کا بیان ہے کہ صحابہ وتابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ مومنین کی روحیں مقام جابیہ میں اور کافروں کی روحیں حضرموت کے ایک کنویں برہوت میں ہیں۔ ابن قیم نے اس قول پر رد وقدح کی ہے۔

(۷) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں ساتویں آسمان پر علیین میں اور کافروں کی روحیں ساتویں زمین میں سجین میں ہیں۔

(۸) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں ایک ایسے برزخ میں ہیں جو دنیا وآخرت کے درمیان میں ہے ارواح وہاں چھوڑ دی گئی ہیں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ یہ حضرت سلمان فارسیؓ کا قول ہے۔

(۹) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں زمزم کنویں میں جمع رہتی ہیں ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ قول سب سے زیادہ باطل اور غیر مستند ہے۔

(۱۰) ایک قول یہ ہے کہ روحیں اس زمین میں جمع رہتی ہیں جس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ (انبیاء) ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ ابن قیم نے اس پر بھی اعتراض کیا ہے۔

(۱۱) ایک قول یہ ہے کہ مومنین کی روحیں آدم علیہ السلام کی داہنی طرف اور کافروں کی روحیں ان کی بائیں طرف ہیں۔ لیکن اس پر بھی ابن قیم نے سخت اعتراضات کئے ہیں۔

(۱۲) ایک قول یہ ہے کہ روحیں اس جگہ پر رہتی ہیں جہاں ان کا جسم روز اول پیدا کیا گیا تھا یہ ابن حزم کا قول ہے اس پر بھی ابن قیم نے اعتراض کر کے رد کیا ہے۔

(۱۳) ایک قول یہ ہے کہ روحیں عدم میں رہتی ہیں یہ قول باقلانی کا ہے اور ابن قیم نے اس کو بھی باطل کہا ہے۔

(۱۴) ایک قول یہ ہے کہ روحیں موت کے بعد جسموں میں رہتی ہیں لیکن وہ جسم دنیاوی زندگی جسم والے جسموں سے مختلف ہوتے ہیں۔

(۱۵) ایک قول یہ ہے کہ روحیں برزخ کے ٹھکانوں میں رہتی ہیں اور ہر روح دوسری روح سے ممتاز رہتی ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۳۰۲)

(۱۶) ایک قول یہ ہے کہ روحیں آزاد ہیں جہاں چاہتی آتی جاتی ہیں۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔

(۱۷) شہداء کی روحیں جنت میں اور عام مومنین کی روحیں اپنی اپنی قبروں کی صحن میں رہتی ہیں۔

(۱۸) شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کی طرح عرش سے لٹکی ہوتی ہیں صبح وشام جنت کے باغوں میں آتی جاتی ہیں اور روزانہ رب کے پاس جا کر سلام کرتی ہیں۔ یہ ابن شہاب کا قول ہے۔ (کتاب الروح ۱۶۹)

(۱۹) ایک قول یہ ہے کہ ساتویں آسمان میں ایک مکان ہے جس کا نام بیضاء ہے اس میں مومنوں کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔ یہ وہب ابن منبہ کا قول ہے۔

(۲۰) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں حضرت جبرائیل کے پاس جمع کی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تم قیامت تک اس کے دوست ہو۔ یہ عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے۔ (شرح الصدور ۱۰۳)

(۲۱) ایک قول یہ ہے کہ مومنوں کی روحیں ایک بڑے فرشتے کے پاس جمع کردی جاتی ہیں جس کا نام رمیائیل ہے یہ مومنوں کی روحوں کا داروغہ ہے اور کفار کی روحوں کو جمع کرنے والے فرشتے کا نام دومر ہے یہ کفار کی روحوں کا داروغہ ہے۔ (شرح الصدور

(۱۰۴

روحوں کے ٹھہرنے کے متعلق راجح قول:

علامہ ابن قیم طویل بحث کے بعد فرماتے ہیں کہ برزخ میں روحوں کے حسب مراتب مستقر ہیں بعض روحوں کا مستقر ملاء اعلیٰ میں اعلیٰ علیین ہے جیسے ارواح انبیاء کا مستقر پھر انبیاء کے مستقر میں بھی حسب مراتب فرق ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے معراج میں انبیاء کو دیکھا۔

بعض روحوں کا مستقر سبز پرندوں کی پوٹوں میں ہے جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں چگتے پھرتے ہیں یہ بعض شہیدوں کی روحیں ہیں سب کی نہیں کیونکہ بعض کی روحوں کو قرض وغیرہ کی وجہ سے جنت میں نہیں جانے دیا جاتا جیسا کہ مسند میں ہے کہ کسی نے رحمت عالم ﷺ سے پوچھا اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں مجھے کیا ثواب ملے گا فرمایا جنت۔ پھر جب اس نے پیٹھ موڑی تو فرمایا بجز اس شہید کے جس کے بارہ میں ابھی حضرت جبرائیلؑ نے مجھے بتایا ہے بعض روحیں باب جنت پر روک دی جاتی ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ میں نے تمہارے ایک ساتھی کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر روک دیا گیا ہے بعض روحیں قبر میں محبوس رہتی ہیں جیسا کہ چادر والی حدیث میں ہے کہ کسی نے چادر چرائی تھی پھر شہید ہو گیا لوگوں نے اسے جنت والا سمجھا مگر رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس نے جو چادر چرائی تھی وہ آگ بن کر اس کی قبر میں بھڑک رہی ہے بعض روحوں کا مستقر باب جنت ہوتا ہے۔ بعض روحیں زمین میں ہی محبوس رہتی ہیں ان کی ملاء الاعلیٰ تک رسائی نہیں ہوتی کیونکہ سفلی اور ارضی روحیں ہیں آسمانی روحوں کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ بعض زناکار مردوں اور عورتوں کی روحیں تنور میں رہتی ہیں بعض روحیں خون والی نہر میں تیرتی ہیں ان کے مونہوں میں پتھر ٹھونسے جاتے ہیں۔ بہر حال روحوں کا ایک ٹھکانہ نہیں علوی روحیں اعلیٰ علیین میں ہیں اور سفلی روحیں زمین سے آگے نہیں بڑھتیں۔ (کتاب الروح ۱۹۵)

<u>سوال</u>: دفنانے کے بعد روح اپنا وقت آسمان پر گزارتی ہے یا قبر میں یا دونوں جگہ؟

اس کے جواب میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں اس بارے میں

روایات بھی مختلف ہیں اور علماء کے اقوال بھی مختلف ہیں مگر تمام نصوص کو جمع کرنے سے جو بات معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ نیک ارواح کا اصل مستقر علیین ہے (مگر اس کے درجات بھی مختلف ہیں) بدارواح کا اصل ٹھکانہ سجین ہے اور ہر روح کا ایک خاص تعلق اس کے جسم کے ساتھ کر دیا جاتا ہے خواہ جسم قبر میں مدفون ہو یا دریا میں غرق ہو یا کسی درندے کے پیٹ میں۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ۱/ ۲۰۸)

روحوں کا گھر آنا:

سوال: سنا ہے کہ ہر جمعرات کو ہر گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں کیا یہ صحیح ہے کیا جمعرات کی شام کو ان کے لئے دعا کی جائے؟

جواب: جمعرات کو روحوں کا آنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں نہ اس کا کوئی شرعی ثبوت ہے باقی دعا و استغفار اور بھلائی ثواب ہر وقت ہوسکتا ہے اس میں جمعرات کی شام کی تخصیص بے معنی ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ۱/ ۳۱۰)

کیا مرنے کے بعد چالیس دن تک روح گھر میں آتی ہے:

سوال: کیا چالیس دن تک روح مرنے کے بعد گھر آتی ہے؟

جواب: روحوں کا گھر آنا غلط ہے۔(آپ کے مسائل اوران کا حل ۱/ ۳۱۰)

قبر میں نابالغ بچوں سے سوال و جواب کی وضاحت:

قبر میں نابالغ بچوں سے منکر نکیر کے سوال و جواب کے بارہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ قبر میں منکر نکیر کے سوال ہر ایک سے ہوں گے لیکن نابالغ بچوں کو ان کے سوالوں کے جواب کا من جانب اللہ الہام ہوگا بعض فرماتے ہیں کہ کوئی سوال وغیرہ نہیں ہوں گے اس لئے کہ نابالغ بچے غیر مکلف ہیں اور راجح یہی ہے **قال العلامه ابن عابدینؒ والاصح ان الانبیاء لا یسئلون ولا اطفال المومنین (رد المختار ۲/ ۱۹۳ فی مطلب فی التلقین بعد الموت فتاوی حقانیه ۱/ ۱۸۱)**

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ انبیاء کرام اور مومنین کے

نابالغ بچوں سے قبر کے سوالات نہیں ہوتے۔

کیا فرشتوں کے سوالات امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہیں:

حکیم ترمذی کا قول ہے کہ قبر میں فرشتوں کے سوالات امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہیں اور اس کی تائید میں آنحضرت ﷺ کی تین روایتیں مروی ہیں پہلی روایت آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن ثابت سے فرمایا: اے زید! یہ امت اپنی قبروں میں مبتلا کی جاتی ہے۔ دوسری روایت میں آپ نے فرمایا تم لوگ اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہو۔ تیسری روایت میں ہے کہ فرشتے میت سے کہتے ہیں تم اس شخص کے بارہ میں کیا کہتے تھے جو تمہارے درمیان بھیجے گئے تھے جواب میں مومن بندہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ (نوادر الاصول) حکیم ترمذی نے اس امت کے ساتھ سوال کی خصوصیت کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس امت سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان کے پاس رسول مبعوث ہوئے تھے وہ امتیں جب اپنے رسولوں کا انکار کرتی تھی تو رسول کنارہ کش ہو جاتے تھے اور ان منکروں پر عذاب خداوندی نازل ہو جاتا اور وہ ہلاک کر دیئے جاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو امن کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا اور آپ کی امت سے عذاب کو روک لیا اور چونکہ ایمان دل کی مخفی چیز ہے اس لئے بہت سے لوگ بظاہر کلمہ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہوئے بھی دل میں نفاق پوشیدہ رکھ سکتے تھے چونکہ دنیاوی فیصلے ظاہر کی بنیاد پر ہوا کرتے ہیں اسلئے منافق کو جدا کر کے سزا نہیں دی جاسکتی تھی چنانچہ اللہ نے دو فرشتے مقرر فرما دیئے جو کہ قبر میں امتحان لے کر اسکے دل کا بھید بھاؤ معلوم کر لیں گے اور مومن و منافق اور طیب و خبیث میں امتیاز پیدا کر دیں گے مومن کو نجات ملے گی اور منافق کو باطنی خباثت کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (نوادر الاصول بحوالہ موت کا جھٹکا ص ۱۳۹)

دوسرا قول: عبدالحق اشبیلیؒ اور قرطبیؒ کا قول ہے کہ قبر کا سوال امت محمدیہ کے ساتھ خاص نہیں اور آنحضرت ﷺ کی روایت میں جو امت کا لفظ آیا ہے اس سے امت محمدیہ مراد نہیں ہے بلکہ اولاد آدم مراد ہے اور اگر امت محمدیہ مراد بھی ہو تو چونکہ یہ افضل ترین امت ہے اس لئے اس کے ذکر پر اکتفا کیا گیا اور اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ جب سب سے افضل امت آزمائی جاتی ہے تو

اس سے کثرا متیں کیوں نہ آزمائی جائیں گی ہر نبی کی امت کا یہی حال ہوگا نیز یہ بات بھی ہے کہ لغت میں امت کے معنی گروہ کے ہیں اس لحاظ سے امت کے لفظ سے حیوانات میں سے ہر جنس پر اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کتے بھی امتوں میں سے ایک امت ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ان کے قتل عام کا حکم دے دیتا اسی طرح ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک نبی کو چیونٹیوں نے کاٹا تھا انہوں نے چیونٹیوں کی آبادی کو جلانے کا حکم دے کر جلا دیا اس پر اللہ نے وحی نازل فرمائی کہ ایک چیونٹی نے تمہیں کاٹا تھا اس کی پاداش میں تم نے امتوں میں سے ایک ایسی امت کو جلا دیا جو میری تسبیح کرتی تھی۔ اچھا کام نہیں کیا اس سے معلوم ہوا کہ قبر میں سوال کے باب میں جو امت کا لفظ آیا ہے اس سے نوع آدم یعنی گروہ انسان مراد ہے۔

تیسرا قول: ابن عبدالبرؒ کہتے ہیں کہ ہمیں توقف کرنا چاہیے نہ قطعی طور پر قبر کا سوال امت محمدیہ کے ساتھ خاص ہے کہنا چاہیے اور نہ یقینی طور پر قبر کا سوال تمام امتوں کے لئے عام کہنا چاہیے۔ ان میں سے پہلے قول کو علماء نے ترجیح دی ہے اس کی دلیلیں بھی مضبوط ہیں اور یہ وجہ بھی ہے کہ قبر میں سوال کر کے اس امت کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور یہ چیز امت محمدیہ کے شایان شان ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۱۳۹)

سوال کرنے والے فرشتوں کی تعداد:

قرطبیؒ کا بیان ہے کہ ملائکہ سوال دو ہی ہیں یہی تمام اہل زمین کے قبروں میں سوال کرتے ہیں ان کے اجسام کی عظمت کے پیش نظر یہ کوئی بعید بات نہیں ہے وہ دور دراز جگہوں کے مُردوں سے بیک وقت سوال کرتے ہیں اور ہر مردہ یہی سمجھتا ہے کہ اسی سے سوال کیا جا رہا ہے فرشتے ارواح لطیف ہیں ان کو اللہ نے وہ قدرت دی ہے جو انسانوں کو نہیں دی چنانچہ ان کا حال یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کو پلک جھپکنے سے بھی جلدی طے کر لیتے ہیں اس لئے یہ شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ دو ہی فرشتے کس طرح تمام روئے زمین کے انسانوں سے سوال کر سکتے ہیں چونکہ رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے اس لئے اس پر ایمان لانا چاہیے اور اس کی تفصیل کہ کس طرح سوال

کرتے ہیں اس کو علم الٰہی کے سپرد کرنا چاہیے جس طرح عزرائیلؑ ایک ہی جو تمام روحوں کو قبض کرتے ہیں اسی طرح یہ دو ہی فرشتے تمام قبروں میں سوال کرتے ہیں یہ اللہ کی قدرت ہے۔
(شرح الصدور' موت کا جھٹکا ۱۵۱)

وہ لوگ جن کو قبر کی مٹی نہیں کھاتی

انبیاء کے جسم قبروں میں محفوظ ہوتے ہیں:

اوس بن اوس سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم جمعہ کے دن کثرت سے مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ نے عرض کیا آپ پر ہمارا درود کیسے پیش کیا جائے گا جبکہ آپ بوسیدہ ہو گئے ہوں گے آپ نے فرمایا اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد' شرح الصدور ص ۱۳۷)

موذنین کا جسم:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ موذن جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اذان دیتا ہے خون الود شہید کی طرح ہے جب وہ مرتا ہے تو اس کی قبر میں کیڑے نہیں پڑتے۔ (طبرانی' موت کا جھٹکا ۱۶۵' شرح الصدور ص ۱۳۷)

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں اذان کہنے والے قیامت کے دن لمبی گردن والے ہوں گے اور ان کی قبروں میں کیڑے کوڑے نہیں پڑیں گے۔ (مصنف عبدالرزاق' شرح الصدور ۱۳۶)

حفاظ قرآن کا جسم:

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب حافظ قرآن مرتا ہے تو اللہ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اس کا گوشت نہ کھانا اس پر زمین کہتی ہے اے رب میں اس کا گوشت کیسے کھا سکتی ہوں جبکہ اس کے پیٹ میں قرآن پاک موجود ہے۔ (ابن مندہ' شرح الصدور ۱۳۶)

شہداء کا جسم:

عبدالرحمٰن بن صعصعہ سے روایت ہے کہ عمر بن جموح اور عبداللہ بن عمرو انصاری احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے چھیالیس برس کے بعد بارش کے سیل سے ان کی قبریں کھل گئیں تو وہ ایسے نظر آتے تھے جیسے ابھی دفن ہوئے ہیں زخم پر ہاتھ تھا ہاتھ ہٹایا گیا تو خون جاری ہو گیا اور جب ہاتھ چھوڑ دیا گیا تو ہاتھ زخم پر واپس چلا گیا اور خون بند ہو گیا ان کے اعضا اس طرح مڑتے تھے جیسے ابھی کل مرے ہیں شہیدوں میں حضرت حمزہؓ بھی تھے ان کے پاؤں پر اتنے عرصے کے بعد کدال کی ضرب لگی تو خون بہہ نکلا۔ (ابن ابی شیبہ)

بے گناہ آدمی کا جسم:

حضرت قتادہ فرماتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جس شخص نے کوئی گناہ نہ کیا ہو اس کی وفات کے بعد اس کے جسم پر زمین کا کوئی قابو نہیں چلتا اس کا جسم محفوظ رہتا ہے۔ (مروزی' موت کا جھٹکا ۳۶۵' شرح الصدور ۱۳۶)

علماء کا جسم:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب عالم وفات پاکر قبر میں جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے علم کو شکل وصورت دے کر قبر میں پیش کر دیتا ہے۔ اس سے قیامت تک اس کی انسیت رہے گی اور یہی علم زمین کے کیڑوں کوڑوں سے اس کو بچاتا رہے گا۔ (دیلمی' موت کا جھٹکا ۱۸۸)

مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ وہ تو اس انجام کو پہنچ گئے جس کے لئے انہوں نے زندگی میں اعمال کئے تھے۔ (بخاری ۲/ ۱۲۹' کنز العمال ۱۴/ ۲۷)

صفیہ بنت شیبہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک مردہ کی برائی بیان کی

گئی تو آپ نے فرمایا تم اپنے مردوں کا ذکر اچھائی کے ساتھ کیا کرو۔ (نسائی ۴/۵۲)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو چیز میت کو زندگی میں ایذا دیتی ہے وہ چیز اس کی وفات کے بعد قبر میں بھی ایذا دیتی ہے۔ (دیلمی موت کا بیان ۳۴۸)

مردے کی برائیاں بیان نہ کرو:

عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله اذکرو امحاسن موتا کم و کفوا عن مساوئهم۔ (ابوداود، ترمذی، شرح الصدور ص ۱۲۹)

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردوں کی خوبیوں کا ذکر کرو اور ان کی برائیوں سے اپنی زبان بند کرو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میت کا تذکرہ نہ کرو مگر بھلائی کے ساتھ اگر وہ جنتی ہے تو تم گنہگار ہو گے اور اگر جہنمی ہے تو وہی اس کے لئے کافی ہے۔" (شرح الصدور، ص ۱۲۹)

کیا مردے پر رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے:

ابو الربیع کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ہمراہ ایک جنازہ میں گیا ابن عمر نے ایک شخص کے چیخنے کی آواز سنی تو ایک آدمی بھیج کر اس کو چپ کرایا وجہ پوچھنے پر ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ اس سے میت کو ایذا پہنچتی ہے۔ (مسند احمد)

نوحہ و ماتم کی وجہ سے میت کو عذاب ہونے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ نوحہ رونے دھونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے یہ قول حضرت عمرؓ اور ان کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر کا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے کچھ عذاب نہیں ہوتا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ لوگوں کے رونے کے وقت میت کو عذاب ہوتا ہے مگر نوحہ کی وجہ سے نہیں بلکہ گناہ کی وجہ سے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ عذاب بوجہ نوحہ کافروں کے ساتھ مخصوص ہے یہ دونوں قول حضرت عائشہؓ سے منقول ہیں۔
پانچواں قول یہ ہے کہ نوحہ کی وجہ سے عذاب اس کو ہوتا ہے جو زندگی میں اس کا قائل رہا ہو یہ امام بخاری کا قول ہے۔
چھٹا قول یہ ہے کہ جو شخص نوحہ کی وصیت کر گیا اس کو عذاب ہوگا۔
ساتواں قول یہ ہے کہ جس نے ترک نوحہ کی وصیت نہ کی ہو اس کو عذاب ہوگا۔
آٹھواں قول یہ ہے کہ ان اوصاف کی وجہ سے عذاب ہوگا جو کہ مذموم نہیں اور نوحہ کرنے والا ان اوصاف کا ذکر کر کے روتا ہو۔
نواں قول یہ ہے کہ عذاب سے مراد فرشتوں کی ڈانٹ ہے۔
دسواں قول یہ ہے کہ اس سے مراد میت المناک ہوتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۳۵۱)

قبر میں سب سے پہلے عمل حاضر ہوتا ہے:

حضرت یزید رقاشیؒ فرماتے ہیں کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے سب اعمال آ کر اس کو گھیر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان اعمال کو قوت گویائی عطا کرتا ہے اور وہ کہتے ہیں اے شخص تو اپنے گڑھے میں اکیلا پڑا ہے تیرے دوست اور اہل وعیال سب تجھ سے جدا ہو گئے کوئی تیرا مونس ہمارے سوا آج نہیں ہے۔ (ابن ابی الدنیا موت کا جھٹکا ص ۱۳۰)
حضرت عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس کے پاس اس کا عمل آتا ہے اور میت کی باتیں ان کو مار کر کہتا ہے میں تیرا عمل ہوں مردہ کہتا ہے میرے گھر والے میرے اہل وعیال اور میرا مال کہاں ہے؟ عمل جواب دیتا ہے ان تمام چیزوں کو تو نے اپنے پیچھے چھوڑا قبر میں صرف میں تیرے ساتھ داخل ہوا ہوں اس پر مردہ حسرت سے کہتا ہے اے کاش میں ان تمام چیزوں پر تجھی کو ترجیح دیتا کیونکہ اس قبر کی تنہائی میں تو ہی میرے ساتھ ہونے والا ہے۔ (ابن ابی الدنیا ایضاً)

قبر میں مومن کو سب سے پہلی خوشخبری:

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو سب سے پہلے تحفہ جو قبر میں دیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جتنے لوگ اس کے جنازہ کے ساتھ گئے ہیں ان سب کو بخش دیا جاتا ہے مومن سے کہا جاتا ہے کہ تو خوش ہو جا تیرے جنازہ کے تمام شرکاء کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔ (بیہقی' بزار' موت کا جھٹکا ۱۸۹)

کیا قبر میں مومن منافق کافر سب سے سوال ہوتا ہے:

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ جو شخص صریحا کافر ہو اس سے سوال نہیں ہوتا سوال یا تو مومن سے ہوتا ہے یا منافق سے لیکن صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کافر سے بھی ہوتا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مردہ قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور لوگ واپس لوٹ جاتے ہیں تو مردہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے اور سوال کیا جاتا ہے اگر میت منافق اور کافر ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے تو کیا کہتا تھا اس شخص کے بارہ میں؟ وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے پھر اس سے کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا نہ پڑھا کہ حقیقت تک پہنچے اس کے بعد لوہے کے ہتھوڑے سے اس کو مارا جاتا ہے اور وہ اتنی بلند آواز سے چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ سب سن لیتے ہیں۔ (بخاری' مسلم)

اس کے علاوہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں کافر سے بھی سوال ہوتا ہے۔ (موت کا جھٹکا ص ۱۵۴)

علامہ ابن قیم ان احادیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ ابن عبدالبر کا یہ کہنا کہ کافر سے سوال نہیں ہوتا غلط ہے اس سے بھی سوال ہوتا ہے بلکہ اس سے تو بدرجہ اولیٰ سوال ہونا چاہیے قرآن حکیم میں ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن کافروں سے سوال کرے گا یوم ینادیھم الخ اور جس دن اللہ پاک ان سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کی دعوت پر عمل کیا؟ دوسری جگہ ارشاد ہے فوربك لنسالنهم الخ آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ان

کے عمل پوچھے بغیر نہ رہیں گے فرمایا فلنسئلن الذین ارسل الیھم الخ ہم ان سے بھی ضرور سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور رسولوں سے بھی پھر جب کافروں سے قیامت کے دن سوال ہوگا تو قبر میں بدرجہ اولیٰ سوال ہونا چاہیے۔ (کتاب الروح ۱۵۹)

بوسیدہ قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت:

وہب ابن منبہ کہتے ہیں کہ ارمیا علیہ السلام کا گزر کئی قبروں پر ہوا جن کے مردے عذاب میں مبتلا تھے پھر دوبارہ انہی قبروں پر جب سال بھر کے بعد گزر ہوا تو دیکھا کہ عذاب ختم ہوگیا ہے انہوں نے حیرت کے عالم میں کہا اقدس قدوس میں ان قبروں پر پہلے گزرا تھا تو مردے عذاب میں مبتلا تھے اور اب عذاب دور ہوگیا ہے اچانک آسمان سے آواز آئی کہ اے ارمیا ان مردوں کے کفن پھٹ گئے ان کے بال جھڑ گئے ان کی قبریں بوسیدہ ہوگئیں میں نے ان کی طرف نظر کی تو رحم آگیا میں اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ کیا کرتا ہوں جن کی قبریں پرانی ہوگئیں کپڑے بوسیدہ ہوگئے اور بال جھڑ گئے۔

کثیر بن سالم ہیثمی نے وصیت کی کہ جب میں مرجاؤں تو میری قبر کچی رکھنا اس پر سخت تاکید کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بوسیدہ قبر والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (تاریخ ابن نجار، بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۶۱ ۳ شرح الصدور، ص ۱۳۶ تاریخ ابن نجار، بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۶۱ ۲)

مردہ کی بے کسی پر اللہ کی رحمت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے بندے پر زیادہ مہربان ہوجاتا ہے جب وہ قبر میں داخل کردیا جاتا ہے اور اس کو تنہا چھوڑ کر لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آتے ہیں۔ (بزار، بیہقی، موت کا جھٹکا ۱۸۸)

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام حالتوں سے زیادہ اس حالت میں اپنے بندے پر رحم و کرم فرماتا ہے جبکہ وہ بے کسی کے عالم میں اپنے گڑھے (یعنی قبر) میں رکھ دیا جائے۔ (دیلمی، موت کا جھٹکا ۱۸۸)

حضرت عمرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد:

عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف انت يا عمر اذا انتهى بك الى الارض محفر لك ثلاثة اذرع وشبر فى الذراع وشبر ثم اتاك منكر و نكير اسودان يجران اشعارهما كان اصواتهما الرعد القاصف وكان اعينهما البرق الخاطف يحفران الارض بانيا بهما فاجلساك فزعاء فتلتلاك وتهولاك قال يا رسول الله وانا يومئذ على ما انا عليه قال نعم قال اكفيكهما باذن الله يا رسول الله۔ (مسند احمد۲/ ۷۳' موارد الظمان ۷۷۸' كامل ابن عدى ۲/ ۸۵۵)

''عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اے عمر تیری کیا حالت ہوگی جب تجھے زمین میں دفن کیا جائے گا اور تیرے لئے تین ہاتھ کا گڑھا کھودا جائے گا اور دو ہاتھ ایک بالشت ناپی جائے گی پھر دفن کے بعد تیرے پاس کالے سیاہ منکر نکیر آئیں گے جو اپنے بالوں کو گھسیٹتے ہوں گے ان کی آوازیں گویا کہ سخت کڑا کڑانے والی گرج ہیں اور ان کی آنکھیں گویا کہ اندھا کر دینے والی بجلی ہے۔ زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے اور تجھے گھبراہٹ کی حالت میں بٹھادیں گے اور تیرے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے اور تجھے خوفزدہ کریں گے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اس دن اسی (ایمان کی) (حالت پر ہوں گا جس پر اب ہوں آپ نے فرمایا ہاں (اسی حالت پر ہو گے) تو عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کے حکم سے ان دونوں کو کافی ہو جاؤں گا۔''

جو مردے دفن نہیں کئے گئے کیا ان سے بھی سوال ہوتا ہے:

علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ جس مردہ کو پھینک دیا گیا ہو یا سولی دی گئی ہو اور دفن نہ کیا گیا ہو ان سب سے سوال کیا جاتا ہے اس کو اللہ نے راز میں رکھا ہے اس لئے زندوں کو پتہ نہیں چلتا اور اس راز میں رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ احوال برزخ پر ایمان بالغیب فرض ہے اگر

اس سوال و جواب کو دکھا دیا جاتا تو ایمان بالغیب کہاں رہ جاتا پس ہر مرنے والے کے لئے سوال عام ہے خواہ کسی طرح مرے خواہ اس کو پھینک دیں یا پانی میں ڈبو دیں یا آگ میں جلا دیں یا درندے اور پرندے کھالیں بہر حال سوال ہوگا۔ (ابیات بحوالہ موت کا جھٹکا ۱۵۵)

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں یہ بھی محال نہیں کہ لٹکی ہوئی یا ڈوبی ہوئی یا جلی ہوئی یا کسی اور قسم کی لاش میں روح لوٹائی جائے جس کا ہمیں شعور نہ ہو کیونکہ لوٹائے جانے کی یہ ایک اور قسم ہے وہ نہیں ہے جس سے ہم آشنا ہیں دیکھئے بے ہوش آدمی سکتے کا مریض اور مبہوت وغیرہ زندہ ہوتے ہیں اور ان کی روحیں ان کے جسموں میں ہوتی ہیں لیکن ہمیں ان کی حیات کا شعور نہیں ہوتا جس لاش کے اجزا الگ الگ ہو کر اور منتشر ہو کر گم ہو گئے ہوں اس کی ذات سے جس کی قدرت ہر گیر ہے یہ بعید نہیں کہ وہ ان ذرات سے روح کا اتصال پیدا کر دے اگر چہ ایک مشرق میں ہو ایک مغرب میں اور ان اجزاء میں ایک قسم کا الم و سرور کا شعور پیدا کر دے۔ (کتاب الروح ۱۳۶)

قاضیؒ کا بیان ہے کہ جو مردے قبروں میں دفن نہیں کئے گئے ان کے لئے بھی سوال و عذاب واقع ہوتا ہے اور انسان کی آنکھیں اس کو دیکھنے سے اسی طرح عاجز ہیں جس طرح ملائکہ کے دیکھنے سے۔

امام الحرمین فرماتے ہیں کہ جس شخص کو سولی دی گئی اور دفن نہیں کیا گیا اس کی طرف حیات کو واپس لوٹا کر سوال کیا جاتا ہے اور ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا اس طرح وہ شخص جس کے اجزاء بدن ادھر ادھر متفرق ہو گئے ہیں ان کے بعض اجزاء یا کل اجزاء میں اللہ تعالیٰ حیات پیدا کر دیتا ہے اور اسی سے سوال ہوتا ہے۔ (شرح الصدور)

قبر میت کو کیوں دباتی ہے:

حضرت محمد تیمیؒ کا بیان ہے کہ ہم تمام لوگوں میں یہ بات عام تھی کہ زمین چونکہ تمام انسانوں کی ماں ہے انسان اسی سے پیدا کیا گیا ہے اور پیدا ہو کر ایک طویل مدت تک انسان اپنی ماں یعنی زمین سے جدا رہا اس لئے دفن ہونے کے بعد اس طرح دباتی ہے جس طرح ماں اپنے بیٹے کو بھینچتی ہے جو غائب ہونے کے بعد اسی طرح مل گیا ہو البتہ فرق یہ ہے کہ یہ فرمانبردار کو نرمی

سے اور نافرمان کو سختی سے۔ (دین ابی الدنیا' موت کا جھٹکا ۱۲۶)

حکیم ترمذی نے قبر کے دبانے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ کتنا ہی نیک بندہ ہو کوئی نہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہو ہی جاتا ہے اس لئے قبر کا دبانا ہی اس کا بدلہ ٹھہرایا گیا ہے اس کے بعد نیکوں کے گناہ دھل جاتے ہیں اور وہ رحمت خداوندی کے مستحق ہو جاتے ہیں اس لئے سعد بن معاذ جیسے جلیل القدر صحابی کو بھی قبر نے دبایا تھا کیونکہ پیشاب کرنے کے بعد طہارت کرنے میں ذرا بے احتیاطی ہوتی تھی اور انبیاء چونکہ معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان کو قبر نہیں دبا سکتی۔ (موت کا جھٹکا ۱۲۶)

قبر تمام لوگوں کو دباتی ہے:

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک ہوئے جب ہم لوگ قبر کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ قبر کے پاس بیٹھ کر بار بار قبر میں جھانکنے لگے اور پھر آپ نے فرمایا کہ قبر میں مومن بھی اس شدت سے دبایا جاتا ہے کہ اس کی ہنسلی کی ہڈی اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے۔ (بیہقی' موت کا جھٹکا ۱۲۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سعد بن معاذ وہ شخص ہیں کہ جن کی موت پر عرش ہل گیا آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور ان کی میت کے پاس ستر ہزار فرشتوں نے حاضری دی وہ سعد بن معاذ بھی دبائے گئے مگر اللہ نے ان کی قبر کو کشادہ کیا۔ (نسائی' بیہقی موت کا جھٹکا ۱۲۷)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قبر کا ایک دباؤ ہر شخص کے لئے لازمی ہے اگر اس سے کسی کو نجات ملنے والی ہوتی تو سعد بن معاذ کو نجات ملتی۔ (مسند احمد' بیہقی' موت کا جھٹکا ۱۲۶)

قبر مسلم کی بے حرمتی حرام ہے:

عقبہ بن عامر کہتے ہیں کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلنے سے زیادہ آسان یہ ہے کہ انگاروں پر چلوں یا ایسی تلوار کی دھار پر چلو جو فوراً میرے پاؤں کو کاٹ دے اور قبرستان میں پاخانہ کرنا

بازار کے اندر لوگوں کے سامنے پاخانہ کرنے کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ)

سلیم بن غفرانہؓ کا گزر ایک قبرستان پر ہوا ان کو سخت پیشاب لگا ہوا تھا مگر رکے ہوئے تھے لوگوں نے ان سے کہا یہیں اتر کر پیشاب کیوں نہیں کر لیتے؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ! واللہ میں مردوں سے ایسی طرح شرماتا ہوں جس طرح زندوں سے شرم کھاتا ہوں۔ (ابن ابی الدنیا' موت کا جھٹکا ۳۵۲)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے کسی نے قبر پر چلنے کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا جس طرح مومن کو اس کی زندگی میں ایذا دینا برا ہے اسی طرح اس کی موت کے بعد بھی تکلیف دینا برا ہے۔ (ابن ابی الدنیا' موت کا جھٹکا ۳۵۲)

قاسم بن مخیمرہؓ کہتے ہیں کہ قبر کے روندنے سے بہتر یہ ہے کہ میں گرم تیرے پر اس طرح پاؤں رکھوں کہ آر پار ہو جائے ایک شخص نے کسی قبر کو روندا فوراً ہی آواز آئی کہ اے شخص تو مجھ سے دور ہو جا اور مجھے تکلیف مت پہنچا۔ (ابن مندہ' موت کا جھٹکا ۳۵۲)

عمارہ بن حزمؓ کہتے ہیں کہ میں ایک قبر پر بیٹھا ہوا تھا آنحضرت ﷺ نے دیکھ کر فرمایا قبر سے اتر جا اور اس کو تکلیف مت پہنچا کیونکہ قبر والا تجھے ایذا نہیں پہنچاتا۔ (طبرانی' حاکم' ابن مندہ' موت کا جھٹکا ۳۵۶)

قبر میں فائدہ دینے والی چیزیں:

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مات الانسان انقطع عمله الامن ثلاث صدقة جارية او علم ينفع به او ولد صالح يدعو له۔ (بخاری و مسلم' ابو داود' ترمذی' ابن ماجه)

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ صدقہ جاریہ۔ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ اور نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرتی رہے۔"

عن انسؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سبع یجری للعبد اجرها بعد موته وهو فی قبره من علم علما او اجری نهرا او حفر بئرا او غرس نخلا او بنی مسجدا او ورث مصحفا او ترک ولدا یستغفرله بعد موته۔ (حلیه ابو نعیم شرح الصدور ۱۳۲)

"حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات چیزوں کا اجرانسان کو اس کی قبر میں ملتا رہتا ہے علم سکھانا نہر جاری کرنا کنواں بنوانا کھجور لگانا مسجد کی تعمیر قرآن کی میراث نیک اولاد جو مرنے کے بعد اس کے لئے استغفار کرتی رہے۔"

عن ابی هریرةؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان مما یلحق المومن من حسناته بعد موته علما نشره او ولدا صالحا ترکه او مصحفا ورثه او مسجدا بناه او بیتا لا بن السبیل بناه او نهرا اجراه او صدقه اخرجها من ماله فی صحته تلحقه بعد موته۔ (ابن ماجه' ابن خزیمه' شرح الصدور ۱۳۲)

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن کو موت کے بعد جن چیزوں کا اجر ملتا رہتا ہے وہ یہ ہیں علم جس کی اشاعت کی ہے صالح اولاد چھوڑ گیا ہو قرآن جو میراث میں چھوڑ گیا ہو مسجد جس کو اس نے تعمیر کیا ہو مسافر خانہ جو راہ خدا میں مسافروں کے لئے بنایا گیا ہو نہر بنوایا گیا ہو اور وہ صدقہ جو اس نے اپنی صحت کے زمانہ خرچ کیا ہو۔"

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یتبع الرجل یوم القیامة من الحسنات امثال الجبال فیقول انی هذا فیقال باستغفار وولدك لك۔ (طبرانی شرح الصدور ۱۳۲)

"ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کے پیچھے پہاڑوں کی طرح بڑی بڑی نیکیاں لگی ہوئی ہوں گی وہ شخص حیران ہو کر کہے گا اے اللہ یہ کہاں سے آ گئیں اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تیرے لڑکے نے

تیرے لئے مغفرت کی دعا کی ہے اس لئے یہ نیکیاں ہیں۔"

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی گھر کا کوئی شخص جب مر جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس کی طرف سے کوئی صدقہ کرتے ہیں تو جبرئیل اس صدقہ کو نور کے طباق میں لے کر قبر پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے بھیجا ہے اس کو قبول کر یہ تحفہ پا کر وہ مردہ بہت خوش ہوتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی رنجیدہ ہوتے ہیں جن کی طرف گھر والے ہدیہ نہیں بھیجتے۔ (طبرانی، شرح الصدور)

عن انس مرفوعا امتی امة مرحومة تدخل قبورها بذنوبها وتخرج من قبورها لا ذنوب علیها تمحص عنها باستغفار المومنین لها (طبرانی، شرح الصدور ۱۳۳)

"حضرت انس سے مرفوع روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میری امت امت مرحومہ ہے اپنی قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوتی ہے مگر زندہ مومنین کی دعاؤں کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح کم ہو جاتے ہیں کہ جب قیامت کے لئے اپنی قبروں سے نکلے گی تو گناہوں سے پاک صاف ہوگی۔"

عن عقبه بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الصدقه لتطفی عن اهلها حر القبور۔ (طبرانی شرح الصدور ۱۳۳)

"عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردہ کی طرف سے صدقہ کرنا اس کی قبر کی حرارت کو بجھا کر آرام پہنچاتا ہے۔"

قبر کی حفاظت:

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے مومن بندہ کی روح قبض کر لیتا ہے تو اس کے دائیں بائیں والے کراماً کاتبین آسمان پر جا کر اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ جس بندہ پر ہم مقرر تھے وہ وفات پا گیا اب ہمیں آسمان میں رہنے کی اجازت دیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آسمان میں فرشتے بھرے ہوئے ہیں میری تسبیح کرتے ہیں

تمہاری کیا ضرورت کراماً کاتبین درخواست کرتے ہیں اجازت دیجئے ہمیں زمین میں ہمیں رہنے دیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین پر بھی میری تسبیح کرنے والی مخلوق بہت ہے۔ وہاں تمہاری کیا ضرورت ہاں تم دونوں اسی بندے کی قبر پر جا کر کھڑے ہو جاؤ جس پر تم مقرر تھے۔ اور قیامت تک تسبیح و تہلیل کرتے رہو اور اس کا اجر میرے بندے کے نامہ اعمال میں لکھو۔ (حلیہ ابونعیم موت کا جمعہ ص۳۵۳)

میت کو دفن کرنے کا حکم

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کو غسل اور نماز (جنازہ)۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۶۳، بہشتی گوہر ص۹۱)

قبر بنانے کا طریقہ:

قبر بنانے کے عموماً دو طریقے رائج ہیں بغلی اور صندوقی بغلی قبر سنت ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ قبر پورکھودنے کے بعد جانب قبلہ کی دیوار کو نیچے سے کھود کر ایسا خلا بنالیا جائے کہ میت کو اس میں لٹایا جاسکے پھر کچی اینٹیں کھڑی کر کے خلا کو بند کر دیا جائے کوئی سوراخ یا چھید رہ جائے تو اس کو گارے سے بند کر دیا جائے کچی اینٹیں نہ ہوں تو بانس رکھیں وہ بھی نہ ہوں تو مجبوراً لکڑی کے تختے رکھ کر اور ہر درخت کا بھوسہ یا کھجور کی چٹائی بچھا کر حجرہ کے مانند بنا دیا جائے تا کہ اس میں مٹی کا گزر نہ ہو بغلی قبر سخت زمین میں بن سکتی ہے نرم زمین میں بغلی قبر جلد بیٹھ جاتی ہے نرم زمین میں صندوقی قبر بنائی جاتی ہے۔ (جیسا کہ ہمارے علاقہ میں عام رواج ہے) صندوقی قبر بنانے کی صورت یہ ہے کہ قبر کھودنے کے بعد اس کے بیچ میں لمبائی میں نہر کی طرح زمین اتنی کھودی جائے اور صاف کر دی جائے کہ میت کو لٹایا جاسکے پھر اس پر کچی اینٹیں پتھر کی سلیں یا بانس وغیرہ بچھا کر قبر پر چھت سا بنا کر صندوق کے مانند بنائی جائے جس کی وجہ سے اندر مٹی کا گزر نہ ہو پھر مٹی ڈال کر قبر کو پورا کر دیا جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری البنایہ شرح ہدایہ ۳/۵۲۱)

آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک:

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب قبر کھودنے کا مرحلہ آیا تو صحابہ کرام میں

اختلاف ہوا کہ کونسی قبر کھودی جائے لحد یا شق مدینہ منورہ میں دو آدمی قبر کھودنے کے ماہر تھے ایک حضرت ابو عبیدہ بن جراح اور دوسرے حضرت ابو طلحہ حضرت ابو عبیدہؓ صندوقی قبر یعنی شق کھودتے تھے اور حضرت ابو طلحہ لحد کھودنے کے ماہر تھے۔

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں: **کان في المدينة رجلان احدهما يلحد والاخر لا يلحد فقالوا ايهما جاء اولا عمل عمله فجاء الذي يلحد فلحد لرسول الله صلى الله عليه وسلم۔** (مشکوٰۃ، ابن ماجہ/۱۱۷) "مدینہ میں قبر کھودنے والے دو شخص تھے ایک ان میں سے لحد کھودتے تھے اور دوسرے لحد نہیں بلکہ شق (صندوقی قبر) کھودتے تھے چنانچہ صحابہ کرام نے کہا کہ جو شخص ان میں سے پہلے آئے وہ وہی اپنے طریقہ کے مطابق قبر کھودے آخر کار بغلی قبر کھودنے والے صاحب پہلے آ گئے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی۔"

بغلی قبر کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: **اللحد لنا والشق لغيرنا۔** (ترمذی/۲۰۲۱) "لحد یعنی بغلی قبر ہمارے لئے ہے اور شق یعنی صندوقی قبر دوسروں کے لئے ہے۔"

علماء نے اس حدیث کے کئی معنی بیان کئے ہیں مگر صحیح معنی یہ ہیں کہ لحد یعنی بغلی قبر ہم انبیاء کی جماعت کے لئے ہے اور شق یعنی صندوقی قبر جماعت انبیاء کے علاوہ دوسروں کے لئے جائز ہے لحد کی فضیلت بیان کی جارہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغلی قبر کی نسبت جماعت انبیاء کی طرف کر کے اس کی فضیلت اور اولیت کا اظہار کیا جارہا ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۳۰)

مسئلہ: ہمارے مذہب میں لحد کا ہونا یعنی بغلی کا ہونا افضل ہے یعنی قبر کے اندر ایک جانب کو لحد کھودی جائے جس میں میت کو رکھا جائے اگر زمین کے نرم ہونے کی وجہ سے درمیان میں شق کر دے یعنی قبر کے درمیان میں ایک گہرا گڑھا کھودا جائے جس میں میت کو رکھ کر اس پر بانس یا کچی اینٹیں رکھی جائیں جس سے وہ ڈھک جائے یہ بھی درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

۳۸۶/۵) مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں بغلی قبر بنسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کر بغل کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی نہ کھودی جائے۔ (بہشتی گوہر ص۹۲)

قبر کی گہرائی کتنی ہو:

حضرت ہشام بن عامرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد منقول ہے:

انالنبی صلی الله علیه وسلم قال یوم احد احفروا واوسعوا واعمقوا احسنوا۔ (نسائی، ابن ماجه)

"غزوۂ احد کے دن آپؐ نے فرمایا قبریں کھودو اور قبروں کو کشادہ اور گہری کھودو اور انہیں اچھی طرح بناؤ۔"

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں میت کی قبر کم از کم اس کے نصف کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہیے میت کے قد کے موافق لمبی ہو۔ (بہشتی گوہر ص۹۲)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدھے قد کے برابر ہو اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ پورے قد کے برابر ہو اس میں یہ قید بھی ضروری نہیں ہے کہ اتنی گہری ہو کہ میت اس میں بیٹھ سکے اگر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ کچھ کم ہو تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۶/۵) مفتی رشید احمد لدھیانویؒ فرماتے ہیں لحد یا شق کی گہرائی صرف اتنی ہونی چاہیے کہ اس میں میت کو سنت کے مطابق کروٹ پر لٹایا جاسکے بالائی سطح میت کے جسم سے الگ مگر بالکل قریب ہو (احسن الفتاویٰ ۲۵۲/۴) حضرت عمرؓ نے فرمایا قبر کی گہرائی آدمی کے سینہ کے برابر ہونی چاہیے اور قبر جس قدر گہری ہو افضل ہے۔ النہایہ شرح ہدایہ ۵۲۱/۳)

مسئلہ: قبر کا اوپر کا حصہ تو سینے کے برابر یا پورے قد کے برابر گہرا ہونا چاہیے اور جس جگہ میت کو رکھا جاتا ہے وہ جگہ اتنی گہری ہو کہ قبر کا تختہ اس کے جسم سے نہ لگے تقریباً دو بالشت کی مقدار گہری ہو تو تختہ میت کے جسم سے نہیں لگے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۴۰۵/۲)

مسئلہ: میت کو قبر میں دفن کرتے وقت نہ فرشتوں کے آنے کے لئے جگہ رکھنے کی ضرورت ہے نہ میت کے بیٹھنے کے لئے ضرورت ہے جب فرشتے آئیں گے وہ خود بٹھانے کی جگہ کر لیں گے اور قبر کی مٹی میت کے حق میں پانی کی طرح نرم ہو جائے گی جیسا کہ حادی الارواح میں ہے۔
ويحفر القبر نصف قامة او الى الصدر وان زادكان حسنا في الحجه روى الحسن بن زياد عن الامام انه قال طول القبر على قدر طول الانسان وعرضه قدر نصف قامة يوضع الميت فيها ويقف عليه باللبن او الخشب ولا يمس سقف الميت اهـ (طحطاوی ۳۳۳ فتاوی محمودیہ ۲/ ۳۰۶)

قبر کی اونچائی کتنی ہو:

حضرت ابوالہیاج اسدی تابعی فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام پر مامور نہ کروں جس کام پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے مامور فرمایا تھا اور وہ کام یہ ہے کہ تم جو تصویر دیکھو اسے مٹا دو اور جس قبر کو بلند دیکھو اسے برابر کر دو۔ (صحیح مسلم ۱/ ۳۱۲)

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے میری ماں مجھے زیارت کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں رفقا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں کھول دیجئے چنانچہ انہوں نے تینوں قبریں کھول دیں میں نے دیکھا کہ وہ تینوں قبریں نہ بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین سے بالکل ملی ہوئی تھیں اور ان پر سرخ کنکریاں بچھی ہوئی تھیں۔ (ابوداؤد ۲/ ۴۲)

حضرت سفیان بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر دیکھی ہے جو اونٹ کے کوہان کی طرح ہے۔ (صحیح بخاری ۱/ ۱۸۶)

امام نووی شرح مسلم میں لکھتے ہیں: ان السنة ان القبر لا يرفع على الارض رفعا كثيرا بل يرفع نحو شبرا (شرح مسلم) ''سنت یہ ہے کہ قبر زمین سے زیادہ اونچی نہ ہو بلکہ صرف ایک بالشت کے برابر اونچی ہو۔'' امام بیہقی فرماتے ہیں: رفع قبره من الارض نحوا من شبر (سنن الکبری) ''کہ آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک زمین سے ایک بالشت کے

قریب اونچی تھی۔''فتاویٰ عالمگیری میں ہے ویسنم القبر قدر الشبر (فتاویٰ عالمگیری ۱/۸۵) قبر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانا چاہیے اور وہ صرف ایک بالشت کی مقدار۔ علامہ ابن نجیم لکھتے فرماتے ہیں: قبر کو ایک بالشت تک بلند کرنا جائز ہے۔ اس سے زیادہ اونچی نہ ہو اور ایسے ہی جو مٹی قبر سے نکلی ہوئی ہی ڈالی جائے اس کے علاوہ مٹی نہ ڈالی جائے۔ (بدائع الصنائع ۱/۳۲۰)

قبر پر مٹی ڈالنا اور پانی چھڑکنا:

حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حثی علی المیت ثلاث حثیات بیدیہ جمیعا وانہ رش علی قبر ابنہ ابراھیم ووضع علیہ حصباء۔ (مشکوٰۃ)''رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے تین مٹھی بھر کر مٹی میت پر ڈالی اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور قبر پر سنگریزے رکھے۔''حضرت جابرؓ کا بیان ہے: رش قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان الذی رش الماء علی قبرہ بلال بن رباح۔ (مشکوٰۃ)''نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر پانی چھڑکا گیا تھا اور جس شخص نے آنحضرت ﷺ کی قبر اطہر پر پانی چھڑکا تھا وہ حضرت بلالؓ تھے۔

مسئلہ نمبر ۲: قبر پر مٹی جمانے کی غرض سے پانی چھڑکنا جائز ہے لیکن ضروری نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۳۲۴)

قبر پر مٹی جمی رہے اور قبر کی حفاظت رہے اس خیال سے تدفین کے بعد پانی چھڑکنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے ثابت ہے سر کی طرف سے پانی چھڑکنا شروع کرے اور پائنتی تک چھڑکے بعد میں اگر مٹی منتشر ہو گئی ہو تو قبر کو ٹھیک کر کے پانی چھڑکنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہر جمعرات اور جمعہ کو پانی چھڑکنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۷۹)

دفن کے بعد پاؤں سے قبر کی مٹی برابر کرنا:

سوال: دفن کے بعد برابر کرنے کے لئے قبر کو پاؤں سے روندنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فی رد المختار ویکرہ الجلوس علی القبر ووطوء وبعد اسطر عن ابی حنیفه لا یوطا القبر الا لضرورۃ۔ (۹۳۵/۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایسا کرنا بدون ضرورت کے مکروہ ہے اور اس میں کوئی ضرورت نہیں لہٰذا مکروہ ہے۔ (امداد الفتاوی ۵۰۵/۱)

میت کو صندوق میں ڈال کر دفن کرنا:

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھادی جائے۔ (بہشتی گوہر ۹۲، درمختار ۱۲۴، بحرالرائق ۱۹۳/۲)

میت کو قبر میں کتنے آدمی اتاریں:

مسئلہ: قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں نبی کریم ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ (بہشتی گوہر ۹۲، بحرالرائق ۱۹۳/۲، شامی ۶۰۰/۱)

میت کو قبر میں اتارنے کا طریقہ:

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سل رسول اللہ من قبل راسه (مشکوٰۃ ۱۴۸)

"آنحضرت کو قبر میں اتارتے وقت سر کی طرف اتارا گیا۔"

میت کو قبر میں اتارنے کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ میت کو قبر کی بائیں جانب رکھ کر سر کی جانب سے قبر میں داخل کیا جائے اس کو سل کہتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ میت کو قبلہ کی جانب رکھا جائے اور وہاں سے اتارا جائے دونوں طریقے جائز ہیں حنفیہ کے نزدیک دوسرا طریقہ افضل ہے۔ (اشرف التوضیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ۲۲۰/۲)

مسئلہ: جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی طرف رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ (بہشتی گوہر ۹۲، بحرالرائق ۱۹۳/۲، درمختار ۱۲۴/۱، مظاہر حق جدید ۱۳۳/۲)

میت کو قبر میں اتارتے وقت یہ دعا پڑھنا:

مسئلہ: قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر ۹۲، درمختار ۱/ ۱۲۵) یا اس طرح پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ترمذی ۲/ ۲۰۲)

کفن کی گرہ کھولنا:

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ (بہشتی گوہر ۹۲، فتاویٰ عالمگیری ۱/ ۱۶۳، بحر الرائق ۲/ ۱۹۴)

میت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ کرنا:

مسئلہ: عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہونے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ (بہشتی گوہر ۹۳، شامی ۱/ ۹۳۶)

مردوں کے دفن کے وقت پردہ نہ کرنا چاہیے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ (بہشتی گوہر ۹۳، بحر الرائق ۲/ ۱۹۴، درمختار ۱/ ۱۲۵)

قبر پر مٹی کس طرف سے شروع کی جائے:

مسئلہ: قبر پر مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (بہشتی گوہر ۹۳، مظاہر حق جدید ۲/ ۱۳۴)

مسئلہ: اور اگر یہ عمل نہ کیا جائے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/ ۱۱۰)

مسئلہ: دفن کے بعد تھوڑی دیر کے لیے قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لیے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ (شامی ۱/ ۶۰۱، بہشتی گوہر ۹۳)

اپنی زندگی میں قبر بنوانا:

مسئلہ: پہلے سے قبر اور کفن تیار کرنے میں کچھ حرج نہیں اور گناہ نہیں ہے۔ فتاوٰی دار العلوم دیوبند ۵/۴۰۶) اپنی زندگی میں قبر تیار کرالینا مباح ہے۔ (کفایت المفتی ۴/ ۳۸) علامہ شامی لکھتے ہیں کہ اپنے لیے قبر تیار رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اس پر اجر ملے گا حضرت عمر بن عبد العزیز ربیع بن خیثم اور دیگر حضرات نے ایسا ہی کیا تھا۔ (شامی ۲/ ۲۴۴ مطبوعہ مصر فتاوٰی عالمگیری ۱/ ۱۶۶)

قبر پر وضو کا پانی گرانا:

سوال: قبر کے اوپر وضو کا پانی گرانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فی رد المحتار من الفتح ویکرہ الجلوس علی القبر ووطوہ وفی الدر المختار اداب الوضوء والجلوس فی مکان مرتفع تحرزا عن الماء المستعمل وفی رد المختار او قوع الخلاف فی نجاستہ ولا نہ مستقذر ولنا کرہ شربہ والعجن بہ علی القول الصحیح بطہارتہ وفیہ مکروہات الوضو او فی المسجد۔ ان روایات میں تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ قبر بھی محترم اور ماء وضو مستقذر ہے اس لئے قبر پر وضو کا پانی گرانا نہ چاہیے باقی جزئیہ نظر سے نہیں گزرا۔ فقط (امداد الفتاوٰی ۱/ ۴۹۹)

قبروں کے اوپر بیٹھنے کا حکم:

(۱) امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

لان یجلس احدکم علی جمرۃ فتحرق ثیابہ فتخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجلس علی قبر۔ (صحیح مسلم ۲۲۴۸، ابو داود ۲/ ۱۴۳)

"اگر تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے جس سے اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کے بدن تک پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے بنسبت اس کے کہ کسی قبر پر بیٹھے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آگ کے اوپر بیٹھ جائے اور وہ آگ اس

شخص کے کپڑوں کو جلا کر اس کے جسم تک پہنچ جائے اور جسم کے حصوں کو جلا دالے تو یہ تکلیف ومعصیت قبر کے اوپر بیٹھنے سے سہل واسان ہے یعنی قبر کے اوپر بیٹھنے کا ضرر و نقصان اس کے ضرر و نقصان سے کہیں زیادہ ہے۔'' (مظاہر حق جدید ۲/ ۱۲۹)

(۲) حضرت ابو مرثدؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیها (مسلم ۱/ ۲۲۵۱' ترمذی' ۱/ ۱۵۴ ابو داود ۱۰۴)

''نہ قبروں کے اوپر بیٹھو اور نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو۔''

(۳) حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت ہے کہ:

نهی رسول اللهؐ ان یجصص القبر وان یبنی علیه وان یقعد علیه (مسلم ۱/ ۲۲۳۵)

''رسول اللہ ﷺ نے قبر پر گچ کرنے اور اس پر عمارت بنانے نیز قبر کے اوپر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔''

قبر کے اوپر بیٹھنے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ یہ مومن کے اکرام وشرف کے منافی ہے بایں طور کہ قبر کے اوپر چڑھ کر بیٹھنے سے صاحب قبر کی تحقیر اور بے وقعتی لازم آتی ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قبر کے اوپر بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اظہار رنج وغم کے لئے قبر کے پاس مسلسل بیٹھا رہے جیسے کہ بعض لوگ فقر اور دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے کسی محسن ومتعلق ہی کی قبر کو اپنا مسکن بنا لیتے ہیں (کسی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ جاتے ہیں) لہٰذا اس سے منع فرمایا گیا۔ (مظاہر حق جدید ۲/ ۱۲۹)

قبروں کو روندنا:

حضرت جابرؓ سے منقول ہے:

نهی رسول اللہ ﷺ ان یجصص القبور وان یکتب علیها وان یبنی علیها وان توطا۔ (ترمذی ۱/ ۱۲۵)

''آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ قبریں گچ کی جائیں اور ان پر لکھا جائے اور ان کو روندا جائے۔''

مسئلہ: محقق ابن ہمام فرماتے ہیں کہ قبروں پر بیٹھنا اور ان کو روندنا مکروہ ہے لہٰذا بعض لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے قبرستان میں اپنے کسی عزیز و متعلق کی قبر تک پہنچنے کے لئے درمیان کی قبروں کو بلا تکلف روندتے ہوئے چلتے ہیں یہ انتہائی غلط بات ہے۔ ہاں ضرورت و حاجت کے وقت مثلاً قبر کھودنے کے لئے یا میت کو دفن کرنے کے لئے قبروں پر پاؤں رکھ کر چلنا جائز ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۲۹)

قبر کو تکیہ لگانا:

مسئلہ: قبر کے پاس یا قبر کو تکیہ لگا نا سونا مکروہ ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۲۹)

قبرستان میں استنجا کرنا:

مسئلہ: قبروں کے پاس استنجا کرنا تو انتہائی کراہت کی بات ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۲۹)

قبرستان میں مسنون اعمال:

مسئلہ: قبرستان آنے جانے کے بارہ میں ہر وہ چیز مکروہ ہے جو معہود یعنی سنت سے ثابت نہیں اس بارہ میں صرف قبروں پر جانا اور وہاں کھڑے کھڑے دعا مانگنا سنت سے ثابت ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے بارہ منقول ہے کہ آپ جب جنت البقیع تشریف لے جاتے تو وہاں یہ فرماتے السلام علیکم دار قوم مومنین وانا ان نشاء الله بکم لاحقون واسئال الله لی ولکم العافیه ''یعنی اے مومنین کے گھر تم پر سلامتی ہوا ے مومنو! انشاءاللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے امن و عافیت مانگتا ہوں۔ (ملاعلی قاری، مظاہر حق جدید ۲/۱۲۹)

قبر پر پاؤں رکھنے کی صورت میں جوتا نکال دینا چاہیے:

مسئلہ: قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا جائز ہے کما فی الطحطاوی علی مراقی الفلاح

و لا یکرہ المشنی فی المقابر بالنعملین عندنا ص ۳۶۲ البتہ اگر کسی ضرورت سے کسی قبر پر پاؤں رکھنا پڑ جائے تو جوتا نکال دینا چاہیے لما فیہ ایضا فی شرعیۃ الاسلام ومن اسفۃ ان لایطاء القبور فی نعلیہ فقط۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ۳/۲۷۹)

قبر کی طرف نماز پڑھنا جائز نہیں:

امام مسلم نے حضرت ابو مرثد غنوی سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا۔ (مسلم ۱/ ۲۲۵۱، ترمذی ۱/۲۵)

"نہ قبروں کے اوپر بیٹھو اور نہ قبروں کی طرف نماز پڑھو۔"

مسئلہ: علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قبر یا صاحب قبر کی تعظیم کی خاطر قبر کی طرف نماز پڑھتا ہے تو صریح کفر ہے اگر قبر یا صاحب قبر کی تعظیم پیش نظر نہ ہو تو تب بھی قبر کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یہی حکم جنازہ کا بھی ہے جبکہ وہ نمازی کے سامنے رکھا ہوا ہو بلکہ اس میں تو اور بھی زیادہ کراہت ہے حاصل یہ کہ نمازی کے سامنے قبر یا جنازہ نہ ہونا چاہیے۔ (مظاہر حق جدید ۱/ ۱۹۲)

جذامی کی لاش کہاں دفن کی جائے:

سوال: جذامی کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی جائے یا علیحدہ؟

جواب مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۴۰۳)

جذامی کی لاش کو جلانا جائز نہیں ہے:

سوال: جذامی کی نعش کو تیل ڈال کر جلایا جائے یا نہیں؟

جواب: یہ حکم شرعاً نہیں ہے بلکہ مثل دیگر اموات اہل اسلام کے اس کو بھی دفن کیا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۴۰۳)

مسجد کی زمین میں دفن کئے گئے میت کونکالنے کا حکم:

سوال: اس شہر میں ایک جامع مسجد ہے اور کچھ زمین مسجد ہی کی مملوکہ ہے اس مسجد کا پریذیڈنٹ منشی عبداللہ نامی تھا اب وہ فوت ہوگیا اور وہ بہت علانیہ سودخور آدمی تھا تو ایسے فاسق فاجر کو بعض لوگوں نے اسسٹنٹ صاحب بہادر کو بہکا کر کہ عام مسلمان راضی ہیں مسجد کی اس مملوکہ زمین میں دفن کرادیا اور بطرز نصاری یعنی لکڑی کے بکس میں بند کر کے دفن کیا تو مسجد کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد کی زمین میں دفن کرنا اس کو جائز نہ تھا لیکن بعد دفن کے وہاں سے نکالا نہ جائے البتہ بضرورت مسجد اس قبر کو برابر کرنا جائز ہے اور بعد ایک زمانہ کے جبکہ میت خاک ہو جائے اس جگہ مکان وغیرہ مسجد کا بنانا بھی درست ہے۔ (درمختار وشامی ۱/ ۸۳۵ فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/ ۵۰۹)

دفن کرتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنا:

مسئلہ: تین تین مٹھی مٹی کی قبر میں ڈالنا تمام حاضرین کو مستحب ہے۔ کذا فی العالمگیری وغیرہ فقط۔ (عالمگیری ۱/ ۱۶۳، فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/ ۳۱۴)

قبر پر علامت کے لئے پتھر لگانا:

حضرت مطلب بن ابی وداعہ فرماتے ہیں لما مات عثمان بن مظعون اخرج بجنازته فدفن امر النبی صلی الله علیه وسلم رجلان ان یاتیه بحجر فلم یستطع حملها فقام الیها رسول الله صلی الله علیه وسلم وحسر عن ذراعیه قال المطلب قال الذی یخبرنی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم کانی انظر الی بیاض ذراعی رسول الله صلی الله علیه وسلم حین حسر عنهما ثم حملها فوضعها عند راسه فقال اعلم بها قبر اخی وادفن الیه من مات من اهلی۔ (ابوداؤد ۲/ ۴۲۹)

"جب حضرت عثمان مظعون کا انتقال ہوا تو ان کا جنازہ باہر لایا گیا اور دفن کیا گیا۔

(تدفین کے بعد) حضرت نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ایک پتھر لائے مگر وہ شخص پتھر نہ اٹھا سکا تو آنحضرت ﷺ اسے اٹھانے کے لئے خود کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھوں کی آستین چڑھائیں حضرت مطلب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے مجھ سے رسول کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں کی سفیدی میری نظروں میں گھوم رہی ہیں جبکہ آپ نے اسے کھولا تھا پھر آنحضرت ﷺ نے پتھر اٹھا کر حضرت عثمان کی قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں نے اس کے ذریعہ اپنے بھائی کی قبر پر علامت کر دی ہے اب میرے گھر والوں میں سے جس کا انتقال ہوگا میں اسے اس کے پاس دفن کروں گا۔

مسئلہ: ازہار میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر پر بطور علامت ونشانی کوئی پتھر وغیرہ رکھ دینا مستحب ہے تاکہ قبر پہچانی جا سکے نیز اہل خاندان اور اقربا کو ایک جگہ دفن کرنا بھی مستحب ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/۱۳۵)

قبر میں میت کا سر کدھر ہو:

مسئلہ: قبر میں میت کو اس طرح لٹایا جائے کہ سر شمال کی طرف ہو اور پیر جنوب کی طرف۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۰۵)

مردوں عورتوں کو ایک قبرستان میں دفن کرنا:

سوال: بعض جگہ عورتوں کے قبرستان مردوں سے علیحدہ احاطہ کھینچ کر بناتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے مسلمان مردوں عورتوں کی قبریں ایک قبرستان میں ہو سکتی ہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۴۰۸)

لبلور امانت صندوق میں ڈال کر دفن کرنا:

سوال: بعض لوگ میت کو کفن پہنانے کے بعد ایک صندوق میں رکھ کر دفن کرتے ہیں اور زمین کی سپردگی میں دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جس مدت تک سپرد کرتے ہیں اس وقت تک میت کی نعش گلتی سڑتی نہیں اس کی شریعت میں کچھ اصل ہے یا نہیں؟ اور صندوق میں رکھ کر دفن

کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسا کرنا جائز نہیں جو لوگ ایسا کرتے ہیں باعتقاد مذکورہ وہ گنہگار ہیں البتہ ان زمینوں میں جو نم اور کمزور ہیں تابوت رکھنا جائز ہے غرض کہ اس کی اجازت بھی ضرورت کی وجہ سے ورنہ یہ بھی بے ضرورت مکروہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۳۰۸، درمختار ۱/۸۳۶ فتاویٰ مفتی محمود ۳/۹۹)

مسئلہ: اس امانت کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۱۵۵)

مردہ بچے کو کہاں دفن کیا جائے:

میرے گھر میں مردہ بچہ پیدا ہوا ایک عالم کہتے ہیں کہ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کریں باہر کسی جگہ دفن کریں اور دوسرے عالم کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں آپ جواب سے مطلع فرمائیں۔

جواب: والا یستھل غسل وسمی وادرج فی خرقۃ ودفن ولم یصل علیہ۔ (درمختار) ونقل فی الشامیہ والذی یقتضیہ مذھب اصحابنا انہ استبان بعض خلقہ فانہ یحشر وھو قول الشعبی وابن سیرین ۱ھ ...... وذکر العلقمی حدیث سموا اسقاطکم فانھم فرطکم اھ (شامیہ ۱/۶۲۱) مردہ بچہ کا دفن کیا جانا اور حشر کیا جانا عبارت بالا سے مصرح ہے گویا اس مسئلہ میں فی الجملہ یہ زندہ بچے کے حکم میں ہے اس لئے اسے قبرستان میں دفن کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ قبرستان میں اسے دفن کیا جا سکتا ہے کوئی دلیل اس کے خلاف ہو تو تحریر کی جائے فقط۔ واللہ اعلم بندہ عبدالستار عفی عنہ (خیر الفتاویٰ ۳/۱۵۶)

بے نمازی آدمی کے کفن دفن کا حکم:

سوال کیا فرماتے علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک آدمی نے کبھی بھی اپنی زندگی میں نماز نہ پڑھی اور ایک شاہد بھی نہیں ملتا کہ اس نے کبھی نماز پڑھی ہے اب اگر یہ آدمی فوت ہو جائے تو کیا اس کو غسل یا کفن دیں گے یا نہیں؟ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے یا نہیں؟

جواب: تارک نماز کافر عند الجمہور نہیں ہے بلکہ فاسق و فاجر ہے لہٰذا مسلمانوں کی طرح اس کی

بھی تجہیز و تکفین کرنی چاہیے اور نماز جنازہ ادا کرنی چاہیے بدون نماز کے دفن کر دینا یا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا جائز نہیں ہے حدیث شریف میں ہے صلوا علی کل بر و فاجر (الحدیث) البتہ عبرت کے لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ تارک نماز وغیرہ فساق کی نماز مقتدا لوگ نہ پڑھیں بلکہ عوام لوگوں سے کہہ دیں کہ تم نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دو تا کہ تارکین نماز کو عبرت ہو۔ کما ورد فی الحدیث فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۸۲)

جو قبر کھل جائے اسے کس طرح بند کیا جائے:

سوال: پہاڑی ملک میں قبریں صندوقی بنائی جاتی ہیں اور تختہ سال چھ ماہ بعد گل کر ٹوٹ جاتے ہیں اور نعشیں اکثر کھل جاتی ہیں یہ قبریں کیونکر بند کی جائیں کیا اوپر سے لکڑی لگا کر مٹی بھری جائے یا یوں ہی نعش پر مٹی ڈالی جائے۔

جواب: بہتر یہ ہے کہ لکڑی یا پتھر رکھ کر مٹی ڈالی جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۵/۳۸۶)

پرانی قبر پر مٹی ڈالنا:

سوال: جو قبر بیٹھ جائے یا گر جائے اس کو پوری قبر از سر نو تیار کراتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۵/۳۸۴)

مسئلہ: قبر کے اوپر مٹی ڈال درست کر دی جائے قبر اکھاڑ کر اندر سے پتھر وغیرہ درست کرنا یا میت کو نکال کر دوسری قبر میں دفن کرنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۴/۲۱۳)

دفن کرتے وقت قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے:

سوال: اگر میت کو دفن کرتے ہوئے نصف قبر کی تیاری پر قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس صورت میں دوسری جگہ قبر کھودی جائے یا اسی کو صاف کر کے درست کیا جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۵/۳۸۷)

مردہ رکھنے کے بعد قبر بیٹھ جائے تو کیا کیا جائے:

قبر میں مردہ کو رکھ کر مٹی دے کر تیاری کے وقت قبر بیٹھ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اس صورت میں مردہ کو نہ نکالا جائے اوپر سے مٹی درست کی جائے کیونکہ اخـــراج المیت عن القبر بعد الدفن اس وجہ سے درست نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۳۸۷، خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۵۹)

حفاظت کے لئے قبر پر لپائی کرنا:

مسئلہ: قبریں جب خراب ہو جائیں تو پھر ان کو محفوظ رکھنے کے لئے مٹی ڈالنا یا لیپنا جائز ہے۔ کما فی العالمگیریہ ۱/ ۸۵ ماذا خربت القبور فلا باس لتطینها کذا فی التاتار خانیه وهو الاصح وعلیه الفتوی لیکن اس لیپنے یا مٹی ڈالنے کے لئے کوئی دن مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۳۱۴)

قبر پر کتبہ لگانا:

مسئلہ: ضرورت ہو تو قبر کی حفاظت کے لئے لپائی کرنا اور کتبہ لگانا درست ہے کتبہ پر آیات قرآنی وغیرہ مت لکھیں نیز قبر سے قدرے ہٹ کر لگائیں اخرج ابو داود باسناد جید۔ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حمل حجرا فوضعه عند راس عثمان بن مظعون وقال اتعلم به قبر اخی وادفن الیه من مات من اهلی فان الکتابة طریق الی تعریف القبر بها۔ (شامی ۱/ ۸۳۹ خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۷۰)

قبر پر تختوں کی جگہ پتھروں کا استعمال:

سوال: قبر پر بعوض تختوں کے پتھر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بہ ضرورت جائز ہے۔

قبر کے اطراف کا پختہ کرنا اور پتھر لگانا:

سوال: زید حفاظت اور علامت کے لئے اپنے والد مرحوم کی قبر کے اطراف اربعہ کو پختہ اور بیچ

میں پکی اور سنگ مرمر پر تاریخ کندہ کرانا چاہتا ہے کوئی صورت جواز کی ہے یا نہیں؟

جواب: شامی میں صحیح مسلم کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے نهى رسول الله عن تجصيص القبور وان يكتب عليها وان يبنى عليها (رواه مسلم) منع فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کے پختہ کرنے سے اور ان پر کچھ لکھنے سے اور تعمیر کرنے سے پس صورۃ مذکورہ فی السوال شرعاً درست نہیں۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/ ۳۷۸)

لوہے کی میخوں والے تختے قبر پر لگانا:

سوال ایک بستی کے لوگ اپنی قبریں بجائے لحد کے شق بناتے ہیں اور قبر کو بانس اور لکڑیوں سے باندھتے ہیں اور ان تختوں میں آہنی میخیں لگی ہوتی ہیں تو کیا قبر کو ایسے تختوں یا لکڑیوں سے باندھنا جائز ہے جس میں لوہے کی میخیں لگی ہوئی ہوں یا ان کیلوں کو نکالنے کی ضرورت ہے؟

جواب: لکڑی کے تختے قبر میں لگانا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو مثلاً بانس یا پکی اینٹیں نہ ملیں یا ملیں لیکن لگ نہ سکیں تو مکروہ نہیں لوہے کی میخیں بھی اسی حکم میں ہے۔

مسئلہ: اگر پتھر لگایا جائے تو میت کے مال سے لگانا جائز نہیں ورثہ خود اپنے مال سے لگا سکتے ہیں۔

پتھر پر تاریخ لکھنا:

مسئلہ: پتھر پر تاریخ کندہ کرنا مکروہ ہے۔ (کفایت المفتی ۴/ ۳۵)

پختہ قبر کو ہموار کرنا:

سوال: زید کی دکان کے صحن میں ایک پرانی کچی قبر ہے بعض لوگوں نے زید کے پیچھے اس قبر کو پختہ کرادیا ہے ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے چراغ روشن کئے جائیں گے اور پرستش کی جائے گی زید کو شرعاً اس قبر کو اکھاڑ کر ہموار کر دینا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: زید اس قبر کو اکھاڑ کر برابر کرسکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا درست ہے بلکہ پختہ باقی رکھنا اس قبر کا جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/ ۳۷۸)

جس قبر سے ہڈی نکلے اس میں نیا مردہ دفن کرنا:

سوال: ایک قبر کھودی اس میں مردہ کی ہڈی نکلی اس میں نیا مردہ دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: ہڈیوں کو ایک طرف رکھ کر جدید میت کو اس میں دفن کرنا درست ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۳۷۸)

قبر پر خوبصورت پتھر لگانا:

سوال: زید کی نشانی کے لئے اس کی قبر کے گرداگرد نصف گز دیوار باندھنا اور اس پر خوبصورت پتھر لگانا اور اشعار لکھنا کیسا ہے؟
جواب: قبر کے گرد پتھر لگانے سے بشرطیکہ قبر پختہ نہ ہونے پائے صرف یہی مقصود ہوسکتا ہے کہ آثار قبر مٹنے نہ پائیں اس صورت میں خوبصورت و بدصورت پتھر دونوں ایک ہی سا کام دیں گے اور اگر یہ خیال ہو کہ لوگ دیکھ کر خوش ہوں اور ریا وسمعہ مقصود ہو تو اس صورت میں خوبصورت کیا بدصورت کا لگانا بھی حرام ہوگا۔ (کفایت المفتی ۴/ ۳۵)

ڈھیلوں پر سورۃ اخلاص پڑھ کر قبر میں رکھنا:

سوال: قبر میں میت کے ساتھ پانچ یا سات ڈھیلوں پر سورۃ اخلاص ختم کر کے ڈالنا کیسا ہے؟
جواب: ڈھیلوں پر سورۃ اخلاص پڑھ کر دم کر کے قبر میں رکھنا مکروہ ہے۔

کسی شخص کی بنائی ہوئی قبر میں دوسرا آدمی دفن کرنا:

مسئلہ: قبرستان اگر وقف عام ہو اور اس میں کوئی شخص اپنے لئے قبر کھدوا کر محفوظ چھوڑے اور کوئی دوسرا شخص اس میں اپنی میت کو دفن کردے تو اس صورت میں بھی دفن کرنے والے کو صرف قبر کھودنے کی اجرت ادا کرنی پڑتی ہے صاحب قبر کو نعش نکلوانے کی اجازت نہیں ہے اذا حفر الرجل قبر الی المـقبـرة التی یباح له الحفر فد فن فیه غیره میتا لا ینبش القبر الکن یضمن قیمة حفره لیکون جمعا بین الحقین انتھی عالمگیری نقلا من خزانۃ المفتین اور اگر قبر نہیں کھودی صرف اپنے دل میں خیال کر لیا کہ میں یہاں دفن ہوں گا

تو اس صورت میں دوسرے دفن کرنے والے سے کچھ بھی کہنے کا حق نہیں نعش نکالنے کا صرف اس صورت میں حق ہوتا ہے کہ زمین مملوک ہو اور مالک کی اجازت کے بغیر دفن کیا جائے۔ (کفایت المفتی ۳۷)

قبرستان میں پہلے سے قبر تیار کر کے رکھنا کیسا ہے:

سوال: سوال قومی قبرستان میں چند قبریں پیشتر ہی سے تیار کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: چند قبریں تیار رکھنا تا کہ حاجت مندوں کو وقت پر تیار قبر ملے جائز ہے۔ (کفایت المفتی ۳۹)

مسئلہ: پہلے سے قبر اور کفن تیار کرنے میں کچھ حرج اور گناہ نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۴۰۶ ' ردالمحتار ۱/ ۶۶۷)

پرانی قبر میں مردہ دفن کرنا:

مسئلہ: پرانی قبر جس میں نشان میت کا باقی نہ رہے اس میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے۔

كما فى الشامى وقال الذيلعى الميت وصار ترا باجار دفن غيره فى قبره الخ

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۳۸۷ ' ردالمحتار ۱/ ۶۵۹ ' خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۵۸)

پرانی قبروں پر کھیتی باڑی اور عمارت بنانا جائز ہے:

ولو بلى الميت وصار ترا باجاز دفن غيره فى قبره وزعه والنباء عليه

(رد المختار ۱/ ۶۵۹)

"اگر میت گل سڑ کر مٹی ہو جائے تو اس کی جگہ پر دوسری میت کو دفن کرنا اور اس جگہ میں کھیتی باڑی کرنا اور اس پر عمارت بنانا جائز ہے۔"

سرکاری جگہ میں بنائی گئی قبروں کا حکم:

مسئلہ: جو جگہ سرکار کی ملکیت ہو اور قبریں بلا اجازت بنائی گئیں ہوں تو حکومت زمین ہموار کر کے اسے اپنی ضرورت کے لئے استعمال کر سکتی ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۶۰)

کسی کی مملوکہ زمین میں بلا اجازت بنائی گئی قبروں کا حکم:

مسئلہ: اگر میت کو کسی کی زمین میں اس کی اجازت کے بغیر دفن کر دیا گیا ہو تو مالک زمین کو اختیار ہے کہ وہ اس میت کو نکالنے کا حکم کرے یا اس دفن شدہ میت کے باقی رہنے پر راضی ہو جائے۔ عالمگیری مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ص ۷ ۱۶ ج ا میں مذکور ہے اذ دفن المیت فی ارض غیرہ بغیر اذن مالکھا فالمالك بالخیار انشاء رضی بذالك وانشاء امر باخراج المیت اور ویسے ہی زمین ہموار کر کے اس زمین کو استعمال بھی کر سکتا ہے۔ وانشاء سوی الارض وزرع فیھا فقط، واللہ اعلم۔ (فتاویٰ محمود ۳/۹۳)

قبر میں کیچڑ بنوا کر دفن کرنا غلط ہے:

سوال: ایک مسلمان میت کی قبر کے اندر یعنی لحد میں پانی ڈالا گیا اور پھر مٹی ڈال کر لت پت کر دیا تب اس میں چٹائی ڈال کر میت کو لٹایا قاضی صاحب کہتے اس طرح دفن کرنے سے قبر کا حساب کتاب نہیں ہوتا شرعاً قاضی صاحب کے لئے کیا حکم ہے۔

جواب: قاضی صاحب کا خیال غلط اس کی کچھ ضرورت نہیں ہے کہ لحد میں گارا کر کے اور اس پر چٹائی بچھا کر میت کو رکھا جائے اور اس طریقہ کو یوں سمجھنا کہ اس طرح دفن کرنے سے حساب وکتاب میت سے کچھ نہیں ہوتا بالکل بے اصل ہے اور جہالت کا خیال ہے اور اس کا کچھ ثبوت نہیں اور اس عقیدے سے بطریق مذکور دفن کرنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۳۹۶)

مٹی ہوئی قبر کو تازہ کرنا کیسا ہے:

سوال: مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے عارضہ طاعون میں رحلت کی ۲۲ صفر ۱۳۳۶ ہجری میں اب مولوی صاحب کے والد نے قبر کھدوائی اور کہا کہ نہ کفن ہے نہ ہڈی ہے از سر نو خالی قبر بنوا کر تیار کر دی آیا خالی قبر پر فاتحہ پڑھنا درست ہے یا نہیں ڈیڑھ سال میں مردہ کی کیا حالت ہوتی ہے ایسا کرنے میں کچھ گناہ تو نہیں ہے؟

جواب: یہ ظاہر ہے کہ اس قدر عرصہ تک مردہ کی ہڈی اور جسم اور کفن کہاں رہ سکتا ہے سب

خاک ہو جاتا ہے اور چونکہ قبر مولوی صاحب کی ہی تھی جس میں وہ دفن ہوئے تھے اگر چہ وہ خاک ہو گئے تو اس کی نشانی کی تجدید بغرض علامت اور سلام و فاتحہ خوانی درست ہے۔ فقط (دارالعلوم دیوبند ۵/۳۹۶)

مسلمان بھنگی کی نماز جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

مسئلہ: (مسلمان بھنگی) کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے اور شریک جنازہ ہونا اور کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔ (فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ۵/۳۹۸)

جس بچے کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہوں اس کو کہاں دفن کرنا چاہیے:

سوال: ایک لڑکا عمر یک سالہ جس کا باپ مسلمان اور ماں غیر مسلمہ ہے انتقال کر گیا اس کو قبرستان اہل اسلام میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: وہ لڑکا مسلمان ہی سمجھا جائے گا لان الولد یتبع خیر الا بوین لہٰذا اس کو مقبرہ اہل اسلام میں ہی دفن کرنا چاہیے۔ (فقط فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ۵/۳۹۸)

شیعہ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم:

مسئلہ: روافض کا وہ فرقہ جو بسبب سب شیخین و تکفیر صحابہ کافر ہے ان کی تجہیز و تکفین میں امداد کرنا اور ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں ہے اور ان سے بالکل متارکت اور مقاطعت کی جائے تا کہ ان کو تنبیہ ہو اور وہ سنی ہو جائیں۔ فقط (فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ۵/۴۰۳، شامی ۲/۳۹۸)

قبر میں کنکریاں رکھوانے کا رواج غلط ہے:

سوال: یہاں عام دستور ہے کہ میت کے ساتھ قبر میں کنکریاں رکھتے ہیں اس غرض سے کہ بت منکر نکیر کو یہ جواب دے کہ دیکھو میرے وارثوں نے میرے لئے اس قدر قرآن شریف پڑھوائے ہیں اور ہم بخشے گئے اس کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟

جواب: کنکریوں کے رکھنے کا کچھ ثبوت نہیں اور یہ بدعت ہے اور جو خیالات کنکریوں کے

رکھنے میں کرتے ہیں یہ جہالت کی باتیں ہیں اس سے کچھ نفع نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/۴۰۳)

مسجد سے باہر قبلہ کی طرف قبرستان بنانے کا حکم:

مسئلہ: مسجد کی دیوارِ غربی سے باہر جو زمین مسجد سے اور مسجد کے اوقاف سے خارج ہے اس میں قبر بنانا ممنوع و مکروہ نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ۵/۴۰۳)

قبرستان میں تکیہ پر قرآن پاک پڑھنا:

مسئلہ: قبرستان میں تکیہ پر کلام مجید رکھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (کفایت المفتی ۴/۴۷)

دوسری قبروں کو مٹا کر کسی قبر پر چبوترا بنانا:

مسئلہ: قبر کے آس پاس اگر اور قبریں ہوں تو ان قبروں کو کھود کر یا مٹا کر چبوترا بنوانا درست نہیں ہے خالی جگہ ہو تو اس میں آس پاس میں چبوترا بنوانا مباح ہے۔ (کفایت المفتی ۴/۴۷)

دفن کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ضروری نہیں:

مسئلہ: دفن کے بعد میت کے لئے دعائے مغفرت کرنی جائز ہے مگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنی لازمی نہیں ہے خواہ ہاتھ اٹھائے یا نہ اٹھائے دونوں جائز ہے۔ (کفایت المفتی ۴/۴۸)

دفن کے بعد میت کے گھر جا کر دعا کرنا جائز نہیں:

مسئلہ: یہ رسم کہ قبرستان سے میت کے گھر واپس آ کر دعا کو لازم سمجھا جاتا ہے صحیح نہیں دفن کے بعد غیر لوگوں کو اپنے گھر اور اپنے اپنے کام کو جانا جائز ہے۔ میت کے گھر والے اور اعزا میت کے گھر واپس آ جائیں اور لوگ چلے جائیں۔ (کفایت المفتی ۴/۴۸)

جو لوگ جنازہ میں شریک نہ ہوں وہ دفن کے بعد میت کے گھر جا کر دعا کر سکتے ہیں:

مسئلہ: ہاں جو لوگ جنازہ میں شریک نہ ہوں وہ میت کے گھر پر تعزیت کے لیے آئیں تو جائز

ہے۔ (کفایت المفتی ۴/۳۹)

مسئلہ: اگر ان کے ساتھ دوسرے حاضرین بھی دعا میں شریک ہو جائیں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ (کفایت المفتی ۴/۳۹)

قبرستان میں خشک گھاس کو آگ لگانے کا حکم:

مسئلہ: قبروں پر خشک گھاس کو آگ لگا کر جلانا سخت مذموم ہے شریعت نے قبرستان میں آگ لے جانے اور قبروں میں پکی اینٹیں لگانے کو بھی منع کیا ہے چہ جائیکہ کہ قبروں پر آگ جلائی۔ (کفایت المفتی ۴/۳۶، فتاوی رحیمیہ ۷/۱۳۳)

بول و براز والی زمین میں مٹی ڈال کر قبر بنانا:

سوال: جس گڑھے میں عرصہ سے بول و براز پڑتا ہے اس میں مٹی ڈال کر اس کے بعد مردہ دفن کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے زکوۃ الارض یبسھا یعنی زمین نجس خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے بس جبکہ اس گڑھے میں مٹی ڈال دی جائے گی اور وہ زمین خشک ہے تو وہ پاک ہے اس میں میت کو دفن کرنا درست ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیو بند ۵/۳۸۲)

بغیر لحد و شق کے گڑھا کھود کر میت دفن کر کے مٹی ڈالنا:

سوال: اس اطراف میں میت کو اس طرح دفن کرتے ہیں کہ ایک گڑھا تیار کر لیا اس میں میت کو قبلہ رو سلا دیتے ہیں اور لحد یا شق وغیرہ نہیں کرتے بلکہ ویسے ہی مٹی ڈالتے ہیں ایسا کرنا کہاں تک درست ہے؟

جواب: درمختار میں ہے ویلحد الخ قولہ ویلحد لانہ السنۃ الخ (شامی) پس معلوم ہوا کہ لحد کھودنا سنت ہے اور لحد کے متعذر ہونے کی صورت میں شق ہونا چاہیے بلا لحد اور شق کے میت پر ایسے ہی مٹی ڈال دینا خلاف سنت ہے۔ پس جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ تارک سنت ہیں ان کو طریقہ سنت بتلا دینا چاہیے اور آئندہ کو نصیحت کرنی چاہیے کہ ایسا نہ کریں بلکہ طریقہ سنت کے موافق دفن کریں جاہلوں کو احکام شریعت کی تعلیم کرنا علماء کے ذمہ ہے یہ غفلت ان علماء کی

ہے جنہوں نے ان کو طریقہ مسنونہ سے دفن کی تعلیم نہ کی ہو۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند ۵/ ۳۸۸)

قبر کے پاس تعزیت کرنے کا حکم:

سوال: دفن کے بعد قبرستان ہی میں لواحقین کے ساتھ افسوس کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: قبرستان میں قبر کے پاس تعزیت کرنا مکروہ ہے وتکرہ التعزیة ثانیا وعند القبر اھ درمختار علی الشامیہ ۱/ ۸۴۳ خیر الفتاوی ۳/ ۲۵۱)

نابالغ کی قبر پر سورۃ بقرہ اول آخر پڑھنے کا حکم:

سوال: نابالغ لڑکا لڑکی فوت ہو جائے تو تدفین کے بعد اس کی قبر پر اول آخر سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جائے یا نہیں؟

جواب: کان ابن عمر یستحب ان یقرء علی القبر بعد الدفن اول سورة البقرة وخاتمها (شامی ۱/ ۲۳۸) مشکوٰۃ شریف میں ہے عن عبداللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ ویقرأ عند راسہ فاتحة البقرہ وعند رجلیہ خاتمہ البقرة رواہ البیہقی فی شعب الایمان وقال والصحیح انہ موقوف علیہ ۱/ ۱۴۹۔ حدیث پاک میں چونکہ کی میت بالغ کی شرط نہیں لگائی اس سے بظاہر حکم میں تعمیم معلوم ہوتی ہے۔ لہٰذا نابالغ کی قبر پر بھی اول وآخر سورۃ بقرہ کی تلاوت کی جائے۔ فقط واللہ اعلم (خیر الفتاوی ۳/ ۲۹۹)

قبر میں میت کے نیچے چادر یا چٹائی وغیرہ بچھانے کا حکم:

مسئلہ: لحد میں کوئی چیز نہ بچھائی جائے مٹی پر میت کو لٹایا جائے وفی الاکتفاء ...... بانہ لا یلقی الحصیر فی القبر تحت المیت فانہ مکروہ (جامع الرموز ۱۹۳) ۔

ولا یجوز ان یوضع فیہ مضربة (در مختار) قولہ ولا یجوز الخ ای یکرہ ذالک قال فی الحلیہ ویکرہ ان یوضع تحت المیت فی القبر مضربة او مخدة او حصیرا او نحو ذالک اھ ولعل وجهہ انہ اتلاف

مـال بلا ضـرورة فالكراهة تحريمة وللدا عبر بلا يجوز اهـ (شامی ۱/ ۶۵۹، خیر الفتاوی ۳/ ۳۹۹)

قبر میں روئی فوم وغیرہ بچھانے کا حکم:

سوال: کیا قبر میں کوئی چیز بچھانا مثلاً روئی فوم وغیرہ جائز ہے؟
جواب: قبر میں کوئی بھی چیز بچھانا جائز نہیں۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۰۸)

قبروں پر کھانا پکا کر کھلانے کا حکم:

سوال: دفن کے بعد قبر پر کھانا پکا کر کھلاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب: قبرستان عبرت کی جگہ ہے قبور کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے رہا دعوتوں کا انتظام کرنا درست نہیں معہذا قبر کے پاس آگ جلانا بھی ممنوع ہے اس سے میت کو تکلیف ہوتی ہے وكان ينبغي ان لا يقرب الميت بشيء من اثر النار اصلا لما ورد في الحديث من النهي من اتباع الميت بالنار فما بالك مما توقد عند القبر۔(الدر مختار ۳/ ۲۷)
ويكره اتخاذ الطعام الى قوله ونقل الطعام الى القبر في المواسم (شامی ۱/ ۲۰۳) فقط والله اعلم (خير الفتاوى ۳/ ۱۵۷)

دفن کے بعد چھوارے تقسیم کرنا:

سوال: میت کے دفن کے بعد چھوارے یا کھجور تقسیم کرتے ہیں یہ فعل کیا ہے اس کی کوئی اصل ہے یا نہیں؟
جواب: بالکل نہیں کہیں ثابت نہیں شاید یہ تصور کرتے ہوں گے کہ میت کا قبر سے نکاح ہوا ہے اس خوشی میں چھوارے تقسیم کرتے ہیں یہ جہالت ہے۔(فتاوی محمودیہ ۲۰/ ۲۳۸)

عورت کو قبر میں اس کے محرم اتاریں:

سوال: کیا شوہر بیوی کی میت کو کندھا دے سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے؟
جواب: جنازے کو کندھا دے سکتا ہے اور اگر عورت کے محرم موجود نہ ہوں تو قبر میں بھی اتار

لگائے یعنی جسم کو کپڑے کے بغیر ہاتھ نہ لگائے وذالرحم المحرم اولی بادخال المرأة من غیرهم كذا فی الجوهرة القبرة وكذا ذوالرحم غير المحرم اولى من الاجنبى فان لم يكن فلا باس للاجانب وضعها كذا فى البحر الرائق۔ (عالمگیر ا/۸۵) فقط واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ ۳/۲۱۲)

دفن کے بعد چالیس دن تک قبر پر حاضری دینا:

سوال: دفن کے بعد قبر پر چالیس دن تک صبح و شام حاضری دینا مثلاً سورج نکلتے وقت غروب ہوتے وقت یہ حاضری دی جاتی ہے اور کچھ ذکر بھی کیا جاتا ہے یا پڑھا جاتا ہے۔ یہ عمل چالیس دن تک جاری رہتا ہے چہلم کی رسم کے ساتھ یہ بھی ختم ہو جاتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: ایصال ثواب کے لئے اپنی طرف سے وقت اور دن متعین کر لینا زیادت فی الدین اور بدعت ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۲۲)

میت کو قبرستان کیسے لے جایا جائے:

سوال: اگر قبرستان آبادی کی مغربی جانب ہو تو ظاہر ہے کہ میت کو قبرستان لے جاتے وقت میت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں گے اس میں کوئی گناہ تو نہیں؟

جواب: جنازہ لے جاتے وقت سر کی جانب آگے رکھی جائے پاؤں چاہے جدھر ہو جائیں وفي حالة المشي بالجنازة يقدم الراس كذا فى المضمرات (عالمگیری ا/۸۳ خیر الفتاویٰ ۳/۲۲۷)

دفن سے پہلے قبر میں سورۃ ملک وغیرہ پڑھنا:

سوال: بعض لوگوں کا معمول ہے کہ مردہ کو قبر میں رکھنے سے پہلے قبر میں بیٹھ کر سورۃ ملک اور سورۃ یٰسین تلاوت کرتے ہیں؟

جواب: اس وقت سورۃ ملک یا کوئی اور سورۃ پڑھنا ثابت نہیں لہٰذا نہ پڑھیں اس کی بجائے کتب فقہ میں یہ لفظ منقول ہیں بسم الله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم (درمختار)

شامی میں اس کے تحت لکھا ہے کہ لفظ ترمذی اور ابن ماجہ سے ثابت ہیں اس کے علاوہ ان پر مزید کوئی اضافہ نہ کیا جائے۔ (شامیہ ۱/۸۳۷ خیر الفتاویٰ ۳/۲۵۰)

چالیس قدم ہٹ کر دعا کرنے کا حکم:

سوال: دفن کرنے کے بعد چالیس قدم ہٹ کر دعا مانگنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: چالیس قدم ہٹ کر دعا کرنا کسی حدیث سے ثابت نہیں محض رسم و بدعت ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۵۰)

جنازہ یا قبر پر پھولوں کی چادر ڈالنا:

مسئلہ: قبر پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے کا بھی ایک رواج چل نکلا ہے اور اس کو تجہیز تکفین کے اعمال میں سے ایک عمل سمجھا جاتا ہے اور قبر پر اگر بتیاں جلائی جاتی ہیں حالانکہ قرآن وسنت اور صحابہ کرام اور آئمہ مجتہدین سے ان تینوں امور کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہ بھی بدعت اور ناجائز ہیں۔ (امداد الاحکام ۱/۹۲)

آداب قبرستان کی بعض کوتاہیاں:

مسئلہ: ایک عام کوتاہی یہ ہے کہ قبرستان میں پہنچ کر بھی بعض لوگ دنیا کی باتیں نہیں چھوڑتے حالانکہ یہ عبرت کی جگہ ہے۔ قبر اور آخرت کے مراحل ان کی ہولناکیوں اور اپنے انجام کی فکر کرنے کی جگہ ہے۔

مسئلہ: اکثر لوگ قبرستان میں داخل ہونے کا معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں بسا اوقات قبروں پر بھی چڑھ جاتے ہیں یاد رکھئے یہ کرنا منع ہے معروف اور مقرر راستہ خواہ کچھ طویل سہی گھوم کر ہی چلنا چاہیے۔

مسئلہ: بعض لوگ قبرستان پہنچ کر میت کے اردگرد جمع کر بیٹھ جاتے ہیں مقصد میت کی تدفین کی کارروائی دیکھنا ہوتا ہے لیکن ان کے اس اجتماع سے اہل میت اور قبر بنانے والوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور ہجوم کی بناء پر آپس میں بھی ایک دوسرے کو اذیت ہوتی ہے۔

مسئلہ: اس ضمن میں اکثر قرب وجوار کی دوسری قبروں کو بھی اپنے پیروں سے بری طرح

روندتے ہیں یاد رکھئے دفن کی کارروائی دیکھنا کوئی فرض و واجب نہیں لیکن دوسروں کو اپنے اس طرز عمل سے تکلیف دینا حرام ہے۔ اور قبروں کو روندنا بھی جائز نہیں لہٰذا ان گناہوں سے اجتناب کیجئے قبر کے پاس صرف کام کرنے والوں کو رہنے دیجئے تاکہ وہ اپنا کام سہولت کے ساتھ کرسکیں اور جب مٹی دینے کا وقت آئے تو مٹی دے دیجئے۔

مسئلہ: بعض لوگ مٹی دینے میں بھی بہت عجلت کرتے ہیں اور ایک دوسرے پر چڑھ جاتے ہیں اور سخت تکلیف پہنچاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔ (احکام میت ۲۴۰)

برسی منانا:

دور حاضر کی ایک رسم یہ ہے کہ جس روز کسی کا خصوصاً صاحب وجاہت یا صاحب کمال کا انتقال ہو جائے ہر سال اس تاریخ کو اجتماع کیا جاتا ہے جلسے جلوس منعقد کئے جاتے ہیں دعوتیں ہوتی ہیں اور بڑے اہتمام سے اس کو منایا جاتا ہے قرآن وسنت صحابہ وتابعین ائمہ مسلمین اور سلف صالحین کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا اس کو ترک کرنا واجب ہے۔ (امداد المفتین)

اجرت پر قرآن خوانی کرنا:

مسئلہ: بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے اجرت پر ایک آدمی (یا چند حفاظ) رکھ لیتے ہیں جو روزانہ مرحوم کی قبر پر قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اپنے زعم کے مطابق مرحوم کو ثواب پہنچاتے ہیں سو واضح ہو کہ اجرت پر ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھنا اور پڑھوانا حرام ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۳۷۵)

مسئلہ: بعض لوگ آیت کریمہ اور کلمہ طیبہ کا ختم بھی برائے ایصال ثواب اجرت دے کر کراتے ہیں۔ سو ان کا ختم بھی اجرت دے کر کرانا حرام ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۳۷۹)

میت کا منہ قبر کو دکھلانا:

مسئلہ: بعض لوگ میت کو قبر میں رکھ کر اس کا منہ کھول کر قبر کو دکھلانا ضروری سمجھتے ہیں شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ (اصلاح انقلاب امت ۱/۲۴۱، احکام میت ۲۴۱)

میت کے سرہانے قل پڑھی ہوئی کنکریاں رکھنا:

مسئلہ: بعض لوگ قل پڑھی ہوئی کنکریاں یا مٹی کے ڈھیلے میت کے سرہانے رکھا کرتے ہیں شرع میں ان کا بھی کوئی ثبوت نہیں لہٰذا بدعت ہے اور واجب الترک ہے۔ (علماء کا متفقہ فیصلہ) (احکام میت ۲۴۲)

میت کے سرہانے روٹی سالن رکھنا:

بعض لوگ میت کے سرہانے دو روٹی اور سالن رکھتے ہیں بعض لوگ قبر میں میت کے نیچے گدا بچھاتے ہیں یہ دونوں باتیں بے اصل اور واجب الترک ہیں۔ (احکام میت ۲۴۲)

دفن کے بعد منکر نکیر کے سوالوں کا جواب بتلانا:

مسئلہ: بعض لوگ جب مردہ کو قبر میں دفن کر چکتے ہیں تو قبر پر انگلی رکھ کر مردہ کو مخاطب کر کے یوں کہتے ہیں اے فلانے اگر تم سے کوئی فرشتہ پوچھے کہ تمہارا رب کون ہے تو تم یوں کہنا کہ میرا رب اللہ ہے اور میرا رسول محمد ﷺ اور میرا دین اسلام ہے وغیرہ وغیرہ سو واضح ہوا کہ یہ روافض کا شعار ہے اور اس میں متعدد مفاسد اور خرابیاں ہیں اس لئے یہ تلقین نہیں ہے اس سے پرہیز کیجئے۔ (امداد الاحکام ۱/۱۱۵، ۱۱۹)

دفن کے بعد سورۂ مزمل پڑھنا:

مسئلہ: بعض جگہ دفن کے بعد حلقہ بنا کر سورۂ مزمل پڑھنے یا اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے اور دفن کے بعد قبر پر اذان بھی دیتے ہیں پنجاب میں یہ رسم بہت عام ہے۔ قرآن وسنت صحابہ کرام وتابعین ائمہ مجتہدین صالحین کسی سے اس کا کوئی ثبوت نہیں لہٰذا یہ رسم بدعت ہے۔ (احکام میت ۲۴۳)

تیسرے دن قبر کی زیارت کرنا:

مسئلہ: بعض جگہ خاص اہتمام سے تیسرے روز میت کے مزار پر سب لوگ حاضری دیتے ہیں جس کی ابتداء اس طرح ہوتی ہے کہ سب سے پہلے میت کے گھر فاتحہ پھر محلّہ کی مسجد میں ایک

فاتحہ پھر قبرستان جا کر مردہ کی قبر پر ایک فاتحہ پھر وہاں سے واپسی پر چالیس قدم پر فاتحہ پھر مردہ کے گھر جا کر دوبارہ ایک فاتحہ یہ تمام رسمیں اور پابندیاں محض بدعت اور واجب الترک ہیں۔
(احکام میت ۲۳۶)

قبر کا مجاور بننا:

مسئلہ: بعض لوگ بظاہر ترک دنیا کر کے مزارات پر جا پڑتے ہیں اور جو کچھ مزارات پر آتا ہے اس پر زندگی بسر کرتے ہیں اکثر ان میں سے بھنگ چرس اور دیگر محرمات میں مبتلا رہتے ہیں سو مزارات پر اس طرح مقیم ہونا بالکل ممنوع ہے اور اس غلط رسم میں ان کی مدد کرنا بھی جائز نہیں۔
(سنت و بدعت ۷۷)

قبر میں میت کا منہ دکھلانا:

سوال: قبر کے اندر یا قبر کے باہر قبرستان میں مردہ کا چہرہ دکھلانا کیسا ہے شرع میں اس کی کیا اصلیت ہے؟

جواب: شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں یہ اہتمام کہ بعض جگہ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کھول کر چہرہ دکھلایا جاتا ہے بے اصل ہے شریعت میں اس کی کوئی تاکید نہیں کفن کا بندھن لگا دینے کے بعد چہرہ کھولنا مناسب نہیں بسا اوقات آثار برزخ شروع ہو جاتے ہیں جن کا اخفا مقصود ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاوٰی محمودیہ ۲/ ۳۹۸)

مسئلہ: قبر میں رکھ دینے کے بعد منہ کھول کر دکھانا اچھا نہیں بعض اوقات چہرے پر برزخ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں لوگوں کو مرحوم کے بارہ میں بدگمانی کا موقع ملے گا۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۰۹)

قبر میں خوشبو چھڑکنا:

سوال: قبر کے اندر کیوڑہ گلاب وغیرہ خوشبو دفن کے وقت چھڑکنا کیسا ہے شرع میں اس کی کیا اصلیت ہے؟

جواب: ویوضع الحنوط فی القبر لانه علیه الصلوة والسلام فعل ذالك بابنه

ابرهيم حموى عن الروضة اهـ فتح المعين ج ا ص ٣٤٦) خوشبو قبر میں ڈالنا ثابت ہے البتہ قبر میں میت کو رکھ کر میت پر عرق گلاب چھڑکنا بدعت ہے۔(طحطاوی شرح مراقی الفلاح ٣٣٣ فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۲۹۸)

قبر میں بیری کی ٹہنی ڈالنا:

سوال: تختہ لگانے کے بعد قبر میں بیری کی ٹہنی ڈالنا کیسا ہے؟

جواب: فقہ کی کتاب میں اس کو نہیں دیکھا اگر یہ چیز ثابت ہوتی تو فقہا ضرور لکھتے فتاویٰ رشیدیہ میں اس کو روافض کا شعار لکھا ہے۔لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔(فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۳۹۹)

قبر پر فاتحہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کرنا چاہیے:

سوال: قبر پر فاتحہ پڑھنا کھڑے ہو کر چاہیے یا بیٹھ کر یا دونوں طرح درست ہے؟

جواب: حامدا و مصلیا کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے قال فی الفتح والسنة زیاتها قائما والدعا عنده قائما (شامی ا/ ٥٣٣) اگر کسی کو زیادہ دیر تک ٹھہرنا ہو یا کھڑے ہونے میں تھکان ہو تو بیٹھنا بھی درست ہے اگر زندگی میں بے تکلفی کے تعلقات تھے تو دونوں طرح ٹھیک ہے۔ینبغی ان یدنوا من القبر قائما او قاعدا بحسب ما کان یضع لزوارہ فی حیاته اهـ (طحطاوی ۳۴۱ فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۴۰۵) مولانا رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں اس کا ضروری سمجھنا بدعت ہے اور بیری کی خصوصیت میں مشابہت روافض کی ہے لہٰذا اس کو ترک کرنا چاہیے اور اس کی کچھ اصل نہیں۔(فتاویٰ رشیدیہ ۲۷۸)

قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

سوال: میت کے دفن کرنے کے بعد جو دعا مغفرت کی جاتی ہے وہ ہاتھ اٹھا کر کی جاتی یا بغیر ہاتھ اٹھائے؟

جواب: دعا بغیر ہاتھ اٹھائے بھی کی جا سکتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر بھی حضرت نبی کریم ﷺ نے دفن کے بعد قبلہ کی طرف رخ فرما کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی ہے اگر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا چاہے تو آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے قبر کی طرف رخ نہ کیا جائے بلکہ قبلہ کی طرف رخ کر لیا

جائے وفی حدیث ابن مسعود رائیت رسول الله صلی الله علیه وسلم فی قبر عبدالله ذی البجادین الحدیث وفیه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا یدیه اخرجه ابو عوانه فی صحیحه (فتح الباری شرح بخاری شریف ۱۱/۱۲۲ فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۴۰۶)

بوقت ضرورت ایک سے زائد مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا:

مسئلہ: اگر قبر اتنی پرانی ہو جائے کہ میت بالکل مٹی بن جائے تو اس قبر میں دوسری میت کو دفن کرنا درست ہے ورنہ بلاضرورت ایسا کرنا منع ہے اور بوقت ضرورت جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۴۱۱)

مفتی اعظم مفتی عزیز الرحمٰنؒ فرماتے ہیں بلاضرورت دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے البتہ ضرورت کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔ (قولہ لضرورۃ) قید بھا لانہ لا یدفن اثنان فی قبر ما لم یصر الاول ترابا فیجوز حینئذ النباء علیه والذرع الا بضرورۃ فیوضع بینھما تراب او لبن لیصیر کقبرین الخ (شامی) اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شدیدہ دو مردوں کو ایک قبر میں دفن نہیں کر سکتے لیکن ضرورت شدیدہ کے وقت دو مردوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے اور ان دونوں مردوں کے درمیان کوئی حد فاصل ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم (عزیز الفتاویٰ ۳۴۴)

مسئلہ: اور ایسی حالت میں جب میت کی ہڈیاں وغیرہ کچھ قبر میں موجود ہوں تو وہ ایک طرف علیحدہ قبر میں رکھ دی جائیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۴۱۱)

مسئلہ: اگر میت صحیح سالم قبر میں موجود ہو تب بھی بوقت ضرورت اس کے برابر اس قبر میں دوسری میت کو رکھنا جائز ہے لیکن میت قدیم اور میت جدید کے درمیان مٹی کی آڑ بنا دی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/ ۴۱۱)

ایک قبر میں کئی مردوں کے رکھنے کا طریقہ:

مسئلہ: اگر ایک وقت میں چند مردوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کی ضرورت پیش آئے اگر

سب مرد ہوں یا سب عورتیں ہوں تب تو افضل کو اول لحد میں رکھا جائے اس کے بعد غیر افضل کو اگر موتی (مردے) مخلوط ہوں تو اول مرد کو رکھا جائے اس کے بعد لڑکے کو اس کے بعد خنثیٰ کو اس کے بعد عورت کو اور ہر دو کے درمیان مٹی کی آڑ بنا دی جائے۔ ولا یدفن اثنان او ثلثة فی قبر واحد الا عند الحاجة فیوضع الرجل مما یلی القبله ثم خلفه الغلام ثم خلفه الخنثی ثم خلفه المرأة ویجعل بین کل میتین حاجز من التراب کذا فی محیط السرخسی وان کان رجلین یقدم فی اللحد افضلهما هکذا فی المحیط وکذا اذا کانتا امرأتین هکذا فی التاتار خانیه ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره فی قبره وزرعه والبناء علیه کذا فی التبیین اھ (ھندیه ۱/ ۱۰۷ فتاویٰ محمودیه ۲/ ۳۱)

بحری جہاز میں مرنے والے کا حکم:

سوال: ہم بحری جہاز میں حج پر جا رہے ہیں کئی دن کا سفر ہوگا اگر خدانخواستہ کسی کا انتقال ہو جائے تو کیا کریں؟

جواب: اگر کہیں ساحل قریب ہو اور اتر کر دفن کرنا ممکن ہو تو یہ بہتر ہے ورنہ غسل دے کر کفن پہنا کر جنازہ پڑھ کر سمندر میں ڈال دیں وان مات المسلم فی البحر فی السفینة فان کان الشط قریبا یجاء به الی الشط ویقبر و یدفن والا فیصل علیه بعد الغسل ویلقی فی البحر وهو له قبر لان التکلیف بحسب الوسع (رسائل الارکان ۱۵۹ خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۵۱)

کس صورت میں چند اموات کو اکٹھے دفن کر سکتے ہیں:

مسئلہ: اگر کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ مثلاً زلزلہ یا وباء یا سیلاب کی وجہ سے اموات بے شمار ہو جائیں دفن کرنے والے بہت کم ہوں تو ایسی صورت میں کئی میتوں کو ایک قبر میں دفن کر سکتے ہیں دونوں مردوں کے درمیان مٹی کی دیوار کر دی جائے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۳۰۶)

غلطی سے قبر پختہ بنادی گئی تو کیا کیا جائے:

سوال: میں نے اپنے والد محترم کی قبر بوجہ شکستہ ہونے کی پکی کروادی یعنی کچی قبر کے چاروں طرف اینٹوں کا بند بنا کر باقی قبر پر پانی وغیرہ چھڑکنے کے بعد سیمنٹ کروادیا تاکہ بارش یا کسی اور وجہ سے گڑھا نہ بڑے لیکن حال ہی میں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث پاک معلوم ہوئی کہ قبر کو پختہ نہ بنایا جائے قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يجصص القبر وان يبنى عليه وان يقعد عليه (مسلم ۱/۳۱۲ مشکوۃ ۱/۱۴۸) قال الامام محمد ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى عن تربيع القبور وتجصيصها قال محمد به ناخذ وهو قول ابى حنيفة كتاب الاثار لامام محمد ۹۲ اس علم کے بعد مجھے اپنے اور اس سیمنٹ شدہ قبر کے بارہ میں حکم مطلوب ہے۔

جواب: قبر کا زمین سے اونچائی والا حصہ کچا رکھنا چاہیے لہٰذا اب اس حصے سے سیمنٹ اکھیڑ کر لپائی کردی جائے اس کے بعد چاہیں تو اس پر پتھر کی چھوٹی چھوٹی کنکریاں ڈال دیں جس سے وہ جگہ بہت مضبوط ہو جائے گی آنحضرت ﷺ کے مزار مبارک کے بارہ میں بھی ایسے ہی منقول ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۱۶۰)

نیم پختہ قبر کا حکم:

سوال: اگر قبر کبھی چاروں طرف سے اینٹوں کی پختہ چنائی کی گئی ہو اور اوپر سے بارش وغیرہ کے زور سے بچانے کے لئے ایک بالشت کنارے پختہ کئے جائیں تو آیا ایسی قبر پر کچی قبر ہونے کا اطلاق ہوتا ہے۔

جواب: مذکورہ صورت سلف کے عمل کے خلاف ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۱۶۲)

کچی قبر کی وضاحت:

مسئلہ: قبر اندر اور باہر سے کچی ہونی چاہیے یہ صورت کہ قبر چاروں طرف سے پکی کردی جائے اور اوپر کی سطح میں تھوڑا سا نشان کچا چھوڑ دیا جائے یہ بھی صحیح نہیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۱۳)

مسئلہ: قبر کی چھت بھی کچی ہونی چاہیے لیکن اگر زمین ایسی نرم ہو کہ سیمنٹ کے بلاک کے بغیر چھت ٹھہر ہی نہیں سکتی۔ (جیسا کہ کراچی میں یہ صورت حال) تو بامر مجبوری یہ صورت جائز ہے۔

قبر کی دیواریں پکی کرنا:

مسئلہ: اگر قبر اس کے بغیر نہ ٹھہرتی ہو تو دیواروں کو پختہ کیا جاسکتا ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۱۳)

قبر پر قرآن مجید پڑھنے کا حکم:

سوال: قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کی جاسکتی ہے یا نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبر کے پاس بیٹھ کر میت کے لئے صرف دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ سورۂ فاتحہ و اخلاص تکاثر یٰسین وغیرہ یہ صورتیں دعا کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہیں تلاوت کے لئے نہیں پڑھی جاسکتیں؟

جواب: قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کے بارہ میں اختلاف ہے طحاوی لکھتے ہیں واخذ من ذالك جواز القران على القبر والمسئلة ذات خلاف قال الامام تكره لان اهلها جيفة ولم يصح فيها شيء عنده عند صلى الله عليه وسلم وقال محمد تستحب لو رو د الاثار وهو المذهب المختار كما صرحوا به في كتاب الاستحسان۔ (مراقی ۳۴۱)

حوالہ بالا سے جواز کی گنجائش نکلتی ہے لیکن بدعات سے احتراز کیا جائے جیسا کہ کرایہ دار قاریوں کو قبر پر تلاوت کے لئے بٹھلانا جائز نہیں۔ خیر الفتاویٰ ۱/۵۵۰)

غلاف کعبہ کو میت کے ساتھ قبر میں رکھنا:

مسئلہ: غلاف کعبہ پر حروف منقش ہوتے ہیں اس لئے اس کو قبر میں میت کے ساتھ رکھنا درست نہیں اور اگر حروف سے خالی ہو تب بھی ایک محترم چیز کو قبر میں دفن کر کے میت کی بدنی رطوبت میں ملوث ہونے کی صورت بہم پہنچانا اس کے احترام کے خلاف ہے۔ (کفایت المفتی ۴/۴۰)

قبر میں عہد نامہ رکھنا:

مسئلہ: قبر میں عہد نامہ رکھ کر میت کو دفن کرنا مکروہ ہے اس سے عہد نامے کی بے ادبی ہوتی ہے۔ (کفایت المفتی ۴/ ۴۸ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۴۲۷)

قبر میں قرآن پاک رکھنا:

سوال: ایک بزرگ کی قبر میں بوقت دفن کرنے کے ایک حمائل شریف اور مہر نقرئی ایک شخص نے رکھ دی ہے شرع شریف اس بارہ میں کیا ارشاد فرماتی ہے؟

جواب: قرآن شریف اور مہر نقرئی قبر سے نکالی جائے یہ فعل برا ہوا جس نے ایسا کیا برا کیا یہ فعل جائز نہ تھا۔ و کما اذ سقط فی القبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال و قالوا لو کان المال ددهما (شامی ۱/ ۸۳۹ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۴۴۱)

قبرستان میں جوتا پہن کر چلنے کا حکم:

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ قبرستان میں جوتا اتار کر چلے (مگر) جوتا پہن کر چلنے والے سے بھی جھگڑا نہ کیا جائے کیونکہ جواز کے درجہ میں آتا ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۱۱)

مسئلہ: ہاں جس جگہ پر قبر نہیں خالی جگہ ہے تو جوتے پہن کر چلنے میں کوئی حرج نہیں بلا کراہت جائز ہے۔ (عالمگیری ۱/ ۱۶۰ فتاویٰ رحیمیہ ۷/ ۶۴)

مسئلہ: قبرستان میں ننگے پاؤں چلنا مستحب ہے۔ (مظاہر حق جدید ۲/ ۱۹۲)

مسئلہ: قبر کے اوپر چلنا بے حرمتی ہے خواہ جوتا پہن کر ہو یا برہنہ پا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۷/ ۲۳۶)

قبر پر حفاظت کے لیے کانٹے رکھنا:

مسئلہ: کانٹے حفاظت کے لیے قبر کے اوپر رکھ دیئے جائیں تو مضائقہ نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۳۶۳)

قبر کھود کر صورت دیکھنا:

مسئلہ: قبر کھود کر دیکھنے کی اجازت نہیں ایسا کرنا حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۶/ ۴۷۶)

پختہ قبروں کو منہدم کرنا:

سوال: پہلے پکی قبریں جو بنی ہوئی ہیں ان کے لیے انہدام جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: انہدام جائز ہے پختہ قبریں گرا کر کچی قبر کا نشان باقی رکھا جائے لیکن اگر اس سے شورش پیدا ہو اور فتنہ برپا ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے۔ (فتاوئی محمود یہ ۱۴/۳۰۶)

مسئلہ: جہاں قبریں ہوں وہاں میت کو لے کر سب آدمی جمع ہو کر نہ جائیں۔ اسی طرح فن کرنے کے لیے آنے جانے کے قابل جگہ چھوڑ کر قبر بنائیں۔ (فتاوئی محمود یہ ۱۴/۳۰۶)

قبر کو ہموار کر کے راستہ بنانا:

مسئلہ: قبرستان کی خدمت کے لیے قبروں کو ہموار کر کے راستہ بنانے کی گنجائش ہے جبکہ قبر اتنی پرانی ہو کہ میت مٹی بن چکی ہو۔ (فتاوئی محمود یہ ۱۴/۳۰۶)

قربانی کی کھالوں کی رقم سے قبرستان کے لئے جگہ خریدنا:

مسئلہ: چرمہائے قربانی کے پیسے واجب التصدق ہیں اس کا مصرف فقراء اور مساکین ہیں قبرستان کے لئے جگہ خریدنا جائز نہیں ہے۔ (خیر الفتاوئی ۳/۲۲۳)

اہل میت دن سے پہلے کھانا کھا سکتے ہیں؟

سوال: عام لوگوں سے سنا ہے کہ اگر کسی گھر میں کوئی شخص فوت ہو جائے تو جب تک اسے دفن نہ کر لیا جائے اس وقت تک کھانا پینا جائز نہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ مسئلہ من گھڑت ہے شرعاً کھانا درست ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (خیر الفتاوئی ۳/ ۲۲۷)

قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا خلاف ادب ہے:

سوال: قبرستان میں جنازہ کو زمین پر رکھنے سے پہلے آدمیوں کا بیٹھنا کیسا ہے؟

جواب: ادب کے خلاف ہے جنازہ کو رکھنے کے بعد بیٹھنا چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۰۸)

قبروں کو روندنے کے بجائے دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے:

سوال: قبرستانوں میں اکثر قبریں ملی ملی ہوتی ہیں اور کسی مخصوص قبر تک پہنچنے کے لئے قبروں پر چلنا ناگزیر ہوتا ہے ایسے میں کیا کیا جائے؟

جواب: قبروں کو روندنا جائز نہیں پس بچ بچا کر اس قبر تک جا سکتا ہے تو چلا جائے ورنہ دور ہی سے فاتحہ پڑھ لے قبروں کو روندنے سے پرہیز کرے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۱۵)

شب برات میں قبروں پر چراغ اور اگربتی جلانا:

سوال: شب برات میں قبروں پر روشنی کرنا اور اگربتی جلانا کیسا ہے؟

جواب: رسم جہالت ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۲۳)

دس محرم کو قبروں کی لپائی کرنا:

سوال: دیکھنے میں آیا ہے کہ عشرہ محرم میں لوگ جوق در جوق قبرستان جاتے ہیں اور قبروں کی صرف ماہ محرم میں لپائی و صفائی اور درستی کرتے ہیں اور بعد میں مسور کی دال قبر پر بکھیرتے ہیں قرآن مجید قبرستان بھی ساتھ لے جاتے ہیں اور قبر پر بیٹھ کر تلاوت کرتے ہیں کیا قبرستان میں قرآن پاک لے جا کر پڑھنا صحیح ہے نیز عشرہ محرم میں مختلف قسم کی اشیاء مثلاً چاول، کھیر، حلیم وغیرہ پکا کر قبر پر لے جا کر تقسیم کرتے ہیں کیا یہ افعال عشرہ محرم میں جائز ہیں آگے پیچھے ان پر توجہ دینا ضروری نہیں۔ (۲) میت کے کفن پر سیاہی کے پانی سے کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت تحریر کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

جواب: قبروں کی لپائی بے حرمتی سے بچانے کے لئے امر مستحسن ہے لیکن عشرہ محرم کی تخصیص درست نہیں شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال پر کھانے وغیرہ میں توسیع شرعاً مطلوب ہے عام تقسیم میں اہل تشیع سے مشابہت ہے اس لئے احتراز کیا جائے قرآن کریم کی تلاوت قبرستان میں جائز ہے ہندیہ میں ہے قراءۃ القراٰن عند القبور عند محمد لا تکرہ و مشائخنا اخذ بقولہ ۱/۲۲۶۔ (۲) سیاہی وغیرہ سے لکھنا منع ہے میت کے چہرہ یا سینہ

پر سیاہی کے بغیر کلمہ لکھا جاسکتا ہے۔ (شامیہ ۱/ ۶۰۷) فقط واللہ اعلم۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۳۳۵)

قبر کی مٹی اور پتھر وغیرہ بدن پر ملنا:

مسئلہ: کسی بزرگ کی قبر کا مسح کرنا، چھونا، بوسہ لینا یا اس کی مٹی اور پتھر وغیرہ کو بدن پر ملنا یہ سب امور ناجائز اور بدعات قبیحہ ہیں اس طرح قبر کا طواف کرنا بھی حرام ہے اس لئے کہ طواف عبادت ہے جو بیت اللہ کے ساتھ خاص ہے ان سب امور سے تمام مسلمانوں کو بچنا ضروری ہے ایک مسلمان کو ایسے افعال بجالانا زیب نہیں دیتا قال العلامہ بدر الدین الحسینی قال الفقهاء الخر اسانیون لا یمسح القبر و لا یقبله و لا یمسه فان کل ذالك من عادة النصاری قال وما ذکر وه صحیح وقال الز عفرانی لا یستلم القبر بیده ولا یقبله قال وعلی هذا مضت السنة وما یفعله العوام الآن فهو من البدع المنکرة شرعا۔ (البنایه شرح الهدایه ۳/ ۵۴۰ فی آخر باب الجنائز) (فتاویٰ حقانیہ ۱/ ۱۸۷)

خالی قبر میں غلہ بھرنا:

سوال: میں نے کسی مولوی صاحب سے سنا ہے کہ اگر مرض سکتہ کی وجہ سے کوئی مردہ معلوم ہو اور اس کے لئے قبر کھودی جائے مردہ داخل بھی کر دیا گیا پھر وہ مردہ زندہ ہو گیا تو اس قبر میں گندم یا چنا بھر کر بند کر دیں قبر کو خالی بند کرنا گناہ ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: یہ بات غلط ہے کہ قبر کو خالی بند کرنا گناہ ہے کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں خالی ہی قبر کو بند کر دینا چاہیے غلہ وغیرہ اس میں بھر کر اسے بند کرنا اضاعت مال اور گناہ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۵۶)

میت کے ساتھ حلوہ پکا کر لے جانا:

سوال: بعض لوگوں کا اعتقاد ہے کہ مردہ کے ساتھ چند روٹیاں پکا کر ان پر شکر وغیرہ ڈال کر ساتھ لے جاتے ہیں اور بعض جگہ حلوہ پکا کر ساتھ لے جا کر قبر کھودنے والے کو خصوصا --- اور دوسروں کو کھلاتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ مردہ کو سورج کڑک مارتا اور غروب ہوتا ہوا نظر آتا ہے یہ روٹیاں مردے کے کان پر آجاتی ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حلوہ سے مردہ کی تکلیف رفع

ہوتی ہے اور بعض کا یہ ارادہ نہیں ہوتا کیا یہ اعتقاد صحیح ہے یا نہ؟
جواب: جاہلانہ خیال ہے اور بے اصل رسم ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۳۵)

دسویں محرم کو قبرستان جانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ محرم کی دسویں تاریخ کو مزارات اور قبور پر حاضر ہو کر زیارت قبور کرنا خوشبو وغیرہ سلگانا اور اس کو ذریعہ نجات سمجھنا اور اہل قبور سے استعانت طلب کرنا اور نہ کرنے والوں کو گنہگار تصور کرنا عند اللہ دین میں جو اس کی حقیقت ہے اس سے آگاہ فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔
جواب: بالعموم زیارت قبور اگر چہ مستحب ہے لیکن عاشورہ محرم کے دن کی خصوصیت اور اسی دن اجتماعی حیثیت سے رواج بنا کر قبروں پر جانا اور ان پر خوشبو سلگانا یا سبزی ڈالنا کسی حدیث میں ثابت نہیں اور نہ خیر القرون میں معمول رہا ہے اس لئے اس رواج کو ترک کرنا لازم ہے۔ نیز اس رسم کو ترک کرنے والوں کو گنہگار کہنا شرعاً ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۳)

قبرستان میں نماز جنازہ پڑھنا:

سوال: زید نے ایک مقبرہ عامہ سے ایک مخصوص قطعہ کو برائے اپنے اموات جدا کر لیا حالت یہ ہے کہ اس قطعہ مخصوصہ میں چند قبور موجود ہیں بعض شمالاً بعض غرباً تو نماز جنازہ اس مخصوص قطعہ میں صحیح ہے یا نہیں؟ قبر اور مصلی کے درمیان کوئی حائل بھی نہیں پھر میت کی چارپائی مصلی اور قبر کے درمیان سترہ ہو سکتا ہے یا نہیں اور اس حدیث صحیحہ کو جو کہ صحاح ستہ نے بطور نھی عن الصلوٰة فی المقبرہ نقل فرمایا ہے عام ہے یا مخصوص اگر نماز جنازہ اس سے مستثنیٰ ہو تو تخصیص کیا ہوگا؟
جواب: مقبرہ میں نماز پڑھنا جب کہ قبور بجانب قبلہ اور مصلی کے سامنے ہوں مکروہ ہے درمختار میں ہے وتکرہ فی اماکن کفوق کعبة وفی طریق ومزبلة ومجزرة ومقبرة الخ وقد عقد الحدیث العلامہ نجم الدین الطرسوسی فی منظومة الفوائد فقال نھی الرسول احمد عن البشر عن الصلوٰة فی بقاع تعتبر معاطن الجمال ثم مقبرة مزبلة طریق ثم مجزرة و فوق بیت اللہ والحمام والحمد للہ علی التمام (کتبہ

بسعود احمد) (جواب صحیح ہے) اور حدیث نهى عن الصلوة فى المقبرة عام ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل تعامل سلف ہے کہ نماز جنازہ قرون اولی سے لے کر ائمہ تک اور زمانہ بعد میں بھی مقابر میں پڑھنے کا دستور نہ تھا اور روایات فقیہہ بھی اس بارہ میں صریح ہیں کہ مقبرہ میں نماز مطلقاً ممنوع ہے۔

البتہ ایسی صورت میں کہ مقبرہ کی کسی جانب میں جگہ مقابر سے خالی ہو اور قبریں سامنے قبلہ (کی طرف) نہ ہوں یا اتنی دور ہوں کہ نماز کی حالت نظر خشوع ان پر نہ پڑے یا کوئی حائل مثل دیوار وغیرہ کے درمیان میں ہو تو پھر نماز مطلقاً خواہ جنازہ کی ہو یا فرائض الوقت میں سے جائز ہے لیکن جنازہ کی چارپائی کا سترہ کافی نہیں ہوتا۔ وذالك فى العالمگيريه وفى الحاوى وان كانت القبور ما وراء المصلى لا يكره فانه ان كان بينه بين القبر مالو كان فى الصلوة ويمر الانسان لا يكره فههنا ايضا لا يكره عالمگیری مصری فی کروہات الصلوۃ ۱۰۰-۱۲۰ وصرح بالجواز مع الحائط ونحوه فى الخلاصة والله تعالىٰ اعلم

کتبہ محمد شفیع غفرلہ (امداد المفتین ۸۷۹)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا فتویٰ:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی تحریر فرماتے ہیں میں نے ایک زمانہ میں اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا چنانچہ تتمہ جلد اول فتاویٰ امدادیہ ۴۹ پر وہ فتویٰ درج ہے اور اس جواز کی تقویت میں اس سے استدلال کیا گیا تھا کہ قبر خود نعش سے زیادہ نہیں اور نعش کے سامنے جائز ہے تو قبر کے سامنے بدرجہ اولی جائز ہے۔

لیکن ایک عزیز نے شرح جامع صغیر میں یہ حدیث دکھلائی نهى ان يصلى على الجنائز بين القبور (لمس عن انس) اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ فانها صلوة شرعية و الصلوة فى المقبرة مكروه لتنزيها اور یہ بھی کہا ہے کہ اسنادہ یہ اس باب میں صریح روایت ہے اور درایت محضہ پر روایت مقدم ہے لہٰذا اس فتویٰ سابقہ سے رجوع کرتا ہوں! گو نماز ادا ہو جائے گی مگر کراہت کا حکم دیا جائے گا جیسا کہ عزیزی کا قول اوپر نقل کیا گیا ہے۔

غور کرنے سے اس روایت کا جواب بھی ذہن میں آ گیا وہ یہ کہ فقہا نے نمازی کے سامنے شمع و سراج کے ہونے کو جائز فرمایا ہے اور انگارے کے سامنے ہونے کو مکروہ فرمایا ہے اور وجہ فرق کی یہ بیان کی ہے کہ لم یعبد هما احد المجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدة (درمختار و ردالمحتار) پس یہی فرق قبر اور نقش میں ہو سکتا ہے کہ قبر کی پرستش معتاد ہے نقش کی معتاد نہیں پس روایت کا شبہ بھی ساقط ہو گیا اور کراہت کا حکم محفوظ رہا خلاصہ یہ ہے کہ روایت و درایت میں تعارض نہیں اور اگر تعارض ہوتا تب بھی روایت پر عمل ہوتا۔

فرع: چونکہ میرے فتوئی سابقہ کو دیکھ کر مولانا محمد شفیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنے فتوے کراہت سے رجوع کر لیا تھا کما فی رسالۃ المفتی لسوال ۵۵۷ تحت عنوان اختیار الصواب مفصلا اس لئے اپنی تحقیق حال کی اطلاع ان کو بھی ظاہر کر دی ہے۔ اشرف علی ۲۲ ذیقعدہ ۵۷ ہجری (امداد المفتین ۸۸۲)

شجرہ بزرگان طریقت قبر میں رکھنا:

مسئلہ: شجرہ پیران کرام رکھنا قبر میں جائز نہیں اس واسطے کہ سوائے اکفان میت کے ساتھ کوئی چیز رکھنا جائز نہیں شامی جلد اول ۶۵۹ ولا یجوزان یوضع فیه مضرته۔ واللہ اعلم (عزیز الفتاوی ۳۲۶)

مزار کے قریب مسجد بنانا:

مسئلہ: مزار کے قریب مسجد کا ہونا اور محرابوں کا ہونا کچھ حرج نہیں۔ (عزیز الفتاوی ۳۲۷)

قبر سامنے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنا:

مسئلہ: قبر سامنے نمازی کے نہ ہو تو قبرستان میں نماز پڑھنے میں کچھ حرج نہیں۔ (عزیز الفتاوی ۳۲۷)

ہندؤں کے بت خانہ کے قریب قبرستان بنانا:

سوال: ایک جگہ جس کے متصل ہنود کا مسافر سرائے اور بت خانہ ہے ایسی جگہ مسلمانوں کو

قبرستان بنانا کیسا ہے؟

جواب: حسب ضرورت ایسی جگہ قبرستان بنانا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ اور کوئی حکم ممانعت کا نظر سے نہیں گزرا۔ (عزیز الفتاوی ۳۲۷)

قبروں پر ڈالے گئے غلافوں کو چوری کرنے پر حد سرقہ واجب نہیں:

مسئلہ: مالک ان اشیاء غلاف وغیرہ کا وہ ہے جس نے وہ غلاف وغیرہ ڈالا اور رکھا ہے ان اشیاء کو چرانا کسی کے لئے جائز نہیں لیکن ان اشیاء کی چوری سے حد سرقہ واجب نہیں ہوتی جیسے کہ درمختار میں ہے۔ و کذا لو سرقه من بیت فیه قبر او میت لنا وله بزیادۃ القبور الخ (عزیز الفتاوی ۳۲۹)

وقف قبرستان میں کسی کو دفن کرنے سے منع نہیں کیا جاسکتا:

مسئلہ: وقف قبرستان میں کسی کو دفن کرنے سے روکنا درست نہیں۔ (عزیز الفتاوی ۳۲۷)

دفن کے بعد مکان پر مخصوص فاتحہ:

سوال: میت کے دفن کے بعد اعزہ وغیرہ کا میت کے گھر پہنچ کر کھڑے ہو کر ہاتھ باندھ کر کھانے پر فاتحہ پڑھنا اور دوسروں کو بھی ہاتھ باندھنے پر مجبور کرنا اور جو نہ شریک ہو اس کو برا بھلا کہنا کیسا ہے؟

جواب: حامدا و مصلیا بالکل بے اصل ہے اور خلاف سنت ہے اس کو ترک کرنا لازم ہے اس میں شریک نہ ہونے والے کو برا کہنا معصیت ہے۔ فقط (فتاوی محمودیہ ۱۹۶/۱)

مخصوص قبرستان میں بلا اجازت دفن کرنا:

سوال: ایک زمین قبرستان کے نام سے ایک خاندان کے لئے نامزد ہے زمین مذکورہ میں خاندان موصوفہ کی متعین مدفون ہوں عوام الناس کو عام طریقہ پر اپنے مردے دفن کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ کرتے ہیں اگر کوئی شخص غیر متعلق اپنا مردہ بلا اجازت اشخاص خاندان موصوفہ قبرستان مذکورہ میں دفن کردے تو یہ جائز ہے یا ناجائز ہے اگر اجازت حاصل کرنی چاہئے

جملہ خاندان کے اشخاص کی ضرورت ہے یا صرف ایک دو شخصوں کی کافی ہے اگر صرف دو چار شخص اجازت دے دیں اور دیگر انکار کردیں تو اس اجازت پر عوض جائز ہے یا ناجائز ہے؟

جواب: حامدا ومصلیا اگر وہ زمین شرعی طریق پر وقف ہے تو وقف کی شرائط کے موافق عمل کرنا چاہیے اگر واقف کی طرف سے اجازت ہے تو دفن کرنا درست ہے اگر غیر متعلق اشخاص کے دفن کرنے کی ممانعت ہے تو دفن کرنا ناجائز ہے۔ شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله ان يجعل ماله حيث يشاء مالم يكن معصية وله ان يخص صنفا من الفقراء ولو كان في كلهم قربة رد المختار ۲/ ۵۸۵ اگر وقف نامہ موجود نہیں نہ شرائط وقف کا علم ہے اور عمل پہلے سے یہ ہے کہ غیر متعلق اشخاص کو اس میں دفن کرنے سے روکا جاتا ہے تو اس میں دفن نہیں کرنا چاہیے اگر وہ وقف نہیں بلکہ مملوک ہے تو مالک کی اجازت سے دفن کرنا چاہیے بلا اجازت مالک کی دفن کرنا ناجائز ہے جو جو اس کے مالک ہیں مشترک اور مقسوم ہونے کی وجہ سے سب کی اجازت ضروری ہے اگر تمام نے کسی ایک کو اس میں تصرفات اور اجازت اور ممانعت دفن کے لئے اپنا وکیل بنا دیا ہے تو اس ایک دو کی اجازت کافی ہے بلا اجازت دفن کی صورت میں مالک کو اختیار ہوگا کہ میت کو قبر سے باہر نکال دے یا قبر کو برابر کردے۔

واذا دفن الميت في ارض غيره بغير اذن مالكها فالمالك بالخيار ان شاء امر باخراج الميت وان شاء سوى الارض وزرع فيها كذا في التجنيس (فتاوى عالمگيرى ۱/ ۱۶۴ فتاوى محموديه ۱۵/ ۵۱۵)

قبرستان میں پڑے ہوئے پتھروں کو چہار دیواری میں استعمال کرنا:

مسئلہ: قبرستان میں اینٹوں کا انبار ہے جن کا مالک کوئی نہیں اس کا احاطہ حفاظت کے لئے بنانا ہے تو ان اینٹوں کو اس کی چہار دیواری بنانے میں خرچ کرنا شرعاً درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۳۹۱)

قبر میں گرے ہوئے نوٹ وغیرہ کو نکالنا:

مسئلہ: نوٹ وغیرہ جو چیز قبر میں غلطی سے رہ گئی ہو اس کو احتیاط سے نکالنے کی اجازت ہے میت کو ہرگز نہ ہلائیں نہ اس کا کفن کھول کر دیکھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۰۱)

دفن کے وقت جھاڑ کی لکڑی قبر میں رکھنا:

سوال: بعض جگہ دیہات میں قبر کے اندر تقریباً ایک بالشت لمبی جھاڑ کی لکڑی رکھتے ہیں جس کی وجہ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ میت مسواک کرے گی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کی وجہ سے مردہ پر عذاب کم ہوگا یہ لکڑی رکھنا کیسا ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً بے اصل ہے غلط ہے نہیں رکھنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۰۳)

مسجد کی بنیاد کھودتے وقت میت کی ہڈیاں ظاہر ہو جائیں تو؟

سوال: ایک قبرستان میں ایک بہت پرانی مسجد تھی اس مسجد کو منہدم ہوئے بہت زمانہ ہوا لیکن اس کے کچھ منہدم نشانات باقی تھے انہیں نشانات کو مدنظر رکھتے ہوئے لوگوں نے نئی مسجد کی بنیاد ڈالی ہے لیکن بنیاد کے کھودتے وقت کچھ ہڈیاں بھی ملیں، بنیاد کافی بلند ہو چکی ہے مگر گمان یہ ہے کہ قبریں بھی اس میں پڑ گئی ہیں دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ اس میں نماز عید یا اور کوئی نماز کس طرح درست ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً وہاں مدت دراز سے مردے دفن نہیں ہوئے اور قبر کے نشانات بھی باقی نہیں تو وہاں نماز عید یا کوئی نماز ممنوع نہیں اگرچہ نیو کھودنے میں کچھ ہڈیاں بھی ظاہر ہو گئیں ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ بعض میت کی ہڈیاں برسہا برس کے بعد کھودتے وقت ظاہر ہو جاتی ہیں مگر ان کی وجہ سے اس تمام زمین میں نماز کی ممانعت کا حکم نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۰۸)

کسی کی کھودی ہوئی قبر میں کسی اور کو دفن کرنا:

مسئلہ: اگر موقوفہ قبرستان میں کسی نے اپنے لئے پہلے سے قبر کھود رکھی ہو اور اس کے علاوہ بھی قبر

کے لیے جگہ موجود ہو تو اس قبر میں دوسرا مردہ دفن کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۲۰/۳۱۹)

قبر کی زمین کی قیمت کس مال سے دی جائے:

سوال: میت کے بعض ورثاء عام قبرستان میں دفنانا چاہتے ہیں اور بعض ورثاء قبر کے لیے زمین خرید کر اس میں دفنانا چاہتے ہیں زمین کی قیمت میت کے مال سے دی جائے یا ورثاء ادا کریں؟

جواب: یہ خرچ تجہیز وتکفین میں شامل ہے لہٰذا میت کے مال سے ادا کر سکتے ہیں مفید الوارثین میں ہے وارثوں کے لیے ضروری نہیں کہ میت کو کسی عام قبرستان اور گورغریباں میں دفن کریں بلکہ اگر چاہیں تو بمقدار قبر زمین خرید کر اس میں دفن کریں کوئی وارث یا قرض خواہ اس سے مانع نہیں ہو سکتا ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے عام قبرستان میں دفن کریں تو جائز ہے۔ لیکن اگر میت عورت ہو اور اس کا شوہر بھی ہو تو تجہیز وتکفین کے خرچ کا وہ ذمہ دار ہے لہٰذا عورت کے ترکہ میں سے خرچ نہیں لیا جا سکتا شوہر حسب مرضی وحیثیت تجہیز وتکفین کا کام انجام دے اگر شوہر نہ ہو یا انکار کرے تو عورت کے ترکہ میں سے تجہیز وتکفین کا خرچ لیا جا سکتا ہے۔ (فتاوی رحیمیہ ۹/ ۲۵۶)

اپنے رشتہ داروں کے قریب دفن کرنا:

سوال: اپنے رشتہ داروں کے قبروں کے قریب دفن کرنے اور دور کے کسی اجنبی قبرستان میں دفن کرنے میں کوئی کسی قسم کا فرق پڑتا ہے؟

جواب: فرق تو پڑتا ہے وہ یہ کہ رشتہ داروں سے جوانس ہوتا ہے وہ بلا کسی وجہ کے غیروں سے نہیں ہوتا۔ (فتاوی محمودیہ ۲۰/۳۲۲)

مسلمانوں کے قبرستان میں غیر مسلموں کو دفن کرنا:

سوال: کیا فرماتے علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک کافر ہندو کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے وہ کافر ہندو جو میت کو جلاتے ہیں اور بعض ان میں سے دفن بھی کرتے ہیں وہ کافر ہندو جو بغیر ذبح کرنے کے مردار جانور کھاتے ہیں اور بعض کافر ان کے ہاتھ سے روٹی اور

پانی کو نہیں لیتے اس کافر ہندو کا مسلمان کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں اگر جائز نہیں تو اس کافر ہندو مدفون کو نکال سکتے ہیں یا نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان کی حدود سے کتنا دور دفن کیا جاسکتا ہے دلائل سے واضح فرمادیں۔

جواب: غیر مسلم میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا درست نہیں اگر دفن کیا گیا ہوتو اس کا نکالنا درست ہے صورت مسئلہ میں چونکہ میت گل سڑ گئی ہے تو اس تکلیف اور اختلاف سے بچنے کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ بجائے نکالنے کے قبر کے نشان کو مٹا کر زمین سے ہموار کر دیا جائے اور آئندہ کے لئے کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیں۔ (فتاوی مفتی محمود ۹۴/۳)

کافر کی تعزیت جائز ہے مگر اس کی قبر پر جانا ناجائز ہے:

سوال: ہمارے ہاں ایک مرزائی فوت ہو گیا لوگ اس کے جنازہ میں شریک ہوئے اس کے گھر تعزیت کے لئے گئے اور قبرستان بھی ساتھ گئے ان کا یہ عمل کیسا ہے؟

جواب: کافر کی صرف تعزیت جائز ہے اس کا جنازہ پڑھنا یا اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا ناجائز ہے ایسے ہی اس کی قبر پر جانا بھی جائز نہیں جن لوگوں نے ایسا کیا ہے وہ مجمع عام کے سامنے سخت شرمندگی کے ساتھ اللہ سے توبہ کریں۔ وفی النوادر جار یهودی او مجوسی مات ابن له او قریب ینبغی ان یعزیه ویقول اخلف الله علیك خیر امنك واصلحك و کان معناه اصلحك الله بالسلام یعنی رزقك الاسلام ورزقك ولدا مسلما کفایة (شامی ۵/ ۲۸۸ عالمگیری ۵/ ۳۸۴ خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۲۵)

مرزائیوں قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا:

سوال: کیا مرزائی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاسکتا ہے؟

جواب: آنحضرت ﷺ کے دور سے لے کر آج تک تعامل مسلمین یہی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے قبرستان علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں اور تعامل امت حجت قطعیہ ہے لہٰذا مرزائی کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: قبرستان میں داخلہ کے وقت سلام سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفار کا دفن مسلمانوں کے قبرستان میں جائز نہیں وہ الفاظ یہ ہیں السلام علیکم دار قوم مومنین اضافت دار مومنین کی طرف علامت تخصیص ہے اور یہ الفاظ حدیث میں وارد ہیں۔ (شامی ا/۸۴۴)

مسئلہ: اگر کوئی ذمیہ عورت مسلمانوں سے حاملہ ہو اور بحالت حمل اس کا انتقال ہو گیا تو فقہا فرماتے ہیں اس کو مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ دفن کیا جائے کیونکہ بچہ جب تک اس کے پیٹ میں ہے اس کا جز ہے کہ وہ کافر ہے لہٰذا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے یہ صراحت ہے اس بات کی کہ غیر مسلم کی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۴۱، شامی ا/۸۰۶)

غیر مسلموں کے قبرستان میں مسلمان کو دفن کرنا:

مسئلہ: مسلمان میت کو ایسے قبرستان میں جہاں ہندو سکھ عیسائی بھی مدفون ہوں اچھا نہیں ہے یعنی مکروہ ہے جب کہ دوسری جگہ علیحدہ دفن کرنے کی مل سکے اور اگر مجبوری ہو کہ سوائے قبرستان مذکور کے جو کہ مخلوط ہو اور کوئی جگہ دفن کی نہ ہو اور خالص مسلمان قبرستان وہاں نہ ہو تو یہ مجبوری ہے اسی قبرستان میں دفن کر دیا جائے اور نماز جنازہ پڑھنا بھی وہاں مکروہ ہے لیکن اگر وہاں کوئی جگہ صاف ہو کہ جہاں نشان قبور کے نہ ہوں اور آگے قبلہ کی طرف کوئی قبر نہ ہو تو نماز جنازہ وغیرہ وہاں درست ہے شامی میں ہے ولا باس بالصلوة فيها اذا كان فيها موضع اعد للصلوة و ليس فيه قبر ولا نجاسة كما في الخانيه ولا قبلة الى القبر (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۵۰۰)

گھر میں دفن کرنے کی وصیت درست نہیں:

سوال: ایک شخص مسمی مولوی محمد یار سائل اللہ وصیت کرتا ہے کہ مجھے میرے اپنے مکانوں میں جب میں مر جاؤں تو دفن کرنا گورستان میں مجھے نہ رکھنا اس کے بیٹے کہتے ہیں کہ یہاں قبر بنانے کی ضرورت نہیں ہے بچے ڈریں گے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے جہاں پہلے سے ہمارے مردے دفن ہوتے چلے آ رہے ہیں اور یہاں پر اردگرد بستی ہے عام گورستان نہیں

بن سکتا اور بدعت بھی شروع ہو جائے گی دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرعاً عام مسلمانوں کے گورستان میں دفن کردیں تو گنہگار تو نہیں ہوں گے؟

جواب: ایسی وصیت کرنا درست نہیں ہے اور اسے پورا کرنا بھی لازم نہیں عام قبرستان میں دفن کرنا مسنون ہے ولا ینبغی ان یدفن المیت فی الدار ولو کان صغیرا لا ختصاص هذه السنة بالانبیاء (درمختار) ولا یدفن صغیر ولا کبیر فی البیت الذی مات فیه فان ذالك خاص بالانبیاء بل ینقل الی مقابر المسلمین (شامی ۱/۸۳۷ خیر الفتاویٰ ۱۶۳/۳)

ناپاک جگہ کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا:

مسئلہ: ناپاک جگہ پر کھڑے ہوکر نماز جنازہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے کمافی الدر المختار طهارة مكانه ای موضع قدمیه او احدهما ان رفع الاخری۔ (۱/۲۷۰ خیر الفتاویٰ ۲۶۳/۲)

بلا غسل دفن کردہ مردے کا حکم:

سوال: مردہ کو غسل وکفن دے کر دفنانا لازم وفرض ہے مگر کوئی وجہ یا موقع ایسا ہو کہ بے غسل وکفن ویسے ہی دبا دیا جاوے دفن کر دیا بعد اس کے علم ہونے کے اس کی نماز وغسل کفن کا کیا تدارک ہوگا آیا اس کو نکال کر غسل وکفن دے کر نماز پڑھی جائے اور دفن کریں یا نہ نکالا جائے اور نماز پڑھیں؟

جواب: فی رد المحتار اما لو دفن بلا غسل ولم يهل عليه التراب فانه يخرج ويغسل ويصلى عليه جوهره اس روایت سے معلوم ہوا کہ بے غسل وکفن اگر دفن ہوگیا تو نکالا نہ جائے ویسے ہی قبر پر نماز پڑھ لے۔ فقط واللہ اعلم (امداد الفتاویٰ ۱/۴۸۶)

اسقاط حمل کے احکام

(۱) حمل میں صرف گوشت کا ٹکڑا گرے:

مسئلہ: اگر حمل گر جائے اور اس کے ہاتھ پاؤں ناک منہ وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو اس کو غسل نہ دیا جائے نہ کفن دیا جائے نہ نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ باقاعدہ اس کو دفن کیا جائے بلکہ کسی

کپڑے میں لپٹ کر ویسے ہی گڑھا کھود کر زمین میں دبا دیا جائے اور اس کا نام بھی نہ رکھا جائے۔ (شامی ۸۰۹/۱)

(۲) حمل میں اگر کچھ اعضا بن گئے ہوں:

مسئلہ: اگر حمل گر جائے اور اس کے کچھ عضو بن گئے ہوں پورے اعضا نہ بنے ہوں تو اس کا نام رکھا جائے اور غسل بھی دیا جائے لیکن باقاعدہ کفن نہ دیا جائے بلکہ یونہی ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھی جائے بغیر نماز پڑھے یونہی دفن کیا جائے۔ (شامی ۸۳/۱، ۸۳۱)

(۳) مردہ پیدا ہونے والے بچے کا حکم:

مسئلہ: اسقاط حمل میں یا معمول کے مطابق ولادت میں مرا ہوا بچہ پیدا ہوا اور پیدائش کے وقت زندگی کی کوئی علامت اس میں موجود نہ ہو اگرچہ اعضا سب بن چکے ہوں تو ایسے بچہ کا وہی حکم ہے جو پچھلے مسئلہ میں بیان ہوا اس کو غسل بھی دیا جائے اور نام بھی رکھا جائے لیکن باقاعدہ کفن نہ دیا جائے اور نہ جنازہ کی نماز پڑھی جائے بلکہ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (شامی ۸۳۰/۱)

(۴) پیدائش کے شروع میں بچہ زندہ تھا پھر مر گیا:

مسئلہ: ولادت کے وقت بچہ کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو مردہ پیدا ہونے والے بچہ کا اوپر بیان ہوا کہ اس کو غسل دیا جائے نام رکھا جائے لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے اور بغیر نماز پڑھے یونہی دفن کر دیا جائے۔ (شامی ۸۲۹/۱، ۸۳۰)

(۵) بدن کا اکثر نکلنے تک بچہ زندہ تھا:

مسئلہ: ولادت کے وقت بدن کا اکثر حصہ نکلنے تک بچہ زندہ تھا اس کے بعد مر گیا اس کا حکم زندہ بچہ پیدا ہونے کی طرح ہے اس کو باقاعدہ غسل دیا جائے بہتر یہ ہے کہ لڑکا ہو تو مردوں کی طرح

لڑکی ہو تو عورتوں کی طرح کفن دیا جائے لیکن لڑکے کو صرف ایک اور لڑکی کو صرف دو کپڑے دینا بھی درست ہے اور اس کا نام بھی رکھا جائے اور جنازہ کی نماز پڑھ کر باقاعدہ دفن کیا جائے۔ (شامی بحوالہ احکام میت ۱۱۹)

(۶) جو لاشیں پھول گئی ہو:

مسئلہ: کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے یا تجہیز وتکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ ہاتھ لگانے کے بھی قابل نہ رہے یعنی غسل کے لئے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں لاشوں پر صرف پانی بہا دینا کافی ہے کیونکہ غسل میں ملنا وغیرہ ضروری نہیں اور پھر باقاعدہ کفنا کر نماز جنازہ کے بعد دفن کرنا چاہیے لیکن اگر نماز سے قبل لاش پھٹ جائے تو نماز پڑھے بغیر ہی دفن کر دیا جائے۔ (عالمگیری، بحرالرائق، امداد الاحکام، احکام میت ۱۲۱)

مسئلہ: جو لاشیں پھول کر پھٹ گئی ہو اس کی جنازہ کی نماز ساقط ہے اس کی نماز نہ پڑھی جائے۔ (بحرالرائق، امداد الاحکام، احکام میت ۱۲۱)

(۷) صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہو:

مسئلہ: جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا اور اس کی صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا تو اس ڈھانچہ کو غسل دینے کی ضرورت نہیں اس پر نماز جنازہ بھی نہ پڑھی جائے بلکہ ویسے ہی کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (امداد الاحکام ۱/۷۳۸)

جل کر مرنے والے کا حکم:

مسئلہ: جو شخص آگ یا بجلی وغیرہ سے جل کر مر جائے اسے باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کیا جائے اور اگر لاش پھول یا پھٹ گئی ہو تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔ (درمختار، بحر، امداد الاحکام، احکام میت ۱۲۱)

جل کر کوئلہ بن جانے والے کا حکم:

مسئلہ: جو شخص جل کر کوئلہ بن گیا یا بدن کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا تو اس کو غسل وکفن دینا اور نماز جنازہ پڑھنا کچھ بھی واجب نہیں یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہیے۔ عالمگیری و فتاوٰی دارالعلوم دیوبند ۳۴۵) مسئلہ اور اگر بدن کا اکثر حصہ جلنے سے محفوظ ہو اگر چہ سر کے بغیر ہو یا آدھا بدن مع سر کے محفوظ ہو یا پورا جسم جلا ہو مگر معمولی --- جلا ہو گوشت پوست اور ہڈیاں --- سالم ہوں تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے۔ (عالمگیری و شامی ۱/۸۰۹)

دب کر یا گر کر مرنے والے کا حکم:

مسئلہ: جو شخص کسی دیوار یا عمارت کے نیچے دب کر مرے یا کسی بلند جگہ سے نیچے گر جانے یا فضائی حادثہ کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے اور بدن کا اکثر حصہ محفوظ ہو تو اس کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کرنا چاہیے لیکن اگر یہ حادثہ دشمن یا کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کی کارروائی سے ہوا ہو تو اس میں مرنے والوں پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔ (احکام میت ۱۲۲)

جو لاش کنویں یا ملبے سے نہ نکالی جا سکے:

مسئلہ: اگر کوئی شخص کنویں وغیرہ میں گر کر یا کسی عمارت وغیرہ کے ملبے میں دب کر مر گیا اور وہاں سے لاش نکالنا ممکن نہ ہو تو مجبوری کے باعث اس کا غسل وکفن معاف ہے اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے اس جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا اور اسی حالت میں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (شامی ۱/۸۲۷)

مسلم کافر خلط ملط لاشوں کا حکم:

مسئلہ: اگر کسی حادثہ میں مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو جائیں تو اگر مسلمان کسی بھی علامت (ختنہ وغیرہ) سے پہچانے جا سکیں تو ان کو الگ کر لیا جائے اور ان کا غسل نماز جنازہ اور

دفن وغیرہ سب کام مسلمانوں کی طرح کئے جائیں اور کافروں کی لاشوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو کافروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ (بہشتی گوہر شامی ۱/ ۸۰۵ عالمگیری ۱/ ۱۵۹) اور اگر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی طرح امتیاز نہ ہو سکے اور کسی علامت سے پتہ نہ چلے کہ کونسی لاشیں مسلمانوں کی اور کونسی کافروں کی ہیں تو اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

(۱) اگر مرنے والے مسلمان زیادہ ہوں:

مسئلہ: اگر مرنے والے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب لاشوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی سب کو باقاعدہ غسل وکفن دے کر نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے لیکن جنازہ کی نماز میں صرف مسلمانوں پر نماز پڑھنے کی نیت کی جائے کافروں پر نماز جنازہ کی نیت کرنا جائز نہیں۔ (شامی ۱/ ۸۰۵ عالمگیری ۱/ ۱۵۹)

(۲) اگر مرنے والے کافر زیادہ ہوں:

مسئلہ: اگر لاشیں کافروں کی زیادہ اور مسلمانوں کی کم ہوں تو سب لاشوں کو غسل وکفن دیا جائے اور ان پر نماز جنازہ بھی صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے اور اس کے بعد سب کو کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (شامی درمختار ۱/ ۸۰۵)

مسئلہ: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ یہ غسل وکفن مسلمانوں کی طرح باقاعدہ نہیں ہوگا۔ (بلکہ یونہی پانی سے لاشوں کو دھو کر ایک ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جائے۔ (عالمگیری ۱/ ۱۵۹)

اگر دونوں کی تعداد برابر ہو:

مسئلہ: اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں تعداد میں برابر ہوں تو سب کو غسل وکفن دے کر سب پر نماز صرف مسلمانوں کی نیت سے پڑھی جائے البتہ مقام دفن میں فقہاء کے تین قول ہیں (۱) سب کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ (۲) سب کو کافروں کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔ (۳) ان کے لئے کوئی الگ قبرستان بنا دیا جائے اس تیسرے قول پر احتیاط زیادہ ہے (مگر ان میں سے جس قول پر بھی عمل کیا جائے درست ہوگا۔ (شامی ۱/ ۸۰۵-۸۰۶)

اگر کسی مسلمان کی کافر بیوی حالت حمل میں مرجائے:

مسئلہ: اگر کسی مسلمان کی یہودی یا عیسائی بیوی حالت حمل میں مرجائے تو اگر حمل میں جان ہی نہ پڑی تھی تب تو عورت کو کافروں ہی کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر جان پڑ چکی تھی پھر مردہ ماں کے پیٹ میں بچہ بھی مرگیا تو اس صورت میں وہ چونکہ مسلمان کا بچہ تھا اور مسلمان ہی کے حکم میں ہونا چاہیے لیکن کافر ماں کے پیٹ میں ہونے کی وجہ سے ماں کے مقام دفن میں یہاں بھی فقہاء کرام کے وہی تین قول ہیں جو اوپر کے مسئلہ میں تین صورت میں ذکر کئے گئے۔ (۱) یہ کہ اس عورت کو بچہ کی رعایت کے پیش نظر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (۲) یہ کہ کافروں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (۳) یہ کہ اس عورت کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے نہ کافروں کے بلکہ کسی الگ جگہ دفن کر دیا جائے اس تیسرے قول میں زیادہ احتیاط ہے لیکن جو قول بھی اختیار کیا جائے۔

مسئلہ: قبر میں عورت کی پشت بہر حال قبلہ کی طرف کر دینی چاہیے کیونکہ پیٹ میں بچہ کا منہ ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے اس طرح بچہ کا منہ قبلہ کی طرف ہو جائے گا۔ (شامی در مختار ۱/ ۸۰۶،۸۰۵)

جو میت غسل یا نماز جنازہ کے بغیر دفن کی گئی ہو:

مسئلہ: اگر کسی مسلمان میت کو غلطی سے غسل دیئے بغیر یا نماز جنازہ پڑھے بغیر قبر میں رکھ دیا تو اگر مٹی ڈالنے سے پہلے یاد آ جائے تو میت کو باہر نکالا جائے پھر اگر غسل بھی نہیں دیا تھا تو غسل دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔

مسئلہ: اور اگر مٹی ڈالنے کے بعد یاد آئے تو غسل یا نماز کے لئے اب قبر کھولنا جائز نہیں اب حکم یہ ہے کہ جب تک گمان غالب یہ ہو کہ لاش پھٹی نہ ہوگی قبر ہی پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور قول راجح کے مطابق لاش پھٹنے کی کوئی خاص مدت مقرر نہیں کیونکہ موسم مقام اور میت کے موٹے دبلے ہونے پہ مدت مختلف ہوتی ہے۔

مسئلہ: اور اگر شک ہو کہ لاش پھٹی ہے یا نہیں؟ تو اس صورت میں بھی قبر پر نماز جنازہ نہ پڑھی

جائے۔ (شامی ۱/۸۲۷)

خودکشی کرنے والے کا حکم:

مسئلہ: جو شخص اپنے آپ کو غلطی یا جان بوجھ کر ہلاک کردے تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔ (شامی ۱/۸۱۵)

کسی کی لاش کے ٹکڑے دستیاب ہوئے:

مسئلہ: اگر کسی کی پوری لاش دستیاب نہ ہو جسم کے کچھ حصے دستیاب ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ (۱) صرف ہاتھ یا ٹانگ یا سر یا کمر یا اور کوئی عضو ملے تو اس پر غسل و کفن اور نماز جنازہ کچھ بھی نہیں بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر یونہی دفن کر دینا چاہیے۔

(شامی، بہشتی گوہر احکام میت ۱۲۷)

(۲) جسم کے چند متفرق اعضا مثلاً صرف دو ٹانگیں یا صرف دو ہاتھ یا صرف ایک ہاتھ اور ایک ٹانگ یا اسی طرح دیگر چند اعضا ملیں اور یہ متفرق اعضا مل کر میت کے پورے جسم کے آدھے حصے سے کم ہوں میت کا اکثر حصہ غائب ہو تو ان اعضا پر بھی غسل و کفن اور نماز جنازہ کچھ بھی نہیں بلکہ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

(شامی و بہشتی گوہر احکام میت ۱۲۷)

(۳) اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ مع سر کے ملے تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔ (شامی و بہشتی گوہر احکام میت ۱۲۷)

(۴) اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ مع سر کے ملے تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔ (شامی و بہشتی گوہر احکام میت ۱۲۷)

(۵) اگر میت کے جسم کا اکثر حصہ مل جائے اگرچہ بغیر سر کے ملے تو بھی باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے۔ (شامی و بہشتی گوہر احکام میت ۱۲۷)

دفن کے بعد باقی اعضا ملے:

مسئلہ: کسی میت کے جسم کا اکثر حصہ ملا اور باقی حصہ نہ ملا اور اکثر حصہ بدن پر نماز جنازہ پڑھ

کر دفن کر دیا اس کے بعد جسم کا باقی حصہ ملا تو اب اس باقی حصہ پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (عالمگیری وشامی/احکام میت ۱۲۸)

زندگی میں جسم سے الگ ہونے والے اعضا کا حکم:

مسئلہ: کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے یا آپریشن کے ذریعہ علیحدہ کر دیا جائے تو اس کا غسل وکفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (درمختار وفتاوی دارالعلوم دیوبند/احکام میت ۱۲۸)

قبر سے صحیح لاش برآمد ہو:

مسئلہ: اگر کوئی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے لاش باہر نکل آئے۔ مثلاً زلزلہ سے یا سیلاب وغیرہ سے یا کفن چور کی حرکت سے اور کفن اس پر نہ ہو تو اگر لاش پھٹ چکی ہے تو اب باقاعدہ کفن دینے کی ضرورت نہیں یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ (شامی ۱/۸۰۹)

باغی یا ڈاکو لڑائی میں قتل ہو جائیں یا دوسروں کو قتل کر دیں:

مسئلہ: اگر ڈاکو یا باغی لڑائی کے دوران قتل ہو جائیں تو ان کی اہانت اور دوسروں کی عبرت کے لئے حکم یہ ہے کہ ان کو غسل نہ دیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے بلکہ یونہی دفنا دیا جائے لیکن اگر لڑائی کے بعد قتل کئے گئے یا لڑائی کے بعد اپنی موت مر جائیں تو پھر ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی یہی حکم ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو قبائلی وطنی یا لسانی تعصب کے لئے لڑتے ہوئے مارے جائیں۔

مسئلہ: اور اگر ڈاکو یا باغی ڈاکہ زنی یا لڑائی کے دوران کسی کو قتل کر دیں تو وہ شہید ہے بغیر غسل وکفن کے صرف نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔ (درمختار وشامی ۱/۸۱۳/احکام میت ۱۱۸، ۱۲۹)

قبرستان میں کھیلنا:

سوال: عام قبرستان جس کی پکی قبریں برابر ہو گئیں ہوں ان میں کبڈی گیند کرکٹ وغیرہ کھیلنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً جو زمین مردے دفن کرنے کے لئے وقف ہو اس میں یہ سب کام منع ہیں چاہے قبریں ظاہر ہوں یا برابر ہوگئی ہوں لان شرط الواقف کنص الشارع۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۸۲)

جڑواں بچوں کو کس طرح دفن کیا جائے:

سوال: ایک شخص کے دو جڑواں بچے پیدا ہوئے دونوں کی کمر ملی ہوئی ہے ایک کا منہ مغرب کی طرف ہے اور دوسرے کا مشرق کی طرف اور دونوں کا انتقال ہوگیا اب دفن کس طرح کریں اگر ایک کا منہ قبلہ کی طرف کرتے ہیں تو دوسرے کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوتا اب کیا کریں؟

جواب: حامداً ومصلیاً اس مجبوری کی حالت میں دونوں کا منہ قبلہ کی طرف کرنا لازم نہیں بلکہ کیا ہی نہیں جاسکتا ایک ہی کا منہ رہے گا۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۷/۸۳)

زچہ بچہ دونوں مرجائیں تو کس طرح دفن کئے جائیں:

مسئلہ: تو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر مرگیا اور اس کی ماں بھی مرگئی تو دونوں کے جنازہ کی نماز ایک ساتھ پڑھنا درست ہے مگر دونوں کو الگ الگ دفن کرنا چاہیے بچہ کو ماں کی قبر میں دفن نہ کیا جائے اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تھا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی دفن اس کو بھی الگ کیا جائے ماں کے ساتھ نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۳۴)

نصف جلی ہوئی لاش کا حکم:

سوال: ایک گاؤں میں آگ لگی ایک لڑکی جل گئی اور ایسی جلی کہ ہاتھ سر اور پیروں تک کا پتہ نہ چلا اس کی نماز پڑھی جانی چاہیے یا نہیں نیز غسل وکفن بھی دیا جانا چاہیے تھا یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً اس کو نہ غسل دیا جائے گا نہ کفن پہنایا جائے گا نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے گا۔ (عالمگیری فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۳۵)

عورت کے محرم نہ ہوں تو غیر محرم قبر میں اتار سکتا ہے:

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ محرم قبر میں میت کو رکھنے کے لئے اترے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رکھنے

وقت کفن کا کچھ حصہ کھل جاتا ہے اور میت کے جسم پر ہاتھ لگ جاتا ہے اگر محرم نہ ہو تو پھر دوسرے اہل دیانت وتقویٰ اس کو قبر میں رکھیں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۳۴۳)

دفن کے بعد وصیت کردہ جگہ میں دفن کے لیے قبر کھودنا:

سوال: (۱) میت کا حق تدفین کس کو ہے اگر وارث حق تدفین کو استعمال کرتے ہوئے ایک جگہ دفن کردیں تو دوسرے متعلقین کو اس کے خلاف کارروائی کا جواز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر میت کسی جگہ دفن کی وصیت کر گئے ہوں تو مستحق تدفین کو اس پر عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ (۳) اگر خلاف وصیت میت تدفین عمل میں آچکی ہو تو موافق وصیت اس میت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: (۱) میت کی تجہیز وتکفین کا حکم ولی اقرب کو حاصل ہے جیسا کہ حوالہ ذیل سے ظاہر ہے نماز جنازہ میں حق تقدم کس شخص کو حاصل ہے اس ضمن میں صاحب بحر لکھتے ہیں کہ (ثم الولی) لانه اقرب الناس اليه والولاية له لافي الحقيقة كما في غسله وتكفينه وانما يقدم السلطان عليه اذا حضر كيلا يكون ازدراء به (۲/۱۹۳) وفي الدر المختار ويغسل المسلم ويكفن ويدفن قريبه (شامی ۱/۸۳۲) اس جزئیہ سے بھی مسئلہ ہٰذا کی تائید ہوتی ہے گو یہ غیر مسلم میت کے بارہ میں ہے۔

(۲) وارث کے لئے ایسی وصیت پر عمل کرنا لازم نہیں قال في الدر المختار ۱/ ۸۴۴ مع الشامیه والفتوی علی بطلان الوصیه بغسله والصلوة علیه عزاه في الهندیه الی المضمرات ای لو اوصی بان یصلی علیه غیر من له حق التقدم او بان یغسله فلان لا یلزم تنفیذ وصیة ولا یبطل حق الولی بذالك وكذا تبطل لو اوصی بان یكفن في ثوب كذا او یدفن في موضع كذا كما عزاه الی المحیط۔

(۳) دفن ہو جانے کے بعد عمل بالوصیت کی غرض سے قبر کو کھولنا ہرگز ہرگز جائز نہیں جیسا کہ اگر کسی میت کو بلاغسل ونماز کے دفن کر دیا گیا ہو تو نبش جائز نہیں كما اذا دفن بلا غسل او صلاة او وضع غلطي غير يمينه او الى غير القبلة فانه لا ينبش عليه بعد اهالة۔

التراب كما هو۔ (الشامیہ ۱/۸۳۹ خیر الفتاویٰ ۳/۱۸۰)

قبر میں پیسے رہ جائیں تو قبر اکھاڑنے کا حکم:

سوال: ملک اللہ دتہ کا لڑکا محمد اکرم فوت ہو گیا دفن کرتے ہوئے ملک اللہ دتہ کے تقریباً ساڑھے چار ہزار قبر میں رہ گئے اور یقیناً علم ہے کہ قبر میں رہے ہیں کیا اس عذر کے لئے قبر کھودنا جائز ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں قبر اکھاڑ کر رقم نکالی جا سکتی ہے قوله و لا ينبش بوجه اليها الخ ولو بقى فيه متاع الانسان فلا باس بالنبش (شامی ۱/۶۲۶ خیر الفتاویٰ ۳/۱۶۳)

ورثاء کی مرضی کے خلاف دفن کردہ میت کی لاش کو نکال کر منتقل کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین و حامیان شرع متعلقین اس مسئلہ میں کہ زید متوفی کا دوسرے موضع میں انتقال ہوا وارث کے پہنچنے سے پہلے غسل دیا گیا وارث نے ظاہر کیا کہ میت اپنے شہر لے جاؤں گا اس موضع میں تم راضی نہیں باشندگان موضع مذکور نے بغیر قبر کندنی کے ہموار زمین صندوقچہ میں میت کو رکھ کر جبراً بلا مرضی وارث کے گرد اینٹیں لگا دی اور نمونہ قبر بنا دیا اب دعویٰ فریقین کا عدالت میں دائر ہے عدالت سے حکم ملا ہے کہ فیصلہ شریعت پر کیا جائے بینوا توجروا۔

جواب: شریعت کے موافق لے جانا اس میت کو اب دوسری جگہ درست نہیں اور یہ طریقہ دفن کا اگر چہ خلاف سنت ہے کہ بغیر قبر کھودنے کے صندوق میں رکھ کر قبر بنائی جائے لیکن لیکن جب کہ قبر بنا دی گئی تو اب اس کو نہ کھولا جائے اور میت کو اس میں سے نہ نکالا جائے۔ شامی ۶۰۲ جلد اول باب للصلاۃ جنازہ میں ہے واتفقت كلمة المشائخ فى امرأة دفن ابنها وهى غائبة فى غير بلدها فلم تصبروا ارادت نقله على انه لا يسعها ذالك المتاخرين لا يلتفت اليه واما نقل يعقوب ويوسف عليهما السلام من المصر الى الشام ليكونا مع ابائهما الكرام فهو بشرع من قبلنا ولم يتوفر فيه شروط كونه شرعا لنا انتهى ملخصاً۔ والله سبحانه و تعالىٰ اعلم (عزیز الفتاوی ۳۴۲)

مرتد کو کیسے دفن کیا جائے:

سوال: مرتد جب قتل کیا جائے تو اس کو کیسے دفن کیا جائے؟
جواب: گڑھا کھود کر کتے کی طرح اس میں پھینک دیا جائے اذا قتل المرتد بحفیر حفیرة ویلقی فیها کالکلب (مجموعۃ الفتاوی ۱/۳۲۷ خیر الفتاوی ۳/۲۸۶)

قبرستان کی نا قابل استعمال زمین بیچ کر قبرستان کیلئے متبادل جگہ خریدنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک قبرستان جو کہ آبادی میں گھر چکا ہے جس کی حفاظت کی کوئی صورت نہیں اس کا تھوڑا سا رقبہ تقریباً کنال کے قریب باقی ہے جہاں پر کوئی قبر وغیرہ نہیں ہے اور سیم زدہ ہے اور گڑھے وغیرہ ہیں لوگ وہاں پاخانہ پیشاب کرتے ہیں اور جہاں پر قبریں ہیں وہ بھی سیم کی وجہ سے بیٹھتی جارہی ہے اور بازار کے بالکل متصل ہے باقی ماندہ رقبے کو فروخت کر کے اس کے متبادل پانچ ایکڑ رقبہ ملتا ہے وہ لیا جا سکتا ہے یا نہیں اور اس کی باقی رقم سے اس کی چار دیواری بھی بنائی جا سکتی ہے اور واقف نے استبدال وغیرہ کی کوئی شرط وغیرہ نہیں لگائی اور اہل محلہ بھی اس پر متفق ہیں کہ اس رقبے کو فروخت کر کے متبادل رقبہ خریدا جائے۔ بینوا توجروا۔

جواب: مقامی سطح پر معتمد علیہ علماء اور قبرستان کی انتظامی کمیٹی پوری تحقیق کرے اگر واقعتہً یہ جگہ کسی بھی صورت میں قبروں کے لئے استعمال میں نہیں لائی جا سکتی اور لوگوں نے یہاں مردے دفن کرنا چھوڑ دیئے ہیں اور لوگ اس کا ناجائز استعمال کرتے ہیں یا کسی کے قبضہ کرنے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں ضائع ہو جانے سے بچانے کے لئے اس کو فروخت کر کے اس کی رقم سے قبرستان کے لئے مناسب زمین خریدنا جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۱۳)

قبرستان کا بیچنا جائز نہیں ہے:

مسئلہ: موقوفہ قبرستان عامۃ المسلمین کے لئے وقف ہوتا ہے اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا اس کی خرید و فروخت شرعاً بالکل ناجائز ہے ہدایہ میں ہے واذا تم الوقف لم یجز بیعه ولا تملیکه (خیر الفتاویٰ ۳/۳۲۱ فتاویٰ رشیدیہ ۵۳۵)

مسئلہ: اگر قبرستان میں پرانے درخت ہوں تو ان کو بیچ کر ان کی قیمت قبرستان پر خرچ کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ: قبرستان کی گھاس کو صفائی کی نیت سے اکھاڑا جا سکتا ہے۔

مسئلہ: اگر بکنے کے قابل ہوں تو بیچ کر اس کی قیمت قبرستان پر لگائی جائے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۱۲ عالمگیری ۲/۳۲۵)

قبرستان کی زائد آمدنی دوسرے قبرستان پر خرچ کرنا:

مسئلہ: قبرستان کی آمدنی مسجد پر صرف کرنا جائز نہیں البتہ دوسرے قبرستان پر جو اس کے قریب ہو اس کی آمدنی خرچ کرنا جائز ہے جبکہ اس کے لئے رقم کی ضرورت ہو۔ (شامی ۳/۴۰۷، خیر الفتاویٰ ۳/۲۰۷)

قبرستان کی جگہ مسجد کے صحن میں شامل کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بستی موہڈیاں والی سے ملحق قبرستان واقع ہے قبرستان کا رقبہ ایک شخص نے کافی عرصہ سے وقف کیا ہوا ہے بستی کے جانب شمال تھوڑا سا رقبہ ایک شخص نذیر خان پٹھان نے برائے مسجد وقف کیا ہے جس پر ایک کوٹھہ برائے مسجد بنایا گیا ہے کوٹھہ کے آگے صرف چند فٹ جگہ بقایا رہتی ہے جو کہ مسجد کے لئے صحن بنایا گیا ہے چونکہ مسجد کے صحن کی جگہ بہت تنگ تھی اور مسجد کے صحن کے لئے کچھ رقبہ درکار تھا چنانچہ مولوی صاحب نے قبرستان کے رقبے کا کچھ حصہ ملا کر صحن مسجد بنا دیا ہے اور اس کے گرد چار دیواری بنا دی ہے اہل محلہ نے اس پر اعتراض کیا کہ اس صحن مسجد میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ جناب اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں کہ آیا اس جگہ پر نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: وفی الشامیہ ۴/ ۳۶۴ علی انهم صرحوا بان مراعاة غرض الواقفین واجبة وفی الدار ۳/۴۵۶ شرط الواقف کنص الشارع عبارت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اس جگہ میں جب کہ میت دفن کرنے کی صلاحیت موجود ہے تو واقف (وقف کرنے والے) کی غرض کے مطابق اس کو قبرستان کے لئے استعمال کرنا ضروری ہے مسجد کو اس جگہ میں بڑھانا

جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۳)

مسجد کی توسیع کے لئے قبر کو ہموار کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ ایک مسجد میں پرانی قبر موجود ہے اگر اس کو مسجد کی توسیع کی خاطر ہموار کر کے مسجد میں شامل کر دیا جائے اور لوگ اس پر نماز پڑھیں تو کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مشرق کی طرف قبر کے متصل دیوار کھڑی کی جائے تا کہ نماز پڑھنے والے کے روبرو قبر نہ ہو مسمار کرنا درست نہیں ہے اس طرح قبر کے سرہانے اور پائینے کی طرف بھی دیوار بنائی جائے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۳)

قبرستان کی زمین پر ذاتی رہائش کے لئے مکان بنانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین دریں مسئلہ کہ ایک جگہ اراضی قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہے جس میں کثیر تعداد میں قبور موجود ہیں بعض لوگ قبور کو گرا کر بھی اس جگہ مکان تعمیر کر لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نا جائز؟

جواب: جملہ کتب معتبرہ میں وضاحت ہے کہ شرط واقف اور جہت وقف کے خلاف کرنا جائز نہیں شرط الواقف کنص الشارع صورت مسئولہ میں اگر یہ اراضی قبرستان کے لئے وقف ہے اور لوگوں نے اس میں اموات کو دفن کرنا ترک نہیں کیا تو قبرستان کے لئے وقف شدہ زمین پر ذاتی رہائش کے لئے مکانات تعمیر کرنا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۱۷)

قبرستان میں مسجد بنانے کا حکم:

مسئلہ: جو قبرستان وقف قبور کے واسطے ہوا ہو اس میں مکان یا مسجد بنانا درست نہیں کہ وہ سب زمین قبور کے واسطے وقف ہوتی ہے خلاف شرط واقف کے کوئی تصرف درست نہیں۔ کذا فی العالمگیری فقط واللہ اعلم۔ (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۱۷)

وقف قبرستان کا حکم:

مسئلہ: گورستان جب وقف ہوا ہر عام اس میں مردہ کو دفن کرسکتا ہے۔ (فتاوٰی رشیدیہ ۵۳۵)

صحن مسجد میں قدیم قبروں پر مسجد کے لئے حوض وغیرہ بنانے کا حکم:

سوال: قبور کہ مرور دھور سے ہموار ہوگئی ہوں اور صحن مسجد میں واقع ہوں ان پر حوض یا دوسری شئے مصالح مسجد کے واسطے بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر قبرستان وقف ہے تو یہ امر درست نہیں اور جو ایسا ہی دفن واقع ہوا تھا اور استخوان مردگان (مردوں کی ہڈیاں) معدوم ہوگئیں تو درست ہے اور فرش مسجد میں ادخال ایسی زمین کا بعد ہمواری زمین کے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاوٰی رشیدیہ ۵۴۱)

قبر کی زمین خریدنے کے بعد کس کی ہوگی:

سوال: اگر مملوکہ قبرستان میں مالک نے قیمت قدر زمین قبر ورثا میت سے لے لی پھر دوبارہ سہ بارہ بعد منہدم ہونے قبر کے یا بحالت موجودگی یا عدم موجودگی وارثان میت وما لک زمین خود منہدم کر کے قیمت لے لے تو یہ بیع حلال ہوگی یا نہیں؟

جواب: جب مالک زمین نے قدر قبر زمین کی قیمت لی تو اب وہ زمین ملک ورثہ میت کی ہو جائے گی پھر مالک کو بیع کرنا حلال نہ ہوگا مگر باذن ورثہ میت کے۔ فقط واللہ اعلم (فتاوٰی رشیدیہ ۴۹۲)

قبرستان کی خالی جگہ کو وضو وغیرہ کے لئے استعمال کرنے کا حکم:

مسئلہ: مسئلہ جو جگہ قبرستان کے لئے وقف ہو چکی ہو اسے مسجد نہیں بنا سکتے البتہ بوقت ضرورت خالی ہونے کی صورت میں اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں ایسے ہی طہارت کے لئے بھی استعمال ہو سکتے ہیں مگر رہے گی قبرستان ہی کی جگہ۔ (خیر الفتاوٰی ۳/۲۱۷)

حدودِ مسجد میں میت کو دفن کرنے کا حکم:

سوال: میت کو مسجد میں دفن کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حدودِ مسجد جو وقف ہو اس میں قبر بنانا جائز نہیں ہے وہ جگہ تا قیامت مسجد کے لئے ہی وقف رہے گی وشرط الواقف کنص الشارع (شامی جلد ۳، خیر الفتاویٰ ۲۴۶)

اگر قبر احاطہ مسجد میں آ جائے تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: ایک قبر دوران توسیع احاطہ مسجد میں آ گئی ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ قبر مسجد کی زمین میں ہے اور کافی پرانی ہے تو اس کو ہموار کر دیا جائے اور اس کے اوپر نماز پڑھنا بلا کراہت جائز ہے وقال الذیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعه والبناء علیه۔ (شامی ۱/۸۳۵، خیر الفتاویٰ ۳/۲۵۱)

مسجد کی توسیع کے لئے قبرستان کی جگہ شامل کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد کے کنارہ ایک مسلمان کی قبر موجود ہے اور مسجد کے تنگ ہونے کی وجہ سے مسجد کو فراخ کرنے کی ضرورت درپیش ہے تو مسجد کو وسیع کرنے کے لئے اس قبر کو مسمار کر کے زمین کے ساتھ ملا دینا جائز ہے یا کہ اس قبر کو برقرار رکھا جائے اور اس کے اردگرد چار دیواری قائم کی جائے۔

جواب: اگر قبر والی زمین قبرستان کے لئے وقف ہے تو پھر اس کو سوائے مردوں کے دفنانے کے دوسری غرض کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اسے مسجد میں شامل کرنا جائز ہے اور اگر یہ زمین کسی کی مملوک ہے وقف نہیں تو مالک کی مرضی سے یا ویسے ارض موات ہے کسی کی مملوک نہیں تو اگر گمان غالب ہو کہ میت مدفون مٹی بن گیا ہوگا تو قبر کو مسمار کر کے مسجد کی سطح کے ساتھ برابر کر کے مسجد میں شامل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں تا کہ اس کے اوپر چلنے پھرنے سے اس کی بے حرمتی نہ ہو وہاں اردگرد چار دیواری دے کر مسجد میں شامل کر سکیں گے۔

(فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۱۶)

مسجد کی توسیع کے لئے مملوکہ قبرستان کی جگہ کے استعمال کا حکم:

مسئلہ: اگر قبرستان کسی کا مملوک ہے اور اس میں قبور مٹ چکی ہوں اور اتنا زمانہ گزر گیا ہو کر یہ یقین ہو جائے کہ اہل قبور کی ہڈیاں مٹ گئی ہوں گی تو مالک کی اجازت سے اس جگہ مسجد بنانا جائز ہے۔ کما فی الشامیه عن الذیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیره وزرعه والبناء علیه ومقتضاه جواز المشی فوقه۔ (شامی ۱/ ۶۵۸) ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ مفتی محمود ۳/ ۱۳۵)

رات کے وقت دفن کرنا:

سوال: رات کو جنازہ دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ایک مولوی کہتا ہے کہ جائز نہیں اپنی دلیل میں یہ حدیث پیش کرتا ہے لا تدفنوا موتاکم باللیل الا ان تضطروا ابن ماجه " باب ماجاء فی الاوقات التی لا یصلی فیها علی المیت و لا یدفن تو کیا اس مولوی کا کہنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: رات میں دفن کرنا بلا شبہ جائز ہے قال فی العلائیه لا یکره الدفن لیلا (ردالمختار ۱/ ۸۳۷) وقال النوویؒ قال جماهیر العلماء من السلف والخلف لا یکره (الدفن لیلا) واستدلوا بان ابابکر الصدیقؓ وجماعة من السلف دفنوا لیلا من غیر انکار و بحدیثه المراة السوداء والرجل الذی کان یقم المسجد فتوفی باللیل فدفنوه لیلا (۱۵' نووی علی صحیح المسلم ۱/ ۳۰۶) وروی الترمذیؒ عن ابن عباسؓ ان النبی صلی الله علیه وسلم دخل قبرا لیلا فاسرج له السراج فاخذه من قبل القبلة وقال رحمك الله ان کنت لا واها تلاء للقران۔ (ترمذی ۱/ ۱۷۱) وروی ابن ماجهؒ ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ادخل رجلا قبره لیلا واسرج فی قبره (ابن ماجه ۱۰۹) وفی جمع الفوائد عن القزوینی انه دفن صلی الله علیه وسلم وسط اللیل من لیلة الاربعا روایات بالا کے علاوہ کراہت تاخیر جنازہ کی روایات بھی جواز دفن باللیل پر دلیل ہیں اس لئے محدثین نے روایات نہی کے مختلف جوابات دیئے

ہیں۔

(۱) اس روایت میں ابراہیم بن یزید ضعیف ہے مگر یہ جواب اس لئے کافی نہیں کہ نہی کے متعلق صحیح مسلم میں بھی ایک حدیث ہے عن جابر بن عبداللہؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب یوما فذکر رجلا من اصحابہ قبض فکفن فی کفن غیر طائل وقبر لیلا فزجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یقبر الرجل باللیل حتی یصلی علیہ الا ان یضطر انسان الی ذالک وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ (صحیح مسلم ۱/ ۳۰۶) صحیح مسلم کی اس روایت میں چونکہ زیادہ تفصیل ہے اس لئے ابن ماجہ کی روایت کو اگر صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اسی تفصیل پر محمول کی جائے گی اور اس کے بھی وہی جوابات ہوں گے جو روایت مسلم کے ہیں۔

(۲) جو لوگ میت کو اچھا کفن نہ دیتے تھے اور اس حرکت کی پردہ پوشی کے لئے رات میں دفن کرتے تھے اس سے منع فرمایا حدیث کے الفاظ فکفن فی کفن غیر طائل اور اذا کفن احدکم اخاہ فلیحسن کفنہ اس توجیہ پر کافی دلیل ہے۔

(۳) رات کے وقت نماز میں کم لوگ شریک ہوں گے یہ جواب بھی حتی یصلی علیہ سے اخذ کیا گیا ہے ای یصلی علیہ بجمع کثیر اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمع کثیر کی خاطر دن کا انتظار کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ حتی الامکان رات آنے سے قبل فارغ ہونا چاہیے اگر کوشش کے باوجود رات ہوگئی تو صبح کا انتظار نہ کیا جائے الا ان تضطروا کا یہی مطلب ہے۔

(۴) حتی یصلی علیہ صیغہ معروف ہے اور ضمیر فاعل حضور ﷺ کی طرف راجع ہے بعض مرتبہ ایسا ہوا کہ بعض اموات کو رات میں دفن کر دیا گیا اور تکلیف کے خیال سے حضور ﷺ کو اطلاع نہ دی گئی اس بارہ میں آپؐ نے یہ فرمایا کہ دن میں دفن کرنے کی کوشش کیا کرو تا کہ آپؐ بھی اس پر نماز جنازہ پڑھ سکیں اس لئے کہ آپ کی نماز خاص رحمت کا سبب ہے۔

(۵) بندہ کے خیال میں یہ نہی شفقت کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے کہ رات کو دفن کرنے میں شفقت کے علاوہ قبر سے کوئی موذی جانور نکلنے کا احتمال ہے جس سے خطرہ بھی ہے اور میت کے لئے بدفالی لے کر لوگوں کے گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ بھی ہے بہر کیف حاصل یہ ہے کہ رات

سے قبل دفن کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ مع ہذا اگر رات ہو جائے تو صبح کا انتظار جائز نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ۴/۲۳۲-۲۳۳)

مردے کو قبر میں کس طرح لٹایا جائے:

سوال: شامی وغیرہ کتابوں میں لکھا ہے کہ میت کو قبر میں دائیں کروٹ قبلہ رخ لٹائیں حالانکہ یہاں تعامل وتوارث یہ ہے کہ چت لٹا کر قبلہ رخ کر دیتے ہیں دریافت طلب دو امر ہیں اول یہ کہ تعامل وہاں کیا ہے دوم یہ کہ اگر تعامل صحیح ہے تو اس کا ثبوت کیا ہے؟

جواب: تعامل یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ چت لٹا کر (منہ) قبلہ کی طرف کر دیا جاتا ہے ہدایہ میں ہے ویوجه القبلة بذالك امر رسول الله صلى الله عليه وسلم اور تنویر الابصار متن درمختار میں ہے ویوجه الیها اور درمختار میں یہ لفظ بڑھایا ہے وینبغی کونه علی شقه الا یمن لفظ یوجه الیها سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چہرہ قبلہ کی طرف متوجہ کیا جائے خواہ کروٹ دے کر یا بلا کروٹ کے اور جس حدیث سے اس بارہ میں استدلال کیا گیا ہے اس کے الفاظ بھی اس پر دال ہیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے کیونکہ اس میں یہ لفظ ہے قبلتکم احیاء واموا تا یعنی خانہ کعبہ کو قبلہ احیاء واموات کا فرمایا اس وجہ سے میت کا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے باقی تمام میت کو داہنی کروٹ پر کرنا اس میں شک نہیں کہ یہ عمدہ ہے کما صرح بہ الفقہاء لیکن اگر منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور داہنے کروٹ پر لٹانا مشکل ہو تو یہ توجہ الی القبلہ یعنی منہ قبلہ کی طرف کر دینا بھی کافی معلوم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۴۰۱)

مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ:

درمختار کا جملہ وینبغی کونه علی شقه الا یمن عبارت تنویر ویوجه الیها کی شرح وتفسیر ہے مقصد یہ ہے کہ استقبال قبلہ کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں دائیں پہلو پر بائیں پہلو پر چت لٹا کر قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سر اونچا کر دیا جائے جیسا کہ صلوٰۃ مریض اور غسل میت میں بیان کیا جاتا ہے ان تینوں صورتوں کے سوا استقبال قبلہ کی اور کوئی صورت نہیں پس رواج دستور میں استقبال قبلہ نہیں پایا جاتا اس لئے حدیث وفقہ میں اس سے ممانعت آئی ہے کما سیاتی بوقت

فن ان تینوں صورتوں میں سے صرف پہلی صورت مسنون ہے تنویر کی عبارت چونکہ تینوں صورتوں کوشامل تھی اس لئے شارح کواس وضاحت کی ضرورت پیش آئی لفظ ینبغی صرف استحباب ہی کے لئے مخصوص نہیں بلکہ عبارات فقہاء میں وجوب کے لئے بھی مستعمل ہے کما مرحوا.متن شرح اور حاشیہ ابن عابدینؒ تینوں کی مجموعہ عبارت کا حاصل یہ ہے کہ قبر میں دائیں پہلو پرلٹانے میں قول وجوب بھی ہے مگر قول راجح کے مطابق مسنون ہے چنانچہ یہ مفہوم دوسری کتابوں کی عبارات میں بھی واضح ہے: قال فی الهندیه ویوضع فی القبر علی جنبه الا یمن مستقبل القبلة كذا فی الخلاصه عالمگیری ا/ ۱۶۶ وقال علامه الحلبیؒ ویوجه المیت فی القبر الی القبلة علی جنبه الا یمن ولا یلقی علی ظهره (غنیة المستملی ۵۵۳) وقال الشر نبلالیؒ ویوجه الی القبلة علی جنبه الا یمن بذالك امر النبی صلی الله علیه وسلم وفی حدیث ابی داود البیت الحرام قبلتكم احیاء وامواتا وقال لطحطاویؒ بذالك امر النبی صلی الله علیه وسلم علیاً لما مات رجل من بنی عبدالمطلب فقال یا علی استقبل به القبلة استقبالا وقولوا جمیعا باسم وعلی ملة رسول الله وصعوه لجنبه ولا تكبوه علی وجهه ولا تلقوه علی ظهره كذا فی الجوهره وفی الحلبی ویسند المیت من ورائه بنحو تراب لئلا ینقلب اه (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۳۳۴) وقال الامام ابن الهمامؒ لحدیث علیؓ هذا غریب و ستونس له بحدیث ابی داود والنسائی ان رجلا قال یا رسول الله ما الكبائر؟ قال هی تسع فذكر منها استحلال البیت الحرام قبلتكم احیا وامواتا. والله اعلم (فتح القدیر ا/ ۴۷۱) وقال ابن نجیمؒ ویوجه الی القبلة بذالك امر النبی صلی الله علیه وسلم ویكون علی شقه الا یمن كما قدمناه (بحر ۲/ ۱۹۴) وقال الامام الكاسانیؒ ویوضع علی شقه الا یمن متوجها الی القبله لما روی عن علیؓ انه قال شهد رسول الله صلی الله علیه وسلم جنازة رجل فقال یا علی استقبل به استقبالا (الی قوله) ولا تلقوه لظهره (بدائع ا/ ۳۱۹

احسن الفتاوی ۳/ ۲۳۶)

ان تمام عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ چت لٹا کر منہ قبلہ کی طرف متوجہ کرنا کافی نہیں بلکہ داہنی کروٹ پر لٹانا ضروری ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ (بہشتی گوہر ۹۲)

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال: میت کا منہ قبر میں قبلہ کی طرف کرنا ضروری ہے یا کہ داہنی کروٹ پر لٹانا سنت ہے؟

جواب: کتب فقہ میں لکھا ہے ویوجہ الیہا وجوبا یعنی میت کو متوجہ کیا جائے قبلہ کی طرف اور یہ واجب ہے اور شامی میں لکھا ہے لکن صرح بہ فی التحفۃ بانہ سنۃ یعنی تحفہ میں یہ تصریح کی ہے کہ قبلہ کی طرف میت کو متوجہ کرنا سنت ہے اور درمختار میں ہے وینبغی کونہ علی شقہ الایمن اور لائق ہے میت کا ہونا داہنی کروٹ پر فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/۳۸۰۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا فتویٰ:

میت کو قبر میں قبلہ رخ لٹانا چاہیے چت لٹا کر صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں ہے یہ مسئلہ صرف اہل حدیث کا نہیں فقہ حنفی کا بھی یہی مسئلہ ہے لیکن میت کے پیچھے پتھر رکھنے کے بجائے دیوار کے ساتھ مٹی کا سہارا دے دیا جائے تاکہ میت کا رخ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۰۹)

مفتی محمود الحسن گنگوہی کا فتویٰ:

سوال: قبر میں مردہ کو چت لٹا کر صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے یا اس کو قدرے داہنی کروٹ پر کر دیا جائے کہ پورا رخ قبلہ کی طرف ہو جائے کونسی صورت بہتر ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً اس کو کروٹ دے کر قبلہ رخ کیا جائے صرف چہرہ قبلہ کی طرف پھرانے پر کفایت نہ کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲/۳۲۲)

عذر کی وجہ سے صرف چہرہ قبلہ کی طرف کرنے کی گنجائش:

مسئلہ: اگر کسی وجہ سے کروٹ پر نہ لٹایا جا سکے اور صرف چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو اس کی

بھی گنجائش ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۷۸)

عمداً میت کو قبلہ رخ نہ لٹانا گناہ ہے:

مسئلہ: میت کا چہرہ قبر میں عمداً قبلہ رخ نہ کرنا موجب معصیت ہے البتہ اگر سہواً ایسا ہوا ہو تو کوئی حرج نہیں مٹی ڈالنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ منہ قبلہ کی طرف نہیں ہے تو قبر کھول کر یعنی اینٹ بانس وغیرہ ہٹا کر چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے بعد مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر کھولنا گناہ ہے جائز نہیں۔ (شامی ۱/۸۳۷ مطلب فی دفن المیت فتاویٰ رحیمیہ ۷/۸۰)

میت کو زمین کھود کر دفن کرنا فرض ہے:

مسئلہ: علامہ شامی حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں کہ اس پر اجماع ہے کہ اگر میت کو دفن کرنا ممکن ہو تو دفن کرنا فرض ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر زمین پر میت کو رکھ کر اوپر قبر کی شکل بنا دی جائے تو کافی نہیں اور فرض ادا نہیں ہوگا۔ (ردالمحتار ۲/۲۳۳، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۱۱)

دفن کی تحقیق:

یہ مسئلہ اجماعی ہے کہ دفن میت فرض کفایہ ہے لیکن حقیقت دفن اور اس کی ذاتیات کیا ہیں جن کے فوات سے دفن معدوم ہو جائے گا بعض حضرات کے ہاں یہ ہے کہ تحقق دفن کے لئے حفر (گڑھا کھودنا) شرط ہے اور فرض ہے بدون حفر کے دفن متحقق نہیں ہوگا اور پھر غالباً حفر حکمی یا حفر قدیم کو بھی یہ حضرات کافی نہیں سمجھتے مگر ادلہ شرعیہ اور لغت سے اس موقف پر کوئی واضح اور محکم دلیل موجود نہیں ہاں دفن مسنون کے لئے حفر لحد شق کے الفاظ ملتے ہیں مگر یہ متنازع فیہ نہیں بلکہ ادلہ مذکورہ اور آئمہ لغت کی تصریحات سے جو چیز سامنے آئی ہے وہ اس کے برعکس یہ ہے کہ دفن کی حقیقت ستر اور مواراۃ بالتراب ہے حفر حقیقی ہو یا نہ ہو دفنہ کا معنی آئمہ لغت نے حفر و جعل المیت فی الحفیرہ (گڑھا کھودنا اور مردے کو گڑھے میں دفن کرنا) یا اس کے ساتھ ملتے جلتے الفاظ سے نہیں لکھا بلکہ اس مادہ کے کسی لفظ کا ترجمہ مادہ حفر کے کسی لفظ کے ساتھ نہیں کیا گیا بلکہ ستر مواراۃ نحو بیت جیسے الفاظ سے ان کی تفسیر و شرح کی گئی ہے معلوم ہوا کہ حقیقت دفن مواراۃ اور ستر ہے اور حفر اس کے لئے شرط نہیں۔ علامہ مجد الدین فیروز آبادی اپنی معتمد کتاب قاموس میں لکھتے

ہیں کہ دفنہ یدفنہ سترہ وواراہ وادفن العبد کا فتعل ابق قبل وصول المصر وتدافنوا تکاتموا ورجل دفن خامل (نولکشور ۲/ ۸۷۵)

صراح میں ہے کہ دفن درخاک پنہاں کردن تدافن پنہا شدن (۱/ ۳۶۴) ایسے چشمے کو جو آندھی چلنے کی وجہ سے مٹی میں دب گیا ہو منہل دفن و دفنان کہا جاتا ہے دفن کے حقیقی معنی معانی بیان کرتے ہوئے صاحب اساس البلاغہ لکھتے ہیں کہ منهل دفن و دفنان سفت الريح فيه التراب في الدفن الخ (۱۸۰) اس میں مصرح ہے کہ خارج سے لائی گئی مٹی میں دب جانے والی چیز کو بھی مدفون کہا جاتا ہے اور اس میں حفر ضروری نہیں قاموس میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں نہایہ میں علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ الداء الدفين اى المستتر الذى قهر ته الطبيعة دفن کے علاوہ دوسرا لفظ قبر کا ہے آئمہ لغت کی تصریح کے مطابق اس میں بھی حفر ضروری نہیں معلوم ہوتا صاحب قاموس لکھتے ہیں القبر مدفن الانسان (ولم يفسره بالحفيرة ناقل) قبره دفنه (۱/ ۳۱۵) اور دفن میں حفر شرط نہیں ہے جیسے پہلے بیان ہوا وقول ابن عباسؓ في الدجال ولد مقبورا معناه ان امه وضعته في جلدة مصمتة لا شق فيها ولا نقب فقالت قابلته هذه سلعة ليس فيها ولد فقالت امه بل فيها ولد وهو مقبور فيها فشقوا عنه فاستهل (قاموس ۱/ ۳۱۶) جبل میں لیٹے ہوئے بچا پر عرب العربا کے استعمال میں مقبور کا اطلاق ہمارے مدعا پر واضح دلالت کر رہا ہے کہ مقبور ہونے کے لئے حفر شرط نہیں مستور و مغیب بالصفۃ المخصوصہ ہونا کافی ہے لغت کے علاوہ قرآن و حدیث اور فقہ سے بھی یہی ہر مستنبط ہوتا ہے کہ دفن میت سے اصل مقصود مواراۃ ہے جس کے لئے بالفعل کسیوں کے ساتھ گڑھا کھودنا ضروری نہیں بلکہ گڑھے کی صورت بھی کافی ہو سکتی ہے خواہ یہ پہلے موجود ہو یا مٹی کو ارد گرد جمع کر کے ایسی صورت بنائی جائے یا گڑھا کھودنے سے یہ شکل بن جائے قرآن کریم میں ہے فبعث الله غرابا يبحث في الارض ليريه كيف يوارى سَوْءَةَ اخيه آیت کے آخری ٹکڑے میں مذکور ہے دفن میت سے مقصود مواراۃ نعش ہے۔ (۲) نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ سے نعش ابوطالب کے بارے میں حکم دیا تھا: فـــواره بخاری شریف میں صیغہ ہذا مقصد دفن کی طرف مشعر ہے فقہانے اسی حدیث کے پیش نظر لکھا ہے کہ يغسل المسلم

ویکفن ویدفن قریبه الکافر الاصلی من غیر مراعاۃ للسنۃ (تنویر) معلوم ہوا کہ مواراۃ وفن ہے لیکن غیر مسنون ہے۔ (۳) علامہ عینی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ: فصل فی الدفن المقصود منہ ستر سواۃ المیت و الیہ الاشارۃ فی قولہ تعالی فبعث اللہ غرابا الخ (۱/۱۴۰ کما فی الرسالۃ المطبوعہ ۲۶) (۴) علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ اما الدفن انما یتم باھالۃ التراب گڑھا کھودنا اور گہرا کرنا فی حد ذاتہ مقصود نہیں بلکہ اس سے اصل مقصود لاش کی بدبو روکنا اور اسے درندوں سے محفوظ کرنا ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: وھذا حد العمق والمقصود منہ المبالغۃ فی منع الرائحۃ ونبش السباع (۱/۸۳۵) مندرجہ بالا عبارت اپنے مفہوم ومنشا کے اعتبار سے کسی تفسیر کی محتاج نہیں ہے سب کا مشترکہ مضمون یہ ہے کہ مٹی میں نعش انسانی کو اس طرح چھپا دینا کہ درندے اس کو نہ اکھاڑ سکیں اور اس کا تعفن اور بدبو لوگوں تک نہ پہنچے۔ دفن ہے۔ اور اس سے یہی مقصود ہے اس حقیقت کی وضاحت کے لئے حضرات مفسرین کی چند عبارتیں لکھی جاتی ہیں۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں: ثم اماتہ فاقبر الخ ای جعل لہ قبر یواری فیہ اکراما ولم یجعلہ مما یلقی علی وجہ الارض تاکلہ الطیر والعوافی قالہ الفراء (۱۹/ ۲۱۹) روح المعانی میں ہے جعلہ ذاقبر تواری فیہ جیفۃ تکرمۃ لہ لم یجعلہ مطروحا علی الارض یستقذرہ من یراہ وتقتسمہ السباع والطیر (پارہ عم: ۴۴) تفسیر جلالین وجمل میں ہے وجعلہ فی قبرہ یسترہ ای ولم یجعلہ مما یلقی للطیر والسباع (پارہ عم) قبر کی صفت تواری فیہ جیفۃ یہ وصف دال علی العلت ہے نیز اس کا مقابل ولم یجعلہ نہیں ایسے ہی لحد حقیقی جو گڑھا کھود کر اس کے اندر کھودی گئی ہو یا شق حقیقی ضروری معلوم نہیں ہوتی بوجوہ ذیل (الف) نعش کا فرکو بدون لحد وشق کے گڑھے میں دبانے کا حکم ہے فقہاء نے اس پر لفظ دفن کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ بحوالہ تنویر پہلے ذکر ہوا۔ (ب) بعض اکابر صحابہ (جن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی ہیں) نے وصیت فرمائی تھی کہ لحد شق بنائے بغیر ہمیں ویسے ہی مٹی میں دبا دیا جائے واوصی کثیر من الصحابۃ ان یرمسوا فی التراب من غیر لحد ولا شق قال لیس احد جنبی اولی بالتراب من الاخر ویولی وجھہ التراب بلبنتین او ثلاث طحطاوی ۳۳۳ فتح القدیر وکبیری۔

اگر لحد و شق دفن کے لئے ضروری ہوتی تو یہ حضرات ایسی باطل وصیت فرما کر لوگوں کو گناہ میں مبتلا کرنے کا کیسے سبب بن سکتے تھے نیز یہ ممکن نہیں کہ ان حضرات کو تا حال غیر مدفون قرار دیا جائے اور یہ تسلیم کرنا نہایت ہی مشکل ہے کہ ان حضرات کو مسائل شرعیہ اور ان کے حقائق کے فہم سے (العیاذ باللہ) بالکل عاری سمجھا جائے۔

(ج) علامہ ابن الہمام نقل فرماتے ہیں بل ذکر لی ان بعض الارضین من الرجال یسکنها بعض الاعراب لا یتحقق فیه الشق ایضا بل یوضع میت ویهال علیه نفسه (نولکشوری:۲۹۹۲) علامہ موصوف نے اس پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

(د) فساقی میں دفن کرنے کو فقہانے دفن ہی قرار دیا ہے گو مکروہ لکھا ہے حالانکہ نہ اس میں لحد نہ شق ہوتی ہے معلوم ہوا کہ اصل دفن کے تحقق کے لئے یہ دونوں ضروری نہیں البتہ دفن معروف و مسنون کے لئے اس کی حاجت ہے تفصیل بالا سے امور ذیل محقق ہوئے۔

(۱) دفن کی حقیقت ستر موارا ۃ مخوطہ مخصوصہ ہے اور حفر اس کی حقیقت میں داخل نہیں۔

(۲) دفن سے مقصود اعزاز اور حفاظت نعش انسانی ہے تا کہ دیگر حیوانات کی طرح نظروں کے سامنے گلتی سڑتی نچتی نہ رہے۔

(۳) دفن کی حقیقت میں لحد حقیقی شق حقیقی داخل نہیں۔ (خیر الفتاوی ۳/۱۷۲،۱۷۶)

اگر قبر میں مدفون نعش تک پانی پہنچنے کا اندیشہ ہو تو؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ہم مدت مدید سے ایک بزرگ کی زیارت کو ہر سال جاتے ہیں جو کہ ہمارے گاؤں سے بارہ میل فاصلہ پر ہے اس کی ایک طرف پیزو کی نوز (رود) پانی کی بتی ہے نوز کا پانی زمین کو تراشتے تراشتے قبر تک پہنچ گیا ہے فی الحال میت کو لے جانے کا خطرہ ہے لہٰذا عرض پرواز ہوں کہ اس میت کا نکالنا اور دوسری جگہ دفن کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا کتاب کا حوالہ دینا از حد مہربانی ہوگی تا کہ یہاں کے علماء صاحبان جھگڑنگ نہ کریں۔

جواب: درمختار میں ہے (ولا یخرج منه) بعد اهالة التراب (الا) لحق ادمی (كان

تکون الارض معقوبة او اخذت بشفعة الخ ۱/ ۲۶۲) اس جزئیہ سے معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال میں میت کا نکالنا درست نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ مفتی محمود ۳/ ۹۰)

قبر کے اردگرد چار دیواری بنانا:

مسئلہ: قبر کے اردگرد چار دیواری بنانا مکروہ ہے۔

(خیر الفتاویٰ ۳/ ۱۵۵، فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/ ۳۹۵، ۴۰۲، فتاویٰ مفتی محمود ۳/ ۹۵، ۱۱۹)

قبروں پھر چھت ڈال کر اوپر رہائشی مکان بنانا:

سوال: اگر مکان کے متصل کچھ قبریں ہوں تو ان کے اوپر چھت ڈال کر رہائش کے لئے کمرہ بنایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ موجودہ قبریں پوری طرح محفوظ ہوں گی۔

جواب: وقف قبرستان میں ایسا نہیں کر سکتے۔ فقط واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۲۷)

قبرستان کے درخت استعمال کرنے والے کیلئے انکی قیمت ادا کرنا ضروری ہے:

سوال: قبرستان کی لکڑیاں کاٹ کر بھٹی پکائی اور اینٹیں مسجد پر لگائیں کیا ان اینٹوں کو جو قبرستان کی لکڑیوں سے پکائی ہوئی ہیں مسجد پر لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ان اینٹوں کا مسجد پر لگانا جائز ہے البتہ قبرستان کے درختوں کا لگانے والا شخص (جس نے بھٹی پکائی ہو) خود نہیں اور نہ ان کا لگانے والا شخص معلوم ہے تو اہل مقبرہ اس شخص سے ان لکڑیوں کی قیمت وصول کر لیں اور اس قیمت کو مقبرہ کی تعمیر وغیرہ ضروریات میں استعمال کریں لمافی قاضی خاں ۲۳۲، ۲۳۳ ۲۷) مقبرہ فیها اشجار عظیمة و کانت الاشجار فیها قبل اتخاذ الارض یعرف مالکها فالا شجار باصلها للمالک الخ درخت لگانے والا معلوم ہو تو وہ اس کا مالک ہوگا اور اس کی اجازت کافی سمجھی جائے گی۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۲۹)

قبرستان میں نماز باجماعت ہو تو سترہ کس کے لئے ضروری ہے:

سوال: قبرستان میں اگر کوئی شخص امامت کرے اور پیش نظر اس کے کوئی قبر ہو تو سترہ کرلے اگر

پیش نظر مقتدیوں کے قبر ہو تو نماز مقتدیوں کی جائز ہوگی یا نہیں اور سترہ امام کا اس صورت میں مقتدیوں کو کافی ہوگا یا نہیں؟

جواب: قبرستان میں نماز پڑھے تو سب کے واسطے امام اور مقتدی کو سترہ کی حاجت ہے سترہ امام کا مقتدی کو کافی ہونا مرد و حیوان اور انسان کے واسطے ہے اور قبور کا حضور (سامنے ہونا) مشابہ بشرک و بت پرستی کے ہے اس میں کافی نہیں ہے۔ ہر ہر نمازی کے سامنے پردہ واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ۳۵۳)

قبرستان کو عیدگاہ بنانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک قبرستان میں بحکم سرکار دفن اموات بند کر دیا گیا اور بوجہ بعد زمانہ کثیر قبریں برباد ہو رہی ہیں حتیٰ کہ بعض مقامات میں نشانات قبور بھی نمایاں نہیں رہے ہیں پس ایسی جگہ کہ جہاں قبروں کا نشان تک بھی باقی نہیں رہا ہے ضرورتاً عیدگاہ بنالینا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

تنقیح: یہاں پر امر دریافت طلب ہے کہ یہ قبرستان وقف ہے یا وقف نہیں۔ (۲) اس قبرستان میں قبریں کس قدر عرصے کی ہیں آیا ظن غالب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کی لاشیں خاک خوردہ ہوگئیں ہوں گی یا نہیں۔

جواب تنقیح: قبرستان مذکور صورتاً عرفاً تو وقف ہے حکماً نہیں عرض کیا جا سکتا ہے اصل واقفان کے وارث بھی اس کو وقفی قبرستان سمجھتے تھے اور اقرار کرتے ہیں باقی قبور اندازاً چالیس پچاس سال یا کم وبیش کی ہوں گی جن کے متعلق گمان غالب تو یہی ہے کہ ہڈیاں وغیرہ خاکستر ہو چکی ہوں گی انیس سال سے تو اس قبرستان میں اموات دفن ہونا بحکم سرکار بند ہے اور نہ معلوم قبور کب کی ہوں گی۔

جواب: جب اہل مالکان کے وارث اس قبرستان کو وقفی قبرستان تسلیم کرتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں تو اس قبرستان کو عیدگاہ بنانا درست نہیں بلکہ اس کو قبرستان ہی رکھنا ضروری ہے اور جب اتنی مدت گزر جائے کہ پہلی اموات خاک خوردہ ہو جانا ظن غالب سے معلوم ہو تو پھر اس میں

دفن اموات شروع کر دینا چاہیے گورنمنٹ سے اجازت لے کر امید ہے کہ گورنمنٹ اس قدر مدت گزر جانے پر ضرور اجازت دے گی۔

جس قبرستان میں پیسے دے کر مردے دفن کئے گئے ہوں اس کو فروخت کر کے مکان بنانا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے اپنی ایک زمین کو میونسپلٹی کی اجازت سے حاصل کر کے اور سرکاری دفتر میں درج کروا کے قبرگاہ بنا دیا اور روپیہ لے کر مسلمانوں کی نعشیں اس میں دفن کرتا رہا ایک مدت کے بعد جب وہ زمین کچی اور پکی قبروں سے بھرگئی تو حسب قانون میونسپلٹی نے اس میں مردے دفن کرنا چھوڑ دیئے مگر اس میں قبریں موجود ہیں اور مسلمان لوگ وہاں برابر زیارت کرنے جاتے ہیں زید نے جو دیکھا اس کی آمدنی کی صورت بند ہوگئی تو اس نے در پردہ اس کا کچھ حصہ ایک مسلمان کے ہاتھ بیچ دیا اور کچھ حصہ ایک ہندو کے ہاتھ بیچ دیا مسلمان مشتری نے اس پر مکان سکونتی اور پاخانہ بنایا اور ہندو مشتری اس زمین میں عمارت بنانے کی غرض سے یا کسی غرض سے اس کو کھود کر سطح بناتا ہے اور قبروں کو مسمار کر کے ہڈیوں کو اکھاڑ کر پھینکتا ہے ایسی حالت میں اب سوال یہ ہے کہ اس زمین کی خرید وفروخت جائز ہے یا نہیں اس پر مکان سکونتی اور پاخانہ بنانا جائز ہے یا نہیں اس کو کھود کر قبروں کو مسمار کرنا اور مردوں کی ہڈیوں کو اکھاڑ کر پھینکنا جائز ہے یا نہیں ان سب حرکات ناشائستہ پر مزاحمت کرنے اور مفسدوں کو ان حرکات سے باز رکھنا عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت یہ ہے کہ زید نے اپنی زمین کو روپیہ لے کر مردوں کو دفن کیا اس وجہ سے جس قدر زمین مردہ کے دفن کے لئے زید نے دی ہے وہ اس کی ملک سے خارج ہوگئی اور مردہ کے وارث اس کے مالک ہوگئے لہٰذا اب زید کا اس زمین کو کسی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں اور اگر فروخت کرے گا تو بیع فاسد ہوگی مردوں کے ورثاء کو حق ہے کہ قبروں پر جو شخص بدون ان کی رضا کے مکان بنائے اس کے مکان کو منہدم کر دیں۔

دوسری حیثیت یہ ہے کہ اس صورت میں کہ زید نے اس مقبرہ کا کچھ حصہ ایک مسلمان کے

ہاتھ اور ایک حصہ ہندو کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور وہ مردوں کی ہڈیوں کو نکال کر باہر پھینکتا ہے یا قبروں پر پاخانہ بناتا ہے اس صورت میں مسلمانوں کی قبروں کی سخت توہین ہے تمام اہل اسلام کو اس توہین مذہبی کی وجہ سے احتجاج کا حق ہے بلکہ سب کو لازم ہے کہ زید کو مجبور کریں کہ خریداروں کو رقم واپس کردے اور قبرستان کو خالی کرالیں۔ واللہ اعلم (امدادالاحکام ۳/۲۷۱)

قبرستان کے درخت یا گھاس کو کاٹنا اور پھلدار درخت کا پھل کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ: گھاس کا کاٹنا تو جائز ہے مگر بلاضرورت شدید تر گھاس کا کاٹنا اچھا نہیں اور ضرورت میں کچھ حرج نہیں البتہ درخت کے کاٹنے میں کچھ تفصیل ہے اول یہ بتلایا جائے کہ قبرستان وقف ہے یا مملوک اور وقف ہے تو متولی کوئی ہے یا نہیں اور متولی نہیں ہے تو اب تک اس قبرستان کے درخت کس طرح صرف ہوتے رہے اور بعد وجود شرائط حل قطع محض قبر پر درخت کا ہونا حل قطع سے مانع نہیں اسی طرح پھلدار درخت کا پھل قاعدہ شرعیہ سے توڑا جائے تو محض قبر پر درخت ہونے سے اس کے پھل میں کچھ خرابی نہیں آتی۔ (امدادالاحکام ۳/۲۷۲)

جسم کے ختم ہونے کی کوئی میعاد مقرر نہیں ہے:

جب تک قبر کا نشان موجود ہو یا نشان نہ ہو مگر ظاہر حالات سے معلوم ہوتا ہو کہ ابھی جسم میت خاک خوردہ نہیں ہوا ہوگا اس وقت تک اس پر زراعت وغیرہ جائز نہیں اور جسم کے خاک خوردہ ہونے کی میعاد ہر ملک میں الگ ہے عام طور پر کوئی میعاد مقرر نہیں کی جاسکتی اپنے یہاں کے مبصرین یا علماء محققین سے دریافت کرلی جائے اور جب یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ جسم خاک خوردہ ہوگیا ہوگا اس کے بعد قبر پر زراعت جائز ہے بشرطیکہ کوموضع قبر زارع کا مملوک ہو اور موقوف نہ ہو اگر موقوف ہوگا تو زراعت جائز نہ ہوگی بلکہ وہ زمین قبر کے کام لائی جائے گی۔ (امدادالاحکام ۳/۲۷۳)

چالیس پچاس سالہ پرانی قبروں پر بنائے گئے حوض کا استعمال کرنا:

سوال: ایک وقف کے مقبرہ میں چالیس پچاس سال کی پرانی قبروں کو کھود کر اندر کی ہڈیاں وغیرہ نکال کر اس جگہ کو خالی کردیا اور یا اس جگہ حوض بنادیا اب اس جگہ میں نماز جنازہ پڑھنا یا چلنا

پھر نا بیٹھنا یا حوض کو استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان مردوں کی ہڈیوں کو اپنی جگہ سے منتقل کرنا جائز نہیں اس کا گناہ منتقل کرنے والوں کو ہوا باقی اب وہاں دوسروں کو نماز پڑھنا یا وہاں پر بنے ہوئے حوض سے کام لینا جائز ہے۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ۳/۷۵)

وقف شدہ زمین میں پرانی قبر مسجد میں شامل کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد بہت چھوٹی ہے جس میں پورے طور پر نمازی لوگ نہیں آسکتے اس کو بڑھانا چاہتے ہیں مگر تین طرف سے بالکل جگہ نہیں اور دوسری طرف اگر مسجد بڑھائی جائے تو ایک قبر مسجد کے اندر آجاتی ہے ایسی صورت میں مسجد کا کیا حکم ہے اگر اس مسجد کا اسباب لے کر کشادہ زمین میں اس اسباب سے مسجد تعمیر کرائی جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سوال سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قبر پرانی ہے سو اگر ایسا ہے تو اس قبر کا نشان مٹا کر اس کی بلندی کو دوسری زمین کے ساتھ ہموار کر کے اس زمین کو مسجد کے اندر لے لینا جائز ہے بشرطیکہ موضع قبر وقف ہو اگر وقف نہ ہو تو ورثاء میت سے یا جو اس زمین کا مالک ہو اجازت حاصل کر کے ایسا کیا جائے اور اگر جدید ہے پرانی نہیں تو ابھی اس کو جزء مسجد بنانا جائز نہیں جب تک کہ قدیم اور بوسیدہ نہ ہو جائے اس صورت میں اس مسجد کو اس حال پر چھوڑ دیا جائے اور دوسری جگہ بڑی مسجد بنائی جائے قدیم مسجد کا منہدم کرنا اور اس کا سامان جدید میں لگانا جائز نہیں۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ۳/۷۵)

قبرستان میں درخت لگانا اور اس کی آمدن قبرستان میں صرف کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ یہاں پرتاب گڑھ میں ایک قبرستان عام اس نوعیت کا ہے کہ اراضی اس کے مالکان سے بذریعہ حکم سرکاری مقامی میونسپلٹی نے حاصل کی مسلمانوں کو عام اجازت اراضی مذکور میں اپنے مردے دفن کرنے کی ہے اور یہی قبرستان مسلمانوں کا قبرستان ہے۔ قبرستان مذکور میونسپلٹی کی طرف سے ایک مجلس منتظمہ کے زیر اہتمام

ہے مجلس مذکور کے اراکین سب مسلمان ہیں قبرستان مذکور کے متعلق امور ذیل وضاحت طلب ہیں۔

(۱) آیا قبرستان مذکور کو ایسی اراضی پر جس میں قبور موجود ہیں درمیان قبور خالی جگہ درخت اس نیت اور غرض سے لگائے جا سکتے ہیں کہ بار آور ہونے کے بعد پھل پھول لکڑی وغیرہ فروخت کر کے اس کی رقم اس قبرستان کی درستگی وغیرہ میں لگائی جا سکتی ہے۔

(۲) اگر سوال اول کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ایسے درخت وغیرہ کوئی شخص کار خیر سمجھ کر مجلس منتظمہ کی اجازت سے لگا سکتا ہے یا صرف مجلس منتظم ہی ایسا کر سکتی ہے۔

(۳) آیا قسم بالا کے پھل لکڑی خرید کر استعمال کرنے میں کوئی حرج تو نہیں۔

(۴) قبرستان مذکور کو خالی اراضی میں جس پر فی الحال قبریں نہیں ہیں شرائط بالا کے ماتحت درخت لگائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

تنقیحات برسوال مذکور:

(۱) یہ زمین میونسپلٹی نے قیمتاً لی ہے یا مفت اور مفت لی ہو تو پھر یہ بھی لکھا جائے کہ ہمیشہ کے واسطے لی گئی ہے یا کسی وقت واپسی کا بھی وعدہ ہے۔ (۲) اس زمین کو وقف کیا گیا ہے یا ویسے ہی عام دفن کرنے کی اجازت ہے اگر وقف نہیں تو اس زمین کا مالک کون ہے (۳) کیا درخت لگانے کی ضرورت ہے یا ویسے ہی شوقیہ لگانے کا قصد ہے اگر نہ لگائیں تو کیا حرج ہے۔ (۴) خالی حصہ میں درخت لگانے کی وجہ سے جگہ میں تنگی تو نہ ہوگی۔

جواب تنقیحات بالا:

(۱) میونسپلٹی نے زمین معاوضہ دے کر ہمیشہ کے لئے حاصل کی ہے اب واپسی کا امکان نہیں ہے (۲) باضابطہ وقف نہیں کیا گیا مگر قانوناً بمنزلہ وقف کے ہے اور مالک زمین بذریعہ قانون حصول اراضی میونسپلٹی ہے۔ (۳) ضرورت صرف اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ قبرستان میں جو لوگ بہ ضرورت جائیں ان کے واسطے کچھ سایہ وغیرہ ہو جائے دوسری اصل غرض یہ ہے کہ درختوں کی فصل وغیرہ کے ذریعہ سے آمدنی ہو جو قبرستان پر یوں صرف کی جائے کہ اسے

محدود احاطہ کر دیا جائے اور جو ضروریات ہوں ان پر صرف کیا جائے۔ (۴) جگہ میں تنگی نہ ہوگی اور درخت نہ لگانے سے کوئی حرج نہیں ہے البتہ ذریعہ آمدنی درکار ہے جو کوئی نہیں ایک مزید سوال یہ ہے کہ پرانا حصہ جس میں قبریں ہیں اور قبر والی اور بغیر قبر کی زمین میں امتیاز نہیں ہوسکتا ایسی زمین پر درخت لگانا اور ان کی فصل بیچنا یا صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جواب تنقیحات موصول ہوا اب اصل کا جواب نمبر وار لکھا جاتا ہے۔ (۱) درخت لگانا اور اس کی آمدنی قبرستان میں صرف کرنا جائز ہے۔ (۲) مجلس منتظمہ کا خود لگانا اور دوسروں کو حکم دینا دونوں ایک حکم رکھتے ہیں۔ (۳) کچھ حرج نہیں۔ (۴) اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر ایک میں مذکور ہوا۔

علاوہ ازیں جوابات تنقیحات کے بعد جس سوال کا اضافہ کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس جگہ بہت عرصہ سے دفن موقوف ہو چکا ہے اور اس زمین کی حالت سے گمان غالب ہو کہ اب اموات مدفونہ مٹی ہو چکی ہوں گی تب تو وہ خالی زمین کے حکم میں ہے ورنہ پھر جس جگہ کے متعلق گمان غالب یہ ہو کہ وہ قبر ہے وہاں درخت نہ لگائیں اور جس جگہ کے متعلق گمان غالب یہ ہو کہ یہ درمیانی جگہ ہے وہاں درخت لگانا جائز ہے احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (امداد الاحکام ۲/۲۸۱-۲۸۲)

قبرستان کے درختوں کے پھل کا حکم:

سوال: ایک شخص نے اپنی زمین میں سے کچھ حصہ قبرستان کے لئے وقف کر دیا ہے۔ اس میں کئی درخت ہیں جن میں ایک درخت اخروٹ کا بھی ہے آیا پھل یا درختوں کا استعمال کسی کو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر واقف نے صرف زمین وقف کی ہے درخت وقف نہیں کئے تو وہ اسی کی ملک ہیں اس کی اجازت کے بغیر ان کی کوئی چیز استعمال کرنا جائز نہیں مگر اس کو مجبور کیا جائے گا کہ ان درختوں کو اکھاڑ کر قبرستان کی زمین فارغ کر دے اور اگر زمین کے ساتھ درخت وقف کئے ہیں تو جو وقف کا مصرف ہے وہی ان درختوں کا بھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ۶/۲۸۱)

مسئلہ: اگر قبرستان وقف ہے تو اس پھل کو فروخت کر کے قبرستان کی ضروریات میں اس کی قیمت صرف کریں خود استعمال نہ کریں نہ پھل نہ اس کی قیمت۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۳۸۹)

قبرستان کے درخت کاٹنا:

سوال: قبرستان کے درخت کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جن درختوں کے متعلق لوگوں کا شرکیہ عقیدہ ہو کہ فلاں بزرگ یا فلاں پیر صاحب کے درخت ہیں جو انہیں ہاتھ لگائے گا اس پر آفت آ جائے گی ان کا کاٹنا عقیدہ شرکیہ کے ابطال کے لئے ضروری ہے مگر انہیں فروخت کر کے ان کی قیمت اسی قبرستان پر خرچ کی جائے گی اگر اس قبرستان میں کوئی مصرف نہ ہو تو دوسرے کسی قریب تر قبرستان پر لگائی جائے یہ حکم جب ہے کہ درخت خود رو ہوں اگر کسی شخص نے لگائے ہیں تو وہ اس کی ملک ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ۶/۴۱۸)

قبرستان کے درخت سے مسواک کاٹنا:

سوال: قبرستان میں جھاؤ کے بہت سے درخت ہیں ان سے مسواک کے لئے لکڑی کاٹنا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ منع کرنے والا بھی کوئی نہ ہو۔

جواب: اگر یہ قبرستان وقف ہے تو اس کے خود رو درخت بھی وقف ہیں ان سے مصارف وقف کے سوا کوئی نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احسن الفتاویٰ ۶/۴۱۸)

وقف قبرستان میں ذاتی تعمیر:

سوال: ایک قبرستان کی موقوفہ زمین شہر کے اندر واقع ہو جانے کے بعد دفن اموات کے لئے استعمال نہیں کی جاتی شہری لوگ قابض ہو کر تعمیرات کر رہے ہیں اور اس طرح ایک وسیع آبادی اس پر واقع ہو گئی ہے محکمہ اوقاف نے کرایہ پر یا بیچ کر کے قابضین کو وہ حصہ دے دیا ہے تاکہ وصول شدہ رقم دیگر مصارف اوقاف میں استعمال کرے تو آیا یہ اجارہ اور بیع و شراء شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور جن لوگوں نے متولی یا محکمہ اوقاف سے وہ زمین حاصل کی ہے ان سے وہ زمین اور اس پر تیار کردہ تعمیر کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبرستان کے لئے وقف زمین پر لوگوں کا قبضہ کرنا ناجائز ہے اور ان کی بیع وشراء باطل ہے حکومت یا متولی پر ضروری ہے کہ اس جگہ کو فوراً خالی کرائے اور یہ جگہ دفن کے کام نہ آتی ہو تو اس پر مسجد یا اور کوئی رفاہ عامہ کی چیز تعمیر کرے قال الحافظ العینیؒ فان قلت هل یجوز ان یبنی المساجد علی قبور المسلمین؟ قلت قال ابن القاسمؒ لو ان مقبرةً من مقابر المسلمین عفت فبنی قوم علیها مسجدا لم ار بذالك باسا و ذالك لان المقابر من اوقاف المسلمین لدفن موتاهم لایخور لاحد ان یملکها فاذا درست واستغنی عن الدفن فیها جاز صرفها الی المسجد لان المسجد ایضا من اوقاف المسلمین لا یجوز تملیکه لاحد فمعنا هما علی هذا واحد۔ (عمدۃ القاری ۴ص ۱۷۹، احسن الفتاویٰ ۶ ص ۴۱۳)

قبرستان کو گزرگاہ بنانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ ایک بوسیدہ گھر قبرستان تھا جہاں اب قبروں کے نشانات نہیں ہیں ادھر سے آنا جانا اور عام گزرگاہ بنانا جائز ہے یا نہیں اب بعض لوگوں نے شارع عام بنایا ہوا ہے؟

جواب: اس کی تحقیق کی جائے کہ وہ بوسیدہ گورستان وقف ہے یا مملوک یا ارض موات وغیرہ مملوک وغیرہ موقوف ہے اگر وقف ہے تو اسے مردوں کے دفنانے کے علاوہ دوسری غرض میں استعمال کرنا جائز نہیں ہاں اگر قبریں اتنی پرانی ہیں کہ مردے مٹی بن گئے ہوں تو پھر اس پر سے آنا جانا جائز ہے اگر چہ اسے مستقل شارع بنانا اور یہاں پر مردوں کو دفنانے نہ دینا پھر بھی ناجائز ہے اور اگر یہ زمین کسی کی مملوک ہے وقف نہیں ہے تو اگر مردے مٹی بن گئے ہوں تو مالک کی رضا مندی سے اسے ہر غرض میں استعمال کیا جا سکتا ہے عام گزرگاہ بنانا بھی جائز ہے اور اگر نہ وقف ہے نہ مملوک ہے تو مردوں کے مٹی بن جانے کی صورت میں اسے عام گزرگاہ میں تبدیل کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ مفتی محمود ۳/ ۱۱۷)

سرکاری قبرستان میں اپنے لئے زندگی میں قبر کھودنا:

سوال: جناب مفتی صاحب سلام مسنون کے بعد معروض ہے کہ میں ایک غریب شخص ہوں، بستی کے سرکاری قبرستان جس میں برسات میں قبر کھودنا پانی نکلنے کے باعث بہت تکلیف ہوتی ہے کیونکہ بہت نیچی ہے ایک گز کھودنے سے پانی نکل آتا ہے اس زمین کے اندر تقریباً دو گز زمین اپنے دفن کے لئے کسی قدر مٹی جمع کر کے ہموار زمین سے کچھ اونچی کی ہے اور اس جگہ کی حفاظت کرتا ہوں چونکہ اس کی مرمت میری دلی عبرت کا باعث ہے نہ پختہ کی ہے اور نہ موم بتی سے روشن کرتا ہوں صرف جمع کردہ مٹی کی حفاظت کرتا ہوں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: یہ صورت اپنی مملوکہ زمین میں تو جائز ہے مگر ایسی زمین میں جس کے ساتھ عامہ متعلق ہو جائز نہیں کیونکہ جس زمین میں حق عامہ متعلق ہوا اس میں کسی خاص حصے کا تعین قبل از وقت کسی کو حق نہیں البتہ اگر سائل اس زمین میں سے کچھ قطعہ اپنے خاندان کے دفن کے لئے سرکار سے خرید لے تو پھر لحاظ پراس کا اونچا کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ۲۸۲/۳)

جس جگہ قبرستان ہونے کا شبہ ہو اس کے استعمال کا حکم:

مسئلہ: جس جگہ کے بارے میں یقین ہو کہ یہاں مسلمانوں کا وقف کردہ قبرستان ہے وہاں کسی کو اپنی ذاتی دینوی کام کے لئے کھودائی کرنا جائز نہیں اور مردوں کو دفن کرنے کے لئے جائز ہے بشرطیکہ قبر کا نشان قائم نہ ہوا اور جو زمین وقف قبرستان نہیں بلکہ کسی کی ملکیت ہے اور وہاں قبروں کے نشانات ہوں تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر معلوم نہیں کہ یہاں دفن اجازت سے ہوا یا بلا اجازت اور قبریں نئی نہیں بلکہ قبریں بہت پرانی ہوں تو اس زمین کا کھودنا اور استعمال میں لانا جائز ہے اگر اتفاق سے کسی جگہ ہڈیاں نکل آئیں ان کو اسی جگہ احتیاط سے دفن کر دیا جائے اور جہاں نشانات بھی نہ ہوں محض شبہ ہی ہو وہاں کی جگہ کا استعمال بدرجہ اولیٰ جائز ہے اگر ہڈیاں نکلیں تو مثل سابق عمل کیا جائے۔ (امداد الاحکام ۲۸۳/۳)

پرانی قبروں کو مسجد میں شامل کرنے کی ایک صورت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مسجد میں علاوہ صحن کے دس بارہ آدمیوں

کی ایک صف کمزی ہوتی ہے اور اسی قدر محلہ کے نمازی بھی ہیں لیکن اہل محلہ کی رائے ہوئی کہ محراب مسجد بڑھائی جائے تاکہ مسجد میں دو صفیں ہو سکیں اور مسجد کی پشت پر قبرستان ہے لہٰذا محراب مسجد گرائی گئی اور جس وقت نیو کھودی گئی تو اس میں دو قبریں پختہ نمودار ہوئیں اور اس پر ڈاٹ قائم کر کے نیو کی دیوار اٹھائی گئی اور محراب تیار ہو گئی لہٰذا اب موجودہ صورت میں ایک قبر مسلم محراب میں ہے اور دوسری قبر نصف محراب کے اندر ہے اور نصف باہر ہے اور درمیان میں محراب کی دیوار اٹھی ہوئی ہے لہٰذا ڈیڑھ قبر محراب میں ہوئی اور نصف باہر اور اسی محراب میں امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں تو اب سب کے نیچے قبر ہے اور اس پر ڈاٹ ہے اور ڈاٹ پر نماز پڑھائی جاتی ہے اب اس صورت میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

تنقیح: اس سوال کے متعلق چند امور دریافت طلب ہیں ان کے جواب آنے پر مسئلہ لکھا جائے گا۔ (۱) وہ قبرستان وقف ہے یا کسی کی ملکیت ہے (۲) اب اس قبرستان میں دفن موتی کی ضرورت ہے یا نہیں (۳) اگر اب وہاں دفن کی ضرورت نہیں رہی تو اس کی کیا وجہ ہے۔ (۴) اگر ملک ہے تو مالک نے اجازت محراب بنانے کی دے دی ہے یا نہیں (۵) اگر چند اشخاص کی ہے تو یہ بھی لکھا جائے کہ ان میں کوئی نابالغ تو نہیں ہے۔ (۶) اور اجازت سب شرکا بخوشی دے رہے ہیں یا بعض۔ (۷) قبریں کس زمانہ کی ہیں اور ان کے متعلق ظن غالب اہل تجربہ کا کیا ہے کہ آیا وہ میت مٹی ہوگئی ہوگی یا نہیں؟

جواب تنقیح: (۱) وہ قبرستان ملک ہے۔ (۲) اب اس قبرستان میں دفن موتی کی ضرورت نہیں۔ (۳) اس لئے کہ اب اس میں جگہ باقی نہیں ہے۔ (۴) مالک نے محراب بنانے کی اجازت دے دی ہے۔ (۵) ملک چند اشخاص کی ہے لیکن سب نے اجازت دے دی اور ان میں کوئی نابالغ نہیں ہے۔ (۶) وہ قبریں زمانہ شاہی کی ہیں اور ان کے متعلق ظن غالب یہی ہے کہ وہ میت مٹی ہوگئی ہوں گی لیکن ہڈیاں ضرور باقی ہوں گی کیونکہ تقریباً چار پانچ سال ہوگئے کہ ایک جگہ پر مٹی لینے کے لئے ایک بڑا گڑھا کھودا گیا تھا تو اس میں کچھ ہڈیاں نکلی تھیں۔

جواب: صورت مذکورہ میں محراب بنانا جائز ہے جب مالکوں نے اس جگہ کو مسجد میں شامل

کرنے کی اجازت دے دی ہے تو وہ جگہ مسجد ہوگئی اور سب ظن غالب یہ ہے کہ میت مٹی ہوگئی تو اب اس پر کچھ بنانا وغیرہ جائز ہے اور چونکہ کچھ ہڈیاں باقی رہنے کا احتمال ہے اس وجہ سے احترام قبر کے لئے ڈاٹ لگا دینا مزید احتیاط کی صورت ہے اس لئے یہ سب کچھ بہت مناسب کیا گیا اور اس محراب میں نماز پڑھنا بلاشبہ درست ہے کمافی الشامیۃ ۱/۸۲۹ قال الزيلعي ولو بلى الميت وصار ترابا جاز دفن غيره في قبره وزرعه والبناء عليه۔اھ واللہ اعلم بالصواب (امدادالاحکام ۳/۲۸۰)

پرانے قبرستان میں ایک دو ہاتھ مٹی ڈال کر نئے مردہ دفن کرنا:

سوال: سوال ایک قبرستان جس کے ایک طرف ایک مسجد بھی واقع ہے اس وجہ سے اس میں بہت تنگی ہے اور مدت سے کثرت دفن موتی کی وجہ سے اس قبرگاہ میں کوئی جگہ نہیں رہی کہ آئندہ کوئی دفن کیا جائے کیونکہ اگر قبر کھودی جاتی ہے تو مردے کے اجزاء ہڈیاں وغیرہ نکل آتی ہیں اور اب اہل محلہ اتفاق کرتے ہیں کہ اس پر مٹی ڈال کر اونچا کر دیا جائے پھر (اس میں مردے) دفن کریں یہ جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: جب یہ بات متحقق ہے کہ اس قبرستان میں کثرت موتی کی وجہ سے جگہ نہیں رہی تو اب اس قبرستان کو چھوڑ کر کوئی دوسری زمین دفن موتی کے لئے اختیار کرنی چاہیے اور جب تک یہ ظن غالب نہ ہو جائے کہ قبرستان اول کے مردے بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئے ہوں گے اس وقت تک یہاں دوسرے مردے دفن نہ کئے جائیں پس جو صورت اہل محلہ نے اتفاق سے پاس کی ہے بدون سخت ضرورت و مجبوری کے جائز نہیں پس مجبوری اور ضرورت کو ظاہر کیا جائے کیا دوسری زمین دفن موتی کے لئے میسر نہیں آسکتی قال في مراقي الفلاح ولا باس بدفن اكثر من واحد في قبر واحد للضرورة قاله قاضي خان ويحجز بين كل اثنين بالتراب قال الطحاوي وليس منها اي من الضرورة ضيق محل الدفن في تلك المقبرة مع وجود غيرها طافيه من هتك حرمة الميت الاول وتفريق اجزائه ولكن في الدفن فوقه هتك حرمته كما لا يخفى ۹۴) قال في مراقي الفلاح ولو بلى الميت صار

ترابها جاز دفن قبره في قبره ولا يجوز كسر عظامه ولا تحول شئ منها ولا ينبش وان طال الزمان۔ واللہ اعلم (امداد الاحکام ۳/ ۲۷۷)

قبرستان کی آمدنی کی بعض صورتوں کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ ایک مخیر سیٹھ نے ۱۹۱۹ء میں سترہ ایکٹر زمین قبرستان کے لئے وقف کی اور اس میں سے اس وقت مربع مسجد و مدرسہ نماز جنازہ کے لئے مکان وضو طہارت کے لئے حوض کنواں امام اور خدام مسجد کے لئے رہائش مکانات کے لئے مخصوص کی اور متولیان وقف کو ہدایت کی کہ قبرستان سے کسی وقت کچھ آمدنی ہو تو اس کو مسجد کے پیش امام اور عالم مدرسہ کی تنخواہوں میں صرف کریں اور جو بچے اس کو دوسرے قبرستان میں بوقت ضرورت لگا دیں چونکہ وقت مذکور میں آمدنی کی کوئی صورت نہیں تھی اس لئے متولیان نے قبروں کی کھودائی (کی قیمت) مقرر کی اور قبروں کے لئے تابوت اور لکڑیاں بانس وغیرہ مہیا کئے جو دفن کے وقت قیمتاً فروخت کئے جاتے ہیں اس سے جو آمدنی ہوتی ہے اس کو گورکنوں کی تنخواہوں مسجد کے پیش امام موذن اور مدرسہ کے مدرسین کی تنخواہوں میں صرف کیا جاتا ہے ایک صاحب نے قبرستان کے لئے موٹر عطا کیا جس کا کرایہ مع روپیہ اہل میت سے لیا جاتا ہے جس کی میت کو موٹر میں لیا جاتا ہے۔ واقف مذکور بھی چار سال تک متولیان میں شامل رہے اور انہوں نے بھی اس آمدنی کو مصارف مذکورہ میں صرف کیا مگر اب کچھ لوگوں نے واقف کو بہکا دیا ہے جس کی وجہ سے وہ مصارف مدرسہ میں اس آمدنی کے صرف کرنے پر اعتراض کرتے ہیں پس بصورت مسئولہ قبرستان کی اس آمدنی کو مصارف مدرسہ و تعمیر مدرسہ میں لگانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سوال میں جتنی صورتیں قبرستان کی آمدنی کی ظاہر کی گئی ہیں یعنی اجرت گورکن قیمت تابوت وجوبہائے قبر و کرایہ موٹران کو قبرستان کی آمدنی کہنا حقیقتاً صحیح نہیں کیونکہ قبرستان کی آمدنی وہ ہو سکتی ہے جو زمین قبرستان سے متعلق ہو مثلاً قبرستان کے درخت فروخت ہونے سے آمدنی ہوتی یا قبرستان کی زمین میں کچھ دکانیں یا مکانات ایسے ہوتے جو کرایہ پر چلتے جب یہ صورت نہیں تو ہر سہ صورت ہائے آمدنی سے وقف مذکور اور اس وقف کے واقف کو کچھ تعلق نہیں بلکہ

متولیان قبرستان جنہوں نے اس آمدنی کے ذرائع مہیا کئے ہیں وہ اس آمدنی کو قبرستان کی ضروریات میں صرف کر کے جو باقی رہے اس کو مدرسہ اور تنخواہ مدرسین اور تعمیر مکانات مدرسہ وغیرہ جو قبرستان سے متعلق ہیں صرف کر سکتے ہیں البتہ کرایہ موٹر کی آمدنی میں واقف موٹر کی شرائط کا اتباع ضروری ہے اس کی شرائط میں مصارف مدرسہ وتعمیر مکانات مدرسہ میں تعریحاً یا اطلاقاً اس آمدنی کا لگانا جائز ہو تو صرف کیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔ وهذا كله ظاهر بل اظهر من ان يخفى على من له ادنى بالعلم و الفقه۔ واللہ اعلم اور یہ جواب مذکورہ الصدر علی سبیل التنزل ہے اور اگر یہ امر تسلیم کرلیا جائے کہ واقف کو قبرستان کی حقیقی آمدنی میں مدرسہ ومتعلقات مدرسہ پر صرف کرنے کی ممانعت کا حق حاصل ہے جب بھی ہر سہ صورتہائے آمدنی مذکورہ میں یہ حق حاصل نہیں لیکن جب کے وقف نامہ ص ۲ سطر ۱۲ اور دفعہ ۱۶ پر تصریح ہے کہ آمدنی وقف سے مدرسہ اور عالم کا تقرر کیا جائے اور جملہ امور مذکورہ کا اجزاء وابقاء کیا جائے اور ظاہر ہے کہ ان امور کا (اجزء وابقاء بدون مصارف کے نہیں ہوسکتا تو واقف کو اس وقف کی حقیقی آمدنی میں بھی مدرسہ اور متعلقات مدرسہ پر صرف سے مخالف کا حق حاصل نہیں۔ (امداد الاحکام ۳/۲۸۶)

قبرستان سے ملحقہ زمین میں کھانا پینا کیسا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ واقف قبرستان نے سترہ ایکڑ زمین قبرستان کے لئے وقف کرتے ہوئے وقف نامہ میں تصریح کردی ہے کہ اس میں سے دوسوفٹ مربع قطعہ زمین میں مسجد ومدرسہ وغیرہ تعمیر کیا جائے بقیہ قبرستان کے لئے رکھی جائے یہ دوسوفٹ مربع قطعہ قبروں سے بالکل خالی ہے اور قبرستان کے کنارہ پر ہے......... اس میں مدرسہ طلباء کے حجرے مسجد امام وعالم کے لئے مکانات وضو کے لئے کنواں حوض ملازمین قبرستان کے لئے رہائشی مکانات وغیرہ بنے ہوئے ہیں پس سوال یہ ہے، اس زمین میں جو قبرستان۔ ملحق ہے مگر قبروں سے بالکل خالی ہے طلبہ وغیرہ کے لئے کھانا پکانا کھانا پینا درست ہے یا نہیں؟

جواب وهو الموفق للصدق والصواب: قبرستان میں کھانے پینے کی حرمت کی کوئی دلیل نہیں غایت مافی الباب بلاضرورت نامناسب کہا جاسکتا ہے البتہ فقہا نے قبروں پر چلنے کو قبروں

پرسونے کو اور قبروں پر پیشاب پاخانہ کرنے کو مکروہ فرمایا ہے اس طرح بعض احادیث میں تحکک فی القار کی ممانعت آئی ہے سو یہ سب اس مقام کے ساتھ خاص ہیں جہاں قبریں بنی ہوئی ہیں اسی طرح جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی جو کراہت آئی ہے اس کا منشا بھی رسم جاہلیت کی مخالفت ہے کہ وہ لوگ اظہار شوکت کے لئے جنازہ کے ساتھ آگ لے جاتے تھے باقی اگر ضرورت کی وجہ سے قبرستان میں آگ لے جائی جائے جیسا کہ رات کو دفن کے لئے چراغ کی ضرورت ہو تو اس کی ممانعت نہیں خود حضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے رات کے وقت ایک صحابیؓ کو دفن کیا اور قبر میں چراغ جلایا گیا۔ (رواہ الترمذی وحسنہ ۱/۱۲۵)

یا اگر قبرستان میں میت لا وارث کی تجہیز و تکفین کی جائے تو پانی کا گرم ہونا اور کفن کو دھونی دینا ظاہر ہے کہ قبرستان میں ہی ہوگا جس کے منع کی کوئی دلیل نہیں بہر حال قبرستان کے احکام اس مقام کے ساتھ مخصوص ہیں جہاں قبریں بنی ہوئی ہوں اور جگہ اس سے علیحدہ ہے گو اس کے ساتھ ملحق اور متصل ہو اس کا حکم قبرستان کا سا نہیں وہاں سونا کھانا پینا بولنا ہنسنا کھانا پکانا سب درست ہے۔ دیکھئے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تین قبریں تھیں کیا اس گھر میں کھانا نہ پکتا تھا یقیناً قبروں کی جگہ کو کسی طریق سے ممتاز کر کے گھر میں سب کام ہوتا تھا اسی طرح قبرستان مذکورہ فی السوال کے ساتھ جو دو سوفٹ زمین مقام قبور سے علیحدہ ممتاز رکھی گئی ہے وہاں کھانا پینا سونا چلنا پھرنا کھانا پکانا وغیرہ سب درست ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ مدرسہ میں چلنا پھرنا سونا بھی جائز نہ ہو جس کا کوئی قائل نہیں۔ واللہ اعلم۔ کتبہ اشرف علی یکم رجب ۵۶ ہجری (مولانا اشرف علی تھانویؒ)

قبر سے متعلق چند خرافات و بدعات:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین مسائل ذیل کے بارے میں کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اس کے ماننے والوں نے تجہیز و تکفین کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور کئے۔

(۱) نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد بالقصد قبر کھودنے میں دیر کرنا بایں وجہ کہ ان کے مریدین دور دراز سے آنے والے ہیں وہ لوگ پیر کا چہرہ دیکھ لیں۔ (۲) قبر میں مردہ کو رکھ کر ایک دو روز تک قبر کھلی ہوئی رکھنا۔ (۳) چھوٹی الائچی پیس کر مردہ کے بدن پر لگانا۔ (۴) بیت

غسالہ (دھلے ہوئے پانی) کو تبرک سمجھ کر پینا پلانا۔ (۵) قبر کو چھ فٹ گہرا کھودنا تاکہ پیر قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکیں (۶) قبر میں گدے بچھانا پھولوں کی سیج بچھانا تین تکیے ایک دائیں جانب دوسرا بائیں جانب تیسرے سرہانے کی جانب رکھنا چھڑی اور بدھنا رکھنا ٹوپی وغیرہ پہنانا۔ (۷) شخص مذکور کے ماننے والے نے اس قسم کی باتیں بھی کہی ہیں مثلاً نبیوں سے اعلیٰ ہے میرا پیر نیز یہ بھی کہا ہے کہ اس سیرت کی پوجا کر و اس میں کامیابی ہے۔ (العیاذ باللہ)

جواب: حامداً ومصلیاً میت اور اس کے غسل اور دفن اور قبر سے متعلق چھوٹے سے چھوٹے مستحبات بھی کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ امور مسئولہ کا ذکر نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث شریف میں ہے نہ فقہ کی مستند کتب میں پس یہ سب چیزیں بے اصل ہیں بے دلیل ہیں جہالت ہیں ضلالت ہیں بدعت ہیں اور بعض ان میں شرک ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح راستے پر چلائے اگر دلائل کا مطالبہ کرنا ہے تو جو لوگ ان چیزوں کے مرتکب ہیں ان سے ثبوت طلب کیا جائے ہمارے واسطے تو اتنی بات کافی ہے کہ ان چیزوں کا کہیں ثبوت نہیں ہے پس میت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں جلدی کرنے کا حکم حدیث وفقہ میں موجود ہے قبر کا اتنا گہرا کھودنا غلط ہے بلکہ اتنی گہری ہونی چاہیے کہ میت کو اس میں رکھنے کے بعد جو تختہ وغیرہ رکھا جائے تو اس کے جسم سے مس نہ کرے البتہ اوپر کا حصہ ایک آدمی کی قد کے برابر یا اس سے کچھ کم گہرا ہونا چاہیے میت کے نیچے گدا بچھانا صحابہ کرام ائمہ مجتہدین اور جملہ اصحاب عظام سے کہیں ثابت نہیں تین تکیوں کی مصلحت بھی وہی بتائیں گے حدیث وفقہ میں تو کہیں نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۲/۴۲۳)

پرانے قبرستان پر مسجد بنانے کا حکم:

سوال: پرانا قبرستان جس میں قبروں کے نشانات مٹ گئے ہوں اور لوگوں نے اس میں اموات دفن کرنا چھوڑ دیا ہو ایسے قبرستان پر مسجد بنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس قبرستان میں اگر لوگوں نے اموات دفن کرنا ترک کر دیا ہو اور سابقہ قبروں کے نشان مٹ گئے ہوں تو وہاں مسجد بنانا جائز ہے ایسے ہی اگر قبرستان کسی کا مملوک ہے اور اس میں قبور مٹ چکی ہوں تو مالک کی اجازت سے وہاں مسجد بنانا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ۶ ص ۴۰۹)

قبرستان کے درخت مدرسہ میں استعمال کرنے کی شرعی حیثیت:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ کہ ایک قبرستان ہے جس کے اندر درخت ہے پھر ان کو کاٹ کر مدرسہ عربیہ کے کام میں لا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ درخت چونکہ قبرستان کے لئے وقف ہیں اور وقف کا کسی اور جگہ خرچ کرنا جائز نہیں ہوتا اس لئے ان درختوں کو کاٹ کر مدرسہ عربیہ کی عمارت میں لگانا درست نہیں بلکہ ان کو قبرستان کی ضروریات پر صرف کریں مثلاً قبرستان کے لئے مزید زمین اس سے خریدیں یا قبرستان کی اینٹوں وغیرہ کا انتظام اس رقم سے کرلیں۔ وغیرہ ذالک (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۳)

وقف قبرستان کو دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین دریں مسئلہ (۱) کہ جب کوئی قطعہ زمین قبرستان یا مسجد کے لئے وقف ہو جائے جو قریباً ایک صدی سے سرکاری کاغذات میں بھی قبرستان ظاہر کیا جا رہا ہے کیا کوئی شخص اس قطعہ وقف کے کسی حصہ پر اپنا مسکن مکان بنالے اور جب حکومت کا با اختیار محکمہ اس جگہ کا ناجائز ساکن کو نکالنا چاہے تو وہ قبضہ مخالفانہ کا کاغذ پیش کرے تو از روئے شریعت اس پر کیا فیصلہ ہے کیا وقف زمین کی خرید و فروخت کی جاسکتی ہے؟

(۲) اگر کسی جگہ کوئی قطعہ زمین شاملات میں دی ہے مگر قبرستان کے لئے وقف ہے پس کیا وہ واقف یا اس کا کوئی رشتہ دار اس قطعہ کو وقف قبرستان کرنے کے بعد اس قطعہ کے کسی حصہ کو قبر کے علاوہ کسی بھی مصرف میں لاسکتا ہے۔

(۳) جن لوگوں نے جان بوجھ کر وقف قبرستان کی زمین پر عالیشان پختہ بلڈنگ بنائی ہے کیا ان کے قبضہ کو نہ ہٹانے کے واسطے یہ دلیل قابل قبول ہو سکتی ہے کہ ناجائز قبضہ ہٹانے میں ایسے شخص کا بڑا بھاری مالی نقصان ہوگا۔

(۴) کیا بلدیہ کے افسران جن کی تحویل میں قبرستان پھر مقبوضہ اہل اسلام کو بطور امانت حق پہنچتا ہے کہ قبرستان کے ہمسایہ کو قبرستان کی زمین میں مالکانہ تصرف یا نجی استعمال کی اجازت دے دے۔

جواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (۱-۳) واضح رہے کہ جو زمین مملوکہ ہو اور اس کو اس کا مالک باقاعدہ طور پر قبرستان یا مسجد کے لئے وقف کردے تب وہ زمین اس کے ملک سے نکل جاتی ہے اور جس غرض کے لئے اس نے وقف کی ہے اسی مقصد کے لئے استعمال میں لائی جائے گی اس کو کسی دوسرے مقصد میں استعمال کرنا یا اس کو فروخت کرنا کسی طرح جائز نہیں کما قال فی الکنز ۲۲۵ والملك يزول بالقضاء لا الى امالك وقال بعد اسطر ولا لملك ولا يقسم اور فقہاء کا مشہور اور مسلم مقولہ ہے شرط الواقف کنص الشارع وفی العالمگیریہ ۲/۴۵۳ کتاب الوقف) وسئل هو ايضا عن المقبر في القرى اذا اندرست وطبه يبق فيها اثر الموتى لا العظم ولا غيره هل يجوز لمها واستفلا لها قال لا ولها حكم المقبره كذا في المحيط وقال ، صححه (۱) قوله قال لا هذا الدنيا في ماقاله الزيلعي في باب الجنازء من الميت اذا بلى وصار ترابا جاز زرعه والنباء عليه۔ لان المانع هنا كون لمحل موقوف على الادفن فلا يجوز استعماله في غيرها فيتامل وليحرر۔ اور جو زمین ملکیت نہ ہو بلکہ شاملات میں سے ہو وہ چونکہ کسی کی مملوک نہیں ہوتی اس لئے اگر کوئی زمین دے جس کو آپ قبرستان کے طور پر استعمال کرتے ہوں وقف نہ ہو تو ایسی زمین قبروں کے دفنانے کے لئے خاص نہیں بن جاتی بلکہ دوسرے مقاصد میں بھی استعمال کرنا جائز ہے کما قال فی الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار ۱/۶۶۲) ويخير المالك بين اخراجه ومساوانه بالارض كما جاز زرعه والنباء عليه اذا بلى وصار ترابا صورت مسئولہ میں اگر وقف قبرستان پر کوئی بلڈنگ تیار کی گئی ہو تب تو اس کو گرایا جائے گا اگر چہ مالک مکان کو نقصان بھی پہنچے اور اگر وقف قبرستان نہیں ہے غیر مملوک ہے شاملات قبرستان ہے تب ضروری نہیں کہ گرایا جائے کیونکہ اس کو دوسرے مقاصد میں شرعاً استعمال کیا جا سکتا ہے۔ (۴) افسران بلدیہ وقف قبرستان میں اجازت نہیں دے سکتے اور غیر وقف قبرستان اجازت دے سکتے ہیں جس کی تفصیل اوپر گزر گئی۔ فقط واللہ اعلم (فتاوی مفتی محمود ۳/۱۲۱ تا ۱۲۳)

قدیم قبرستان پر دعویٰ ملکیت:

سوال: ایک گاؤں میں مسلمانوں کی زمینداری ہے اور اس میں ان لوگوں کا قبرستان عرصہ دراز سیکڑوں برس سے چلا آتا ہے چنانچہ نشانات کہنہ قبروں کے نمودار ہیں اور اب ایک شخص ہندو مدعی ہے کہ قبرستان کی زمین میری ملک ہے اور ثبوت میں کاغذات سرکاری چالیس بیالیس برس کے پیش کرتا ہے اور فی الحقیقت بعض کاغذات میں اس کا نام مالکانہ اور بعض بحیثیت مرتہن درج ہے آیا شرعاً شخص مذکور زمین قبرستان کا مالک ہوسکتا ہے؟ اور فتاویٰ عالمگیری جو لکھا ہے کہ کسی غیر کی زمین میں اگر کوئی مردہ بلا اذن اس کے دفن کر دیا جائے تو مالک زمین کو اس میں تصرف کا اختیار ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جب عرصہ دراز سے مسلمانوں کا قبرستان چلا آ رہا ہے اور نشانات کہنہ قبروں کے ہنوز نمایاں ہیں جس سے قبرستان کی قدامت صراحۃً ثابت ہے تو ملکیت یا مرتہن ہونے کا دعویٰ کسی کا صحیح نہ ہوگا کیونکہ صورت الحال شاہد ہے کہ یہ زمین قبرستان ہے اور قبرستان حال وقف سے ہوتا ہے لہٰذا کسی کو اس کی بیع ورہن وہبہ کا اختیار نہ ہوگا عالمگیری ۱۳۹/۲ میں ہے ودفنوا فی المقبرة ذال الملك یعنی مردوں کے دفن ہو جانے پر ملکیت باقی نہیں رہتی اور نیز اس میں ہے ولا یباع ولا یوھب ولا یورث ۱۱۴/۲ سقط الخراج عنه ان کانت خراجیة وھو الصحیح ۱۳۹/۲۔ اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قبرستان سے جس طور پر کہ ملک اصل مالک کی زائل ہو جاتی ہے بایں طور ملک شاہی اس سے ساقط ہو جاتی ہے یعنی خراج اس زمین کا بادشاہ وقت کو لینا درست نہیں اور عالمگیری کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مردہ کسی غیر کی زمین میں جو قبرستان نہیں ہے بلا اجازت مالک زمین دفن کر دیا جائے تو مالک زمین کو تصرف کا اختیار ہوگا چنانچہ عبارت اس کی یہ ہے میت دفن فی ارض انسان بغیر اذن مالکھا کان المالك بالخیار ان شاء رضی بذالك وان شاء امر باخراج المیت وان شاء سوی الارض وزارع فوقھا۔ (۱۳۹/۲) یعنی اگر کوئی مردہ کسی کی زمین مملوکہ میں بدون اذن مالک کے دفن کر دیا جائے تو مالک زمین کو اختیار ہے چاہے بدستور رہنے دے یا مردہ کو نکالنے کا

حکم دے یا زمین برابر کر کے اس پر زراعت کرے یہ صورت وہاں مقصود ہو سکتی ہے کہ ابتداءً کوئی مردہ کسی کی خاص زمین میں دفن کیا جائے جو ہنوز قبرستان نہیں اور صورت مسئولہ میں قبرستان کا عرصہ دراز سے چلا آنا موجود ہے جس پر کسی طور کا مالکانہ تصرف جائز نہیں ہے لہٰذا مدعی کا دعویٰ ملکیت اور رہن کا اعتبار نہیں ہے اور نیز کہنہ قبرستان کے مقابلہ میں چالیس پیالیس برس کا ثبوت کوئی چیز نہیں کیونکہ قبرستان کا رہن و بیع جائز نہیں۔ (عزیز الفتاویٰ/۵۶۳)

قبرستان میں نماز کے لیے جگہ بنانا:

سوال: ایک قطعہ زمین میں مسلمان رعایا نے اپنے ہندو زمیندار سے قبرستان کے لئے لے لی اور مدت سے اپنے مردے اس میں دفن کرتے چلے آرہے ہیں اب مسلمانوں کو مسجد کی ضرورت ہے اگر مسلمان قبرستان میں مسجد بنالیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اور جو زمین ہندوؤں نے قبرستان کے لئے دی ہے وہ مسلمانوں کے دوسرے مصرف میں آسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر یہ زمین ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہبہ کر دی ہے اور مسلمانوں نے اس کو قبرستان کے لئے وقف کئے بغیر اس میں قبریں بنالی ہیں تو اس قبرستان کی جگہ میں ایک طرف کو جہاں قبریں نہ ہوں یا بوجہ قدامت بے نشان ہو چکی ہوں تو اس جگہ پر مسجد بنا سکتے ہیں اور وہ تمام احکام میں مسجد ہی رہے گی لیکن اگر ہندوؤں نے زمین بالکل ہبہ نہیں کی تو بغیر ان کی اجازت کے مسجد نہیں بن سکتی البتہ اگر بلا ان کی اجازت کے بھی کوئی جگہ وہاں پر نماز کے لئے بنالیں تو اگرچہ یہ مسجد کے حکم میں نہ ہوگی مگر نماز بلا کراہت ادا ہو جائے گی بشرطیکہ قبلہ کی جانب میں کوئی قبر نہ ہو (امداد المفتین ۶۵۶)

احاطۂ مسجد میں واقع قبرستان میں امام کا رہائشی حجرہ:

سوال: مسجد کے احاطہ میں قبرستان شامل ہے جو تقریباً تین سال سے دفن کے لیے بند ہے قبرستان کی اس حد میں امام صاحب کی رہائش کے لیے ایک کمرہ بنایا گیا ہے جس میں غسل خانہ اور بیت الخلاء ہے اور امام صاحب اس کمرہ میں مع اپنی بیوی بچوں کے رہتے ہیں کیا یہ درست

جواب: احاطہ مسجد میں قبرستان کا قطعہ وقف ہے کسی کا مملوک نہیں اس پر امام کی رہائش کے لیے کمرہ بنانا اور اس میں غسل خانہ اور پیشاب خانہ بنانا قطعاً جائز نہیں اس کے بنانے والے اور اس میں رہنے والے دونوں گنہگار ہوں گے۔ (فتاوی رحیمیہ ۹/۱۸۰)

قبرستان میں جانوروں کو چرانے کا حکم:

سوال: قبرستان میں جانوروں کو چگنے کے لئے چھوڑنا جائز ہے یا نہ؟ گوبر اور پیشاب وغیرہ نجاست سے مردوں کی روح کو تکلیف ہوتی ہے یا نہ؟ قبرستان کی حفاظت ضروری ہے یا نہ؟ وغیرہ الخ

جواب: کتب فقہ میں یہ منقول ہے کہ جانوروں کو قبرستان میں نہ چھوڑا جائے عالمگیری کتاب الوقف ۳۶۲ میں ہے فلو کان فیها خشیش یحش ویرسل ای الدواب ولا ترسل الدواب فیها کذا فی البحر الرائق اور حدیث شریف میں ہے نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبور وان یکتب علیها وان توطاء (رواہ الترمذی) یعنی آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے اس سے کہ قبریں پختہ کی جائیں اور ان پر کچھ لکھا جائے اور اس سے کہ ان کو روندا جائے یعنی ان پر چلا جائے یا پھرا جائے یعنی جب کہ غایت تعظیم اور زیب و زینت اور تکلف قبور پر منع ہے ویسا ہی ان کی توہین بھی منع ہے لہذا ضروری ہے کہ اپنے اختیار سے وہاں چارپایوں کو نہ چھوڑا جائے اور ان کو راستہ نہ بنایا جائے کہ ان پر چلیں پھریں بلکہ حفاظت قبرستان عمدہ امر اور مستحب ہے اور حدیث شریف میں ہے کسر عظم المیت ککسره حیا قال الطیبی اشارة الی انه لا یهان المیت کما لا یهان الحی وقال ابن ملک والی ان المیت یتالم الخ وقد اخرج ابن ابی شیبه عن ابن مسعودؓ اذی المومن فی موته کاذاه فی حیاته (مرقاۃ) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مردہ کو نجاست اور خباثت سے تکلیف پہنچتی ہے اگرچہ خود قبر بھی بعض اوقات محل نجاست اور صدید میت وغیرہ ہوتی ہے چنانچہ فقہاء نے قبرستان میں نماز مکروہ ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ قبور محل نجاست ہیں بایں ہمہ ہم کو حکم نظافت اور ستھرائی ہے لہذا اپنے اختیار سے وہاں نجاست و پلیدی ڈالنا مکروہ ہے اور

جبکہ نجاست ڈالنا وہاں مکروہ ہو تو لامحالہ نجاست دور کرنے والے کو ثواب ہوگا اماطۃ الاذی عن طریق المسلمین جب کہ موجب اجر و ثواب ہے تو اموات کے لئے بھی یہ حکم جاری ہو سکتا ہے مگر یہ واضح رہے کہ حد سے زیادہ جو امر تجاوز کرتا ہے وہ ممنوع ہو جاتا ہے جیسا کہ تعظیم قبور کا رواج ہو گیا ہے یہاں تک ان پر غلاف اور چادریں ڈالی جاتی ہیں اور یہ امور اکثر مفضی الی الشرک اور دواعی شرک ہو جاتے ہیں۔ کما ہو مشاہد (عزیز الفتاوی ۵۶۴)

مسئلہ: قبرستان میں مویشی کو گھاس چرنے کے لئے چھوڑنا منع ہے کہ قبریں روندی جائیں گی اور گوبر وغیرہ نجاست قبروں پر گریں گی جس سے میت کی بے حرمتی ہوگی۔ (بحر الرائق ۵/۲۵۴، فتاوی رحیمیہ ۷/۱۱۹)

مسجد کی زمین میں میت دفن کرنا:

سوال: زید نے اپنے بھائی کی لاش ایسی موقوفہ مزروعہ اراضی میں دفن کی جو کسی مقدس استانہ اور مسجد کی خدمت کے لئے وقف ہے نہ تدفین موتی کے لئے اور نہ کسی کی لاش کبھی اس میں دفن کی گئی بغیر اجازت متولی کے دفن کی۔ (۱) کیا حقوق تولیت سے شرعاً باہر ہے کہ زید کی اس کارروائی کو وہ قبول فرمائیں یا اس کو اختیار فرمائیں۔ (۲) بہر حال قبر مذکور کا احترام مثل احترام دیگر قبور مومنین واجب ہوگا یا نہیں؟ (۳) عدالت میں تخلیہ ارض یا تسویہ قبر کا استغاثہ زید پر کرنا متولی کے لئے واجب ہے یا نہیں؟ (۴) اگر صورت نمبر ۳ میں فساد بین المسلمین کا خطرہ ہو تو شرعاً کونسی صورت مستحسن ہوگی (۵) تسویہ کی صورت معین ہونے کی تقدیر پر اگر سردست رفع فساد کے خیال سے اغماض کیا جائے پھر بعد چندے مناسب وقت میں ہموار کر کے مثل اراضی مزروعہ اس زمین سے نفع حاصل کیا جائے تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: متولی وقف کے ذمہ شرائط واقف کی پابندی ضروری ہے جو کام شرائط واقف کے خلاف ہو اگر چہ وہ فی نفسہ ثواب کا کام ہو بلکہ فرض واجب بھی ہو تب بھی متولی کو حق نہیں کہ شرائط واقف کے خلاف زمین موقوفہ کو اس میں خرچ کرے لہٰذا اس زمین میں جو مسجد یا کسی جائز کار ثواب کے لئے آمدنی حاصل کرنے کے واسطے وقف ہو متولی کو حق نہیں ہے کہ کسی شخص کے لئے

قبر بنانے کی اجازت دے دے صرح بہ عامة کتب الفقہ والفتاوی من الشامیہ والعالمگیریہ (۲) قبر کا احترام اور حکم عام امور میں عام قبروں کی طرح ہوگا البتہ صرف اتنا فرق ہوگا کہ متولی کو حق ہوگا کہ اس لاش کو احترام کے ساتھ یہاں سے نکلوا کر دوسری جگہ احترام کے ساتھ دفن کرادے۔ کما ہو حکم الارض المغصوبۃ صرح بہ فی العالمگیریہ من الوقف۔ (۳) اگر آپس کی رضا اور مصالحت سے کام نہ ہو سکے تو تولیت پر استقاثہ کرنا لازم ہے (۴-۵) اگر فساد بین المسلمین کا قوی خطرہ ہو تو تخلیہ و تسویہ دونوں کو ترک کر دینا بھی جائز ہوگا اگر تسویہ میں خطرہ نہ ہو تو اس کو اختیار کر لیا جائے اور جو اس میں بھی خطرہ ہو تو یہی مناسب ہے کہ اتنے ایام تک چھوڑ دیا جائے کہ خطرہ باقی نہ رہے پھر آہستہ آہستہ برابر کر دیا جائے کیونکہ فتنہ فساد بین المسلمین بہت سے مفاسد و معاصی پر مشتمل ہو جاتا ہے اس کے لئے دوسرے ادنیٰ گناہوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے اذا بتلی المرا ببلیتین فلنختر ا هو نهما شرعی ونقلی قانون ہے۔ واللہ اعلم (امداد المفتین ۲۵۶)

بارش طلب کرنے اور دیگر حاجات کے لئے مزارات پر جانور ذبح کرنا:

سوال: ہمارے علاقہ میں یہ رسم ہے کہ لوگ مزار پر کسی بیماری یا مقدمہ یا کسی اور تکلیف کے سلسلہ میں بکرا یا دنبہ وغیرہ ذبح کرتے ہیں اور مقامی علماء سے یہ سنا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے مگر پارٹی بازی کی وجہ سے ان کے قول کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی ایک واقعہ ہے کہ زانا یا خان المعروف منگ خان نے استقاء کے لئے قربانی سے بچت شدہ رقم سے ایک گائے کا بچہ تختر بزرگ کے مقبرہ کے پاس ذبح کیا میں نے جا کر کہا کہ یہاں کیوں کر ذبح کیا انہوں نے جواباً کہا کہ زندوں کے لئے بہت سے صدقے کئے ہیں مگر اس دفعہ مردوں کا آسرا لے کر آیا ہوں کہ بارش برسے تو اب مندرجہ ذیل امور دریافت طلب ہیں۔ (۱) کسی مقبرہ و مزار پر قربانی (بکرا یا دنبہ وغیرہ) جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر نہیں تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟ (۳) استقاء کے موقع پر صدقہ کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: یہ رسم کہ مزارات پر جا کر بکرے یا دنبے بغرض قضائے حاجات و رفع بیماری و استقاء

وغیرہ ذبح کرنا جائز نہیں بدعت ہے قرن صحابہ وتابعین وائمہ کرام میں اس کا نام ونشان بھی نہ تھا اس سے احتراز لازم ہے جانوروں کو ہدی کر کے حرم مکہ میں ذبح کرنا تو ثابت ہے اور کسی مزار کے ساتھ ایسا سلسلہ کرنا جائز نہیں۔ (۲) گوشت کا حکم۔ اگر اس جانور کے ذبح سے تقرب بزرگ مقصود ہے تب تو یہ گوشت بھی حرام ہے اور کھانا ناجائز ہے اور اگر تقرب مقصود نہ تھا اور اس جانور کو صاحب مزار کے لئے نامزد نہ کیا گیا تھا بلکہ اللہ کے لئے ذبح کیا ہو اور اس خیرات کا ثواب صاحب مزار کی روح کو پہنچایا ہو تب تو یہ گوشت حلال ہے۔

(۳) استسقاء کے موقع پر بہتر صورۃ تصدق کی یہ ہے کہ جنگل میں نماز استسقاء کے لئے جانے سے پیشتر گھروں میں ہی اغنیاء لوگ فقراء میں خیراتیں دے کر جائیں اس طرح جن لوگوں کے حقوق دبائے ہوئے ہیں ان کے حقوق ادا کر کے پھٹے پرانے کپڑوں میں ذلت ومسکنت کے ساتھ سرنیچے کئے ہوئے جائیں کمافی نورالایضاح ۱۲۵) یستحب الخروج له الی قوله قبل خروجهم۔ فقط واللہ اعلم (خیرالفتاویٰ ۱/۵۵۱)

قبر کی زمین برابر کردی گئی ہو تو اس جگہ نماز پڑھنے کا حکم:

سوال: چند دن ہوئے ایک سید صاحب انتقال فرما گئے ہیں ان کو مسجد کے ایک حجرہ میں دفن کر دیا جب کہ وہ جگہ خارج از مسجد ہے اور اس قبر سے چھ گز کے فاصلے پر چھ عدد قبریں اور ایک مزار بھی موجود ہے جس جگہ سید صاحب کو دفن کیا گیا ہے وہ جگہ مسجد کی جگہ میں آتی ہے اور نہ ہی پاس والی جگہ میں اور جب کہ قبر بھی ہموار ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس مسجد میں نماز نہیں ہوتی برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ صادر فرمائیں۔

جواب: مذکورہ قبر کو زمین کے برابر کردیا گیا ہے تو اب وہاں نماز وغیرہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں حفر فدفن فیه آخر میتا فهو علی ثلاثة او جه ان الارض للحافر فله نبشه وله تسویته الخ وان وقف فكذالك الخ وفی الشامیة هذا الوقفات للدفن فلو علی مسجد للزرع والغلة فكذا للملوكة (۵/۲۴۷ اخیرالفتاویٰ ۲/۴۵۶)

قبرستان کے مفاد میں قبرستان کی زمین میں دکانیں بنانا:

سوال: ہمارے ہاں ایک قبرستان بہت پرانا ہے اور اس کا رقبہ بہت زیادہ ہے اس کے ایک جانب عام شاہراہ (سڑک) ہے اس جانب قبرستان کی دیوار ہے تین جانب دیواریں نہیں ہے جن کی تعمیر کثیر رقم سے ممکن ہے اتنی بڑی رقم جمع کرنا بہت مشکل ہے سڑک سے لگی ہوئی پٹی میں تقریباً چار میٹر کی چوڑائی میں کوئی قبر نہیں ہے اس پٹی میں قبرستان کے نگران دکانیں بنوانا چاہتے ہیں ان دکانوں کے کرایہ سے دیواروں کا کام آسانی سے ہو سکے گا کیا اس مقصد سے قبرستان کی زمین میں دکانیں بنانا جائز ہے اگر دیواریں نہ بنائی جائیں تو اندیشہ ہے کہ لوگ قبرستان کی زمین پر آہستہ آہستہ قبضہ کرلیں گے کچھ لوگوں نے تو قبضہ بھی کیا تھا مگر بروقت قانونی چارہ جوئی کی وجہ سے وہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے امید ہے کہ آپ جواب عنایت فرمائیں گے۔

جواب: قبرستان مسلمان مردوں کی تدفین کے لئے وقف ہوتا ہے قبرستان کے مفاد یعنی کپاؤنڈ بنانے کے لئے بھی اس کے کسی حصہ میں دکانیں بنانے کی شرعاً اجازت نہ ہوگی اس کے لئے چندہ کیا جائے مقامی چندہ سے کام نہ ہو سکے تو دیگر مقامات سے چندہ کیا جائے کوشش شرط ہے باوجود کوشش کے چندہ فراہم نہ ہو سکے تو قطعی مایوسی کی صورت میں اتنی مدت کے لئے دکانیں بنادی جائیں کہ کپاؤنڈ بن جائے اور قبریں بے حرمتی سے محفوظ ہو جائیں بعد میں دکانیں توڑ کر جگہ خالی کردی جائے کہ مردہ دفن کیا جا سکے قبرستان کا اصل مقصد یہی ہوتا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ ۷ص ۱۳۵)

قبرستان کی خالی زمین میں مسجد بنانا:

سوال: ایک گاؤں میں جہاں غیر قومیں آباد ہیں مسلمانوں کے چند گھر ہیں گاؤں میں مسجد بنانے کے لئے مسلمانوں کے پاس زمین نہیں ایک مقبرہ ہے جس کی زمین کاغذات میں قبرستان کے لئے درج ہے اس قبرستان میں ایک اونچی بلند جگہ ہے جہاں چند پختہ قبریں پرانی موجود ہیں جو شہید وارے کے نام سے موجود ہے اس کے اردگرد تحقیق سے ثابت ہے کہ کوئی قبر نہیں ہے قبرستان کی زمین وسیع ہے جہاں تک حکومت کے کاغذات میں درج ہے وہاں کے مسلمان متفقہ

طور پر چاہتے ہیں کہ قبرستان کی اس جگہ میں جہاں قبریں نہیں مسجد کا سنگ بنیاد رکھ دیا جائے، اور وہ زمین اس خطرے سے بھی محفوظ ہو جائے کہ غیر قومیں اس پر قابض ہو جائیں جس کا اندیشہ ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا اس مذکورہ قبرستان کی زمین میں مسجد بنائی جاسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً صورت مسئولہ میں وہاں مسجد بنانا شرعاً درست ہے بشرطیکہ دفن موتی کے لئے اس جگہ کی حاجت نہ ہو اس کا لحاظ بھی ضروری ہے کہ قبریں نمازیوں کے سامنے نہ ہوں بلکہ درمیان میں دیوار حائل کر دی جائے۔ (ملخص فتاویٰ محمودیہ ۱/۴۸۶)

موقوفہ قبرستان میں کاشت کی ہوئی فصل اور اس کی رقم کا حکم:

سوال: ایک قبرستان بہت ہی وسیع ہے اس کا کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو عرصہ دراز سے یوں ہی پڑا ہوا ہے فی الحال اس میں کوئی قبر نہیں ہے اور نہ بالیقین کہا جاسکتا ہے کہ کسی زمانہ میں اس حصہ میں مردے دفن کئے گئے ہیں یا نہیں اس سال زبردست سیلاب نے آ کر قبرستان کو کر بھر اونچا کر دیا ہے کیچڑ سے جس کو ہماری اصطلاح میں چاک پڑنا کہتے ہیں قبر کا نام ونشان نہیں ہے ایک شخص نے اس حصہ پر دیدہ ودانستہ دہان کی تخم ریزی کر دی ہاں اگر غلطی سے دو چار قدم قبر والی زمین میں بھی بیج پڑ گیا ہو تو نہیں کہا جاسکتا دہان و ماشاء اللہ بہت اچھا ہوا اور اس حصہ میں فصل ربیع بھی بلا جوتے لگا رکھا ہے تو اب قابل سوال مسئلہ یہ ہے کہ اس شخص کا یہ فعل کیسا ہے اور اس زمین سے حاصل شدہ پیداوار کو کس مصرف میں خرچ کیا جائے اگر کسی مدرسہ میں دے دیا جائے یا از خود طلبہ پر خرچ کیا جائے تو کیا درست نہیں ہے؟ نیز کیا قبرستان قابل کاشت ہو سکتا ہے؟

جواب: جو قبرستان مردے دفن کرنے کے لئے وقف ہو اس میں کاشت کرنا جائز نہیں خواہ بالفعل اس میں قبریں موجود ہوں یا نہ ہوں۔ لان شرط الواقف کنص الشارع کذا فی رد المختار اب جو دہان اس میں پیدا ہوا ہے بہتر یہ ہے کہ اس کو غرباء طلباء پر صدقہ کیا جائے۔ بیواؤں، یتیموں کو دے دیا جائے خواہ مدرسہ کے مہتمم کو دے دے کہ وہ نادار طلباء کے کپڑے کھانے پر صرف کر دے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۰۵)

قبرستان کی رقم اگر قبرستان کی ضرورتوں سے زائد ہو تو:

مسئلہ: ہاں اگر قبرستان میں کوئی ضرورت نہ ہو مثلاً حفاظت کے لئے چار دیواری کی ضرورت نہ ہو آدمی رکھنے کی ضرورت نہ ہو وغیرہ وغیرہ تو پھر باہمی مشورہ سے مدرسہ وعیدگاہ میں جہاں ضرورت ہو تعمیر تنخواہ وطلبہ خرید کتب وغیرہ میں صرف کر سکتے ہیں تاکہ آمدنی کی رقم ضائع نہ ہو اور اس پر کسی کی ملک نہ ہو اور غاصبانہ قبضہ نہ ہو جائے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۲۵/۳۰۶)

مزار کی حفاظت کا طریقہ اور اس کے محافظ کا وظیفہ:

سوال: یہاں گاؤں میں ایک درگاہ شریف ہے اس کی مجاوری کے لئے مہاراجہ گائیکواد نے کچھ زمین دی ہے کہ جو مجاوری کرے وہ اس زمین کو کاشت کر کے اس کی پیداوار کھائے مجاوری کا کام ایک موذن کرتا ہے اور گاؤں کے لوگ سب درگاہ پر پھول چڑھاتے ہیں اور دیا بھی جلاتے ہیں موذن کا کہنا ہے کہ میں اس قبر پرستی کو برا سمجھتا ہوں اگر میں یہ کام نہ کروں تو اس زمین کی پیداوار کھا سکتا ہوں یا نہیں چونکہ اس کی تنخواہ بہت کم ہے اس لئے اس نے ایسا کام اختیار کیا ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً درگاہ کی حفاظت کرے اور پھول چڑھانے والوں کو نرمی وشفقت سے سمجھا دیا کرے کہ اس چڑھاوے سے نہ تم کو فائدہ ہے نہ صاحب مزار کو فائدہ ہے اگر دو رکعت نفل پڑھ کر ان کو ثواب پہنچا دو تو تم کو بھی نفع ہے اور ان کو بھی نفع ہے اور اس طریقہ پر ثواب پہنچانا حدیث شریف سے ثابت بھی ہے درگاہ سے متعلق جو زمین ہے اس کی پیداوار کھانا اس کے لئے جائز ہوگا مگر جو چیز مزار پر چڑھائی جائے اس کا کھانا درست نہیں۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۱۹)

عیدگاہ کو قبرستان بنانا:

سوال: میری بستی میں ایک عیدگاہ قبرستان کے درمیان بنی ہوئی ہے پہلے آبادی کم تھی اس لئے تمام لوگ اس میں آ جاتے تھے لیکن اب اس میں گنجائش بالکل نہیں ہے ضرورت ہے کہ عیدگاہ کو وسیع کیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ عیدگاہ کے چاروں طرف قبریں ہیں اس لئے اہل بستی چاہتے ہیں کہ اس عیدگاہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ عیدگاہ بنالی جائے سوال یہ ہے کہ اس عیدگاہ کا ملبہ دوسری

عیدگاہ میں لگا سکتے ہیں یا نہیں اب اس عیدگاہ کا موجودہ مصرف کیا ہوگا کیا اس عیدگاہ کو بھی قبرستان ہی بنالیا جائے اس میں میت کو دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: حامداً ومصلیاً اگر وہ جگہ وقف ہے اور نماز عید کے لئے وقف ہے تو اس کو توڑ کر وہاں میت دفن کرنا درست نہیں بلکہ اس کو عیدگاہ ہی رکھا جائے اس کے پاس جو قبرستان ہے وہ اگر پرانا ہوگیا ہے اور وہاں اب میت دفن نہیں کی جاتی بلکہ دوسری جگہ دفن کی جاتی ہے تو عیدگاہ کی توسیع کے لئے اس قبرستان سے جگہ لی جاسکتی ہے جبکہ قبروں میں میت مٹی بن چکی ہو ورنہ تو یہ بھی درست ہے کہ نماز عیدگاہ دوسری جگہ انتظام کرلیا جائے اور دو جگہ نماز عید ہوا کرے یا پھر دوسری جگہ عیدگاہ بنائی جائے اور موجودہ عیدگاہ میں نماز پنجگانہ ادا کی جائے الحاصل موجودہ عیدگاہ کو توڑ کر نماز کے علاوہ دوسرے کام میں نہ لایا جائے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/۳۰۰)

قبرستان کی چاردیواری کے لئے آمدنی کے ذرائع:

سوال: یہاں پر ایک قدیم قبرستان ہے جس کی چاردیواری نہیں کی گئی اب اس کی صورت یہی ہے کہ کسی طرح اس کی چاردیواری کرائی جائے چندہ کی تحریک کی جاچکی ہے مگر مسلمانوں کی بدحالی کی وجہ سے چندہ اکٹھا نہیں ہو رہا ہے اور خرچ کا تخمینہ بہت زیادہ ہے ایسی صورت میں اگر دو چار شو سینما کے کرا کر اس کی آمدنی سے چاردیواری کرادی جائے تو شرعاً کیا حکم ہے اگر کوئی دوسری صورت ہو اس سے بھی آگاہ کرنے کی زحمت فرمائیں۔

جواب: اس مقصد کے لئے سینما کرانے اور اس سے رقم حاصل کرنے کی اجازت نہیں معصیت ہے اگر قبرستان کے چار طرف دکانیں تعمیر کر کے ان کو کرایہ پر اٹھا دیا جائے اور کرایہ سے قبرستان کے مصارف پورے کئے جائیں تو اس کی گنجائش ہے جبکہ ان تعمیرات سے قبرستان میں تنگی واقع نہ ہو تعمیر کے لئے رقوم قرض لی جائیں ایسے آدمی آج کل بسہولت مل جائیں گے جو پیشگی رقم دے دیں اور دکان اس کو دی جائے اور پیشگی دی ہوئی رقم کرایہ میں محسوب ہوتی رہے ایک کمیٹی بنائی جائے اور سب کام باہمی مشورہ و اتفاق سے کیا جائے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱۵/ ۳۰۳)

غاصبانہ قبضہ کے اندیشہ سے قبرستان کی زمین کاشت کرنا:

مسئلہ: قبرستان کے لئے وقف شدہ زمین قبرستان ہی کے لئے استعمال کی جائے اگر وہاں کے قبرستان میں ضرورت نہیں ہے اوران کی ضرورت کے لئے کافی جگہ موجود ہے اور اس زمین کے خالی رہنے سے اندیشہ ہے کہ دوسرے لوگ اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیں گے اور اس قبضہ کو ختم کرنا دشوار ہو جائے گا۔ جس سے اصل وقف ہی ضائع ہو جائے گا تو مجبوراً اس میں کاشت کر کے اس کی آمدنی سے مساجد کی مرمت کرنا درست ہوگا۔ فقط واللہ اعلم (فتاوی محمودیہ ۱۵/۴۲۰)

غیرآباد قبرستان میں مسجد بنانا:

مسئلہ: جب قبرستان غیر آباد ہو جائے اور وہاں دفن ہونا موقوف ہو جائے تو مسجد بنانا شرعاً درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۰/۲۸۷)

بطور تبرک قبر کی مٹی لے جانا:

وقف قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا ناجائز ہے اس لیے کہ وہ وقف ہے اور اپنے مملوک قبرستان سے مٹی اٹھا کر لانا جائز ہے اس لیے کہ وہ اس کی ملکیت ہے البتہ تبرکاً کسی بزرگ کی قبر سے مٹی لانا اور اپنے پاس رکھنا امر محدث (بدعت) ہے میت جب خاک بن جائے تو قبر کی جگہ بشرطیکہ مملوک ہو کھیتی کرنا درست ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبر کی مٹی کا کوئی خاص احترام شریعت نے نہیں بتایا بلکہ میت کا احترام بتایا ہے لہٰذا اس مٹی کو عام راستہ میں پھینکنا بھی درست ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۲/۳۵۳)

قبرستان کی مٹی کا حکم:

مسئلہ: اگر کوئی نجاست نہیں ہے تو محض قبروں کے اندر میت ہونے کی وجہ سے اوپر کی مٹی کو نجس نہیں کہا جائے گا۔ (فتاوی محمودیہ ۱۲/ص ۳۸۹)

قبرستان کی سبز گھاس کا حکم:

مسئلہ: مستحب ہے کہ قبر کے اوپر کی تر گھاس وغیرہ نہ کاٹی جائے اس سے میت کو انس حاصل

ہوتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے ہاں خشک ہونے کے بعد کاٹنے میں مضائقہ نہیں البتہ اگر قبر کے آس پاس گھاس وغیرہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اسے کاٹ کر راستہ صاف کیا جاسکتا ہے۔ نصاب الاحتساب قلمی ۸۶ باب ۳۲) نور الایضاح فصل فی زیارۃ القبور مراقی الفلاح ۱۲۱ کبیری ۵۹۳ فصل فی الجنائز فتاوی سراجیه ۷۳ فصل فی الجنازۃ بحواله فتاوی رحیمیه ۷/ ۳۵۔

قبرستان کی ہری گھاس نیلام کرسکتے ہیں یا نہیں:

سوال: قبرستان کی سبز گھاس نیلام کرسکتے ہیں یا نہیں؟ قبرستان کے چاروں طرف کانٹے کی باڑ کر کے قبضہ کرلیا ہے تو گھاس بیچ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بلامحنت اور آبیاری کے قدرتا خود گھاس مباح الاصل ہوتی ہے ہر ایک اس سے نفع اٹھا سکتا ہے کسی کی ملکیت اس پر نہیں ہوتی جب تک کاٹ کر قبضہ میں نہ لے لے اس کو بیچ نہیں سکتے کانٹے کی باڑ اور تار وغیرہ سے احاطہ (کمپاؤنڈ) کر لینے سے گھاس نہ مقبوض ہوگی نہ مملوک۔ اسی طرح قبرستان کی گھاس بھی مباح الاصل ہے کہ کسی کی ملک نہیں ہے کہ بیچ سکیں ہاں کاٹ لینے کے بعد بیچ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۴۳)

مسئلہ: قبرستان کی گھاس کاٹنے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ اس کی تسبیح سے مردوں کو جو فائدہ ہوتا ہے اس سے وہ محروم ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۴۳)

مسئلہ: راستہ بنانے یا صفائی کی ضرورت سے کاٹا جائے تو مضائقہ نہیں نیز گھاس کی اصلاح اور درستی کے لیے قبر کے اوپر کی گھاس ایک آدھ دفعہ کاٹنے کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۴۳)

قبرستان کے درخت کاٹ کر دیگر امور میں صرف کرنا:

سوال: ایک قبرستان جس میں چار گاؤں مشترک ہیں اور وہ قبرستان صرف ایک گاؤں کی ملکیت ہے اس گاؤں کے باشندوں نے دیگر تین گاؤں کے باشندوں کو اپنے مردے دفن کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اس قبرستان میں بڑے بڑے درخت ہیں ان درختوں کو کاٹ کر مسجد

اور مدرسہ کی اینٹیں پکانے کے لیے وہ گاؤں والے جو مالک ہیں استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: قبرستان وقف نہ ہو کسی کی ملکیت ہو تو اس کی اجازت سے درست ہے اگر قبرستان وقف ہے تو غیر ضروری درختوں کو کٹوا کر اس کی قیمت قبرستان کا کپاؤنڈ بنانے اور اس کی مرمت میں اور قبرستان کی صفائی اور سایہ دار درختوں کے لگانے وغیرہ کاموں میں صرف کرنا چاہیے بلا قیمت دوسری جگہ دینے کی اجازت نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۴۷)

قبرستان کا احاطہ بنانے میں سود اور زکوٰۃ کی رقم کا استعمال:

سوال: ہم لوگ قبرستان کی چار دیواری کرنا چاہتے ہیں اس میں کون سے پیسے استعمال کیے جائیں کیا اس میں زکوٰۃ یا سود یا جوے کی رقم استعمال کی جا سکتی ہے؟

جواب: قبرستان کا احاطہ کر کے قبروں کو بے ادبی اور توہین سے بچانا ضروری ہے اس کے لیے حلال کمائی کی رقم ہونی چاہیے زکوٰۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی جوے کی رقم استعمال کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے اپنے مردوں کو بے ادبی سے بچانے کے لیے انتظام کرنا اپنا فریضہ ہے اپنی حیثیت کے مطابق رقم جمع کریں اگر کافی نہ ہو تو مجبوراً بینک کے سود کی رقم وقف قبرستان کے احاطہ میں استعمال کی جا سکتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۹/ ۴۸)

قبرستان میں بلڈوزر چلانا:

سوال: یہاں ایک قبرستان ہے اس کے درمیان ایک بلند ٹیلہ ہے اور اس ٹیلہ پر قبریں ہیں بلڈوزر چلا کر اس ٹیلہ کو زمین کے برابر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبرستان میں ایسا کام کرنا جس سے مردوں کو ایذا پہنچے جائز نہیں خواہ ان کی تدفین کو تھوڑا عرصہ ہوا ہو یا زیادہ عرصہ گزرا ہو جب قبر پر چلنے اور بیٹھنے سے میت کو تکلیف ہوتی ہے تو بلڈوزر چلا کر مردوں کو ایذا پہنچانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/ ۱۴۸)

قبرستان میں بینچ بنانا:

سوال: ہمارے گاؤں کے کچھ لوگ قبرستان میں بینچ (بڑی کرسی) رکھنا چاہتے ہیں تاکہ بوڑھے

لوگ قبرستان کی زیارت کے وقت بیٹھ کر کچھ پڑھ سکیں کھڑے رہنے میں ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے تو کیا قبرستان میں بینچ رکھ سکتے ہیں؟

جواب: بوڑھوں کو تکلیف نہ ہو یہ مقصد ظاہر کیا جاتا ہے مگر بتدریج اس سے غلط نتائج پیدا ہونے کا خطرہ ہے غافل قسم کے لوگ قبرستان کو ایک تفریح گاہ بنالیں گے اور وہاں بیٹھ کر بیکار قسم کی گپ شپ میں مشغول رہیں گے اور قبروں کی زیارۃ کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا لہٰذا قبرستان کو پرانے اور سادا طریقہ پر رکھا جائے اور بینچ وغیرہ نہ رکھا جائے بوڑھے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو وہ زمین پر بیٹھ سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۱۳۴)

نماز عید قبرستان میں:

سوال: عید گاہ کے متصل قبرستان واقع ہے جب عید گاہ نمازیوں سے بھر جاتی ہے تو لوگ قبرستان میں بھی عید کی نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں تو ایسی صورت کی وجہ سے قبرستان میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نمازی کے آگے قبریں ہوں تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۰/۴۰۴)

قبروں کی زیارت کرنا

ابتداء اسلام کے زمانہ میں آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا کیونکہ شرک وکفر کا زمانہ تھا جو حضرات اسلام لائے تھے وہ بھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے تو ان کے قلوب میں شرک بت پرستی قبر پرستی کی عدات ونفرت پیدا کرنے کے لئے آپ ؐ نے انہیں منع فرمایا تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی توحید قلوب میں جم گئی شرک' بت پرستی' قبر پرستی کے تمام اوہام باطلہ یکلخت دور ہوئے اللہ واحد لاشریک کی وحدانیت نے دلوں کو صقیل کردیا اور ان کے دلوں میں شرک کا واہمہ بھی نہ رہا اور اپنی زبانوں سے اس کا اقرار کرنے لگے **اندعوا من دون الله مالا ينفعنا ولا يضرنا ونرد على اعقابنا بعد اذهدان الله** (انعام: ۷۱)'' کیا ہم اللہ کے سوا ان کو پکاریں جو نہ ہمیں نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان دے سکتے ہیں؟

اور کیا ہم الٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں سیدھا راستہ دکھا دیا ہے؟'' جب توحید خالص سے ان کے دل معمور ہو گئے تو پھر آنحضرت ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت دے دی ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ) ''میں نے تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا تھا (مگر اب) تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔''

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قد کنت نھیتکم من زیارۃ القبور فقد اذان لمحمد فی زیارۃ امہ فزوروھا فانھا تذکر الاخرۃ۔ (ترمذی ۱/ ۹۳۲)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن محمد (ﷺ) کو اب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت مل گئی ہے لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو اس لیے کہ یہ آخرت کی یاد تازہ کرتی ہے۔

ان حدیثوں میں قبروں پر جانے کی وجہ اور علت ارشاد فرمائی کہ قبروں پر جانے سے انسان کے دل و دماغ میں اس دنیا کی رنگینیوں اور مال و متاع سے بے رغبتی پیدا ہوتی ہے کہ کتنے بڑے بڑے مال والے جنھوں نے اس مال و دولت کے سہارے ہزاروں ظلم ڈھائے غریبوں مسکینوں کو پریشان کیا دنیا جہاں کی بدمعاشیاں عیاشیاں کیں آج وہ مال کہاں ہے؟ وہ عیاشیاں کہاں وہ خرمستیاں کہاں ہیں؟ کسی نے قوت و طاقت کی وجہ سے دنیا میں اپنا رعب جمائے رکھا کسی نے حکومت و مرتبہ کو اپنی خدائی کا سامان بنایا کسی نے ساز و سامان کو اپنی بڑائی کا نشان بنایا انہی اسباب کی وجہ سے غرور و تکبر میں گرفتار ہوئے بے بسوں بے کسوں کو اپنے ظلم و ستم کا تختہ مشق بنائے رکھا ناداروں مفلسوں کو سرے سے انسان ہی نہ سمجھا اور اپنی خدمت کے لئے انہیں جانوروں کی طرح استعمال کیا لیکن جب مٹی کے نیچے دبا دیئے گئے خالی زمین پر کھلے آسمان تلے ڈال دیئے گئے تنہائی اور اندھیرے میں چھوڑ دیئے گئے تو نہ کوئی خدمت گزار رہا اور نہ ہی کوئی معین و مددگار یہی حالت میری بھی ہونے والی ہے آج میرے پاس سب کچھ ہے مال و

دولت بھی ہے قوت و طاقت بھی ہے حکومت و بدبہ بھی ہے ساز سامان بھی ذہن سے نئی چیز کی طرف بے دھڑک منتقل ہو جاتا ہے ہر چیز مسخر ہے لیکن کل جب مجھے مٹی کے ان تودوں کے نیچے گھپ اندھیرے کے اندر کالی کوٹھڑی میں بند کر دیا جائے گا تو یہی حالت میری ہوگی جو آج ان قبور والوں کی ہے۔

زیارۃ قبور کا دوسرا فائدہ: آخرت کا یاد دلانا جب انسان قبرستان پہنچتا ہے قبروں کو دیکھتا ہے تو اسے احساس پیدا ہوتا ہے کہ اس جہاں کے علاوہ ایک اور جہاں بھی ہے جہاں میں نے بھی جانا ہے اپنے اعمال کا حساب و کتاب بھی دینا ہے اور یہی فائدہ زیارۃ قبور سے مقصود ہے اگر یہ فائدے کسی کو حاصل نہ ہوں تو اس کا قبرستان جانا بے معنی ہے۔

عورتوں کا قبرستان جانا:

اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت مردوں اور عورتوں دونوں کو دی تھی یا صرف مردوں کو دی تھی امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور۔ آنحضرت ﷺ نے قبروں پر زیادہ جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی ۱/۳۲۳)

اس کے بعد امام ترمذی فرماتے ہیں۔ قد رأی بعض اھل العلم ان ھذا کان قبل ان یرخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارۃ القبور فلما رخص دخل فی رخصتہ الرجال والنساء و قال بعضھم انما کرہ زیارۃ القبور للنساء بقلۃ صبرھن و کثرۃ جزعھن (ترمذی ۱/ ۳۲۳) ''بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا لعنت فرمانا اس وقت تھا جبکہ آپ نے زیارۃ قبور کی اجازت نہیں دی تھی مگر جب آپ نے قبروں پر جانے کی اجازت عطا فرما دی تو اس اجازت میں مرد و عورت دونوں شامل ہو گئے اس کے برعکس بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ عورتوں میں صبر و تحمل کی کمی اور جزع و فزع یعنی رونے دھونے کی زیادتی کی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے ان کے قبروں پر جانے کو ناپسند فرمایا ہے۔

دار العلوم دیو بند کا فتویٰ: صحیح بات یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر نہ جانا چاہیے کیونکہ ان میں صبر

کم ہوتا ہے وہ وہاں جزع وفزع کریں گی باقی اس میں اختلاف ہے راجح یہی ہے کہ عورت زیارت قبور کو نہ جائے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/ ۴۱۸)

علامہ شامی کا فتویٰ: فلا باس اذا کن عجائز ویکرہ اذا کن شواب کحضور الجماعۃ فی المساجد (باب صلاۃ الجنائز مطلب فی زیارۃ القبور) بوڑھی عورتوں کا قبرستان جانے میں کوئی حرج نہیں جوان عورتوں کا جانا مکروہ ہے جیسا کہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لئے جانے کا حکم ہے۔

چھوٹے بچوں کو قبرستان لے جانا:

مسئلہ: چھوٹے بچوں کو قبرستان لے جانا بے ہودہ بات ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۷۵)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا فتویٰ: عورتوں کے قبرستان جانے پر اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جوان عورتوں کو تو ہرگز نہیں جانا چاہیے بڑی بوڑھی اگر جائے تو اور وہاں کوئی خلاف شرع کام نہ کرے تو گنجائش ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۷۳)

مسئلہ: خاص وقت کا تعین نہیں پردہ کا اہتمام ہونا اور نامحرموں سے اختلاط نہ ہونا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۷۳)

خیر المدارس کا فتویٰ: بوڑھی عورتیں قبرستان عبرت کے لئے جاسکتی ہیں جوان عورتوں کے لئے جانا منع ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/ ۲۳۸)

قبرستان سے گزرتے ہوئے سلام کہنا چاہیے:

سوال: قبرستان میں جاتے ہوئے یا قریب سے گزرتے ہوئے السلام علیکم یا اہل القبور کہنا چاہیے دریافت مسئلہ یہ ہے کہ بس ٹرین یا کسی بھی سواری میں سفر کے دوران کوئی قبرستان یا کوئی مزار نظر آجائے تو السلام علیکم یا اہل القبور یا السلام علیکم یا صاحب مزار کہنا چاہیے یا نہیں؟

جواب: اگر پاس سے گزریں تو السلام علیکم یا اہل القبور کہہ لینا چاہیے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۶۹)

زیارت قبور کے لئے احرام باندھنا:

سوال: بعض بزرگوں کے عرس میں شرکت کرنے خاص قسم کا جوڑا پہن کر جاتے ہیں اور اس جوڑے کو احرام کہتے ہیں ایسا سمجھنا اور کہنا کیسا ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً یہ سراسر جہالت یا غوائیت ہے اس سے توبہ لازم ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۲۱۳/۱)

رات کے وقت زیارۃ قبور کا حکم:

سوال: رات کے وقت قبور کی زیارت کرنا یعنی مردوں کے واسطے کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے لا طلاق قوله علیه السلام الا فزوروها۔ الحدیث (فتاوی دار العلوم دیوبند ۳۵۳/۵)

زیارت قبور کے لئے سفر کرنا:

مسئلہ: عرس کا دن متعین کر کے لوگوں کو قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے مدعو کرنا خیر القرون سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کو بدعت ممنوعہ فرمایا گیا ہے اور شدت سے منع فرمایا گیا ہے زیارت قبور کی حدیث شریف میں ترغیب آئی ہے یہ قید نہیں کہ اپنے شہر کی قبر کی ہی زیارت کی جائے اس کے لئے سفر کرنے کی ممانعت بھی نہیں ہے حضرت عائشہؓ نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر کی زیارت کی ہے اور ان کی قبر مدینہ طیبہ سے فاصلے پر ہے حدیث شریف میں مساجد کی نیت سے سفر کرنے کو منع فرمایا گیا ہے کہ ایک مسجد کو دوسری مسجد پر فضیلت دے کر سفر مت کرو صرف تین مساجد (۱) بیت المقدس (۲) بیت اللہ شریف (۳) مسجد نبوی علیہ السلام ہیں جن کو دیگر مساجد پر فوقیت حاصل ہے ان کی فضیلت حاصل کرنے کے لئے سفر کرنے کی اجازت ہے۔ (فتاوی محمودیہ ۱۵۶/۱)

قبرستان میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

سوال: قبرستان میں بحالت قیام قبلہ رخ ہو کر اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا اداب میں سے ہے مسنون ہے بدعت نہیں۔ حضور ﷺ کے متعلق حدیث میں ہے

جاء البقيع فاطال القيام ثم رفع يديه ثلاث مرات۔ (صحيح مسلم ۱/۳۱۳) كتاب الجنائز باب الذهاب الى زيارة القبور) فيه استحباب اطالة الدعاء وتكريره ورفع اليدين وفيه ان دعاء القائم اعلى من دعاء الجالس فى القبور (نووى مسلم ۱/ ۳۱۳ ايضاً) واذا اراد الدعاء يقوم مستقبل القبلة كذا فى خزانة الفتاوى (عالمگيرى ۵/ ۳۵۰ كتاب الكراهية الباب السادس عشر فى زيارة القبور وقراة القران فى المقابر)

حافظ بدرالدین عینی بنایہ میں فرماتے ہیں لا يقعد الزائر وعند الدعاء للميت يستقبل القبلة یعنی زائر قبور کے لئے ادب یہ ہے کہ نہ بیٹھے اور میت کے لئے دعا کے وقت قبلہ رخ ہو جائے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے

وفى حديث ابن مسعود رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى قبر عبدالله بن ذى البجادين الحديث وفيه فلما فرغ من دفنه استقبل القبلة رافعا يديه اخرجه ابو عوانة فى صحيحه ۱۲۲/ باب الدعاء مستقبل القبلة

دوسرے رخ پر اور بیٹھے ہوئے اور بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے بھی دعا جائز ہے۔

(فتاوٰی رحیمیہ ۷/ ۸۹)

دعا کے وقت ایسی ہیئت نہ اختیار کی جائے کہ دیکھنے والے کو مردہ سے مانگنے کا شبہ ہو:

مسئلہ: دعا کے وقت ایسی ہیئت اختیار نہ کی جائے کہ دیکھنے والے کو شبہ ہو کہ اہل قبر سے حاجت طلب کر رہا ہے اس لئے جب ہاتھ اٹھا کر دعا کرے تو قبر کی طرف منہ نہ ہونا چاہیے۔ فقط واللہ

اعلم (فتاوی رحیمیہ ۷/ص۸۹)

قبرستان کس دن اور کس وقت جانا چاہیے:

سوال: قبرستان جانے کے لئے سب سے بہتر وقت اور دن کونسا ہے؟

جواب: قطعی طور پر کسی خاص وقت اور دن کی تعلیم نہیں دی گئی آپ جب چاہیں جا سکتے ہیں وہاں جانے سے اصل مقصود عبرت حاصل کرنا ہے موت اور آخرت کو یاد کرنا ہے البتہ بعض روایات میں شب براۃ کو آنحضرت ﷺ کا مدینہ طیبہ کے قبرستان (بقیع) میں تشریف لے جانا اور ان کے لئے دعا مغفرت فرمانا آیا ہے۔ بعض حضرات نے ان روایات پر کلام فرمایا ہے اور ان کو ضعیف کہا ہے ایک مرسل روایت میں ہے کہ جس نے اپنے والدین کی یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کی اس کی بخشش ہو جائے گی اور اسے ماں باپ سے حسن سلوک والا لکھ دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ از شعب الایمان بیہقی) فی الجملہ ان روایات سے متبرک دن میں قبرستان جانے کا اہتمام معلوم ہوتا ہے اور علامہ شامی لکھتے ہیں ہر ہفتہ میں قبروں کی زیارت کی جائے جیسا کہ مختار النوازل میں ہے اور شرح لباب المناسک میں لکھا ہے کہ جمعہ ہفتہ پیر اور جمعرات کا دن افضل ہے محمد بن واسع فرماتے ہیں کہ مردے اپنے زائرین کو پہچانتے ہیں جمعہ کے دن اور ایک دن پہلے اور ایک دن بعد اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن افضل ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۴/۱۷۰)

حالت جنابت میں قبرستان جانا:

قبر کی زیارت کے لیے پاکی کی حالت میں جانا چاہیے کیونکہ وہاں جا کر قرآن شریف پڑھنا بھی مسنون ہے اور قرآن شریف ناپاکی کی حالت میں پڑھنا ناجائز ہے۔ اگر قرآن شریف نہ پڑھے تو بحالت جنابت جانا بھی گناہ نہیں البتہ خلاف افضل ضرور ہے۔

(فتاوی محمودیہ ۲/۴۲۶)

مزارات پر پیسے دینا:

مسئلہ: مزار پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہے تو

جائز ہے اور اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۷۱/۳)

مزارات کی جمع کردہ رقم کہاں خرچ کرنا چاہیے:

سوال: مزاروں یا قبروں پر جو پیسے جمع کئے جاتے ہیں یہ کیسے ہیں (جمع کرنے کے ہیں) اگر ناجائز ہیں تو پہلے جو جمع ہیں ان کو کہاں خرچ کیا جائے؟

جواب: اولیاء کے مزارات پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں وہ ما اھل لغیر اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہیں اور ان کا مصرف مال حرام کا مصرف ہے یعنی بغیر نیت ثواب کے یہ مال کسی مستحق کو زکوۃ دے دیں۔

قبرستان میں فاتحہ اور دعا کا طریقہ:

مسئلہ: قبرستان میں جا کر پہلے توان کو سلام کہنا چاہیے اس کے الفاظ حدیث میں یہ آئے ہیں السلام علیکم یا اھل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون نسال اللہ لنا ولکم العافیہ۔ اور پھر جس قدر ممکن ہوان کے لئے دعا و استغفار کرے اور قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرے بعض روایات میں سورۂ یٰسین سورۂ تبارک الذی سورۂ فاتحہ سورۂ زلزال سورۂ التکاثر سورۂ اخلاص اور آیت الکرسی کی فضیلت بھی آئی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ قبر کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو اور جب دعا کا ارادہ کرے تو قبر کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل ۱۷۲/۳)

قبرستان میں پڑھنے کی مسنون دعائیں:

سوال: کونسی مسنون اور بہتر دعائیں ہیں جو قبرستان میں پڑھنی چاہئیں؟

جواب: سب سے پہلے قبرستان جا کر اہل قبور کو سلام کہنا چاہیے اس کے مختلف الفاظ احادیث میں آئے ہیں ان میں سے کوئی سے الفاظ کہہ لے اگر وہ یاد نہ ہوں تو السلام علیکم ہی کہے اس کے بعد ان کیلئے دعا و استغفار کرے اور جس قدر ممکن ہو تلاوت قرآن کریم کا ثواب ان کو پہنچائے

احادیث میں خصوصیت کے ساتھ بعض سورتوں کا ذکر آیا ہے مثلاً سورۂ فاتحہ آیت الکرسی سورۂ یٰسین سورۂ تکاثر سورۂ کافرون سورۂ اخلاص سورۂ فلق سورۂ الناس وغیرہ۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۷۳)

ایصال ثواب کا طریقہ:

سوال: قبرستان جا کر یا گھر میں میت کے ایصال ثواب کے لئے کیا چیزیں پڑھنی چاہیے یعنی فاتحہ کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید ختم کر کے یا سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص سورۂ یٰسین سورۂ ملک سورۂ تکاثر سورۂ ھود جو یاد ہوں اور جن میں سہولت ہو اور درود شریف و نوافل وغیرہ جو ہو سکیں اور اسی طرح مالی خیرات و صدقات نماز روزے کا فدیہ اپنی ہمت اور شوق و ذوق کے مطابق کر کے ثواب بخشا جائے شامی میں ہے وفی شرح اللباب ویقرأ من القران ما تیسر له من الفاتحه و اول سورة البقره الی المفلحون وایة الکرسی وامن الرسول وسورله یٰس و تبارك الملك و سورة التکاثر والاخلاص اثنی عشرة مرة او احدی عشر او سبعا او ثلاثا ثم یقول اللهم او صل ثواب ما قرأناه الی فلان او الیهم اھ "قرآن میں سے جو آسان معلوم ہو سورۂ فاتحہ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں مفلحون تک آیۃ الکرسی امن الرسول سورۂ یٰسین سورۂ تبارک الملک سورۂ تکاثر اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ یا گیارہ مرتبہ یا سات مرتبہ یا تین مرتبہ پڑھ کر بخشے۔ شامی ۱/۸۴۳ مطلب فی القرأة للمیت واحداء ثوابها له۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے قال النووی فی شرح المهذب یستحب لزائر القبور ان یقرأ ما تیسر من القران ویدعوا لهم عقبها قبر کی زیارت کرنے والے کے لئے مستحب یہ ہے کہ قرآن میں سے جو سہل معلوم ہو پڑھے اور اس کے بعد مردوں کے لئے دعا کرے مرقات شرح مشکوٰۃ ۴/۸۲ باب زیارۃ القبور عالمگیری میں ہے ثم یقرأ سورة الفاتحه وایة الکرسی ثم یقراء اذا زلزلت والهکم التکاثر کذا فی الغرائب (قبرستان میں داخل ہو کر مسنون دعا پڑھنے کے بعد) پھر سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی سورۂ اذا زلزلت

اور الہکم التکاثر پڑھے (فتاویٰ عالمگیری ۵/۳۹۳ باب الکراہیۃ) اور مرقات میں ہے واخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجا فی فی فوائده عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من دخل المقابر ثم قرأ الفاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهكم التكاثر ثم قال انی جعلت ثواب ما قرات من كلامك لا هل المقابر من المؤمنين والمومنات كانوا شفعاء له الى الله تعالى حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں جائے پھر وہاں سورۂ فاتحہ قل ہو اللہ احد اور الہکم التکاثر پڑھ کر اس کا ثواب مومنین اور مومنات مردوں کو بخشے تو وہ اس کے لئے سفارش کرنے والے ہوں گے۔ (دارقطنی باب زیارۃ القبور ۴/۸۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو مردوں کی گنتی کے مطابق اس کو بھی اجر وثواب دیا جائے گا وعن علیؓ ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من مر على المقابر فقرأ قل هو الله احد احدى عشر مرة ثم وهب اجرها للاموات اعطى من الاجر بعدد الاموات رواه الدار قطنی مراقی الفلاح مع طحطاوی / ۳۴۲ فصل فی زیارة القبور (فتاویٰ رحیمیہ ۷/۹۴)

قبروں پر اذان دینا:

پانچوں نمازوں اور جمعہ کے لئے اذان دینا سنت ہے۔ ہر مسجد میں روزانہ پانچ وقت اذان ہوتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے دور مبارک سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے لیکن قبرستان میں مردہ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر اذان دینا ایک خود ساختہ عمل ہے جس کے وجود سے تمام کتب احادیث وفقہ خالی نظر آتی ہیں خیر القرون کا زمانہ اس سے یکسر خالی ہے آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی مردے کو دفن کرنے کے بعد اذان نہیں دی اور نہ ہی کسی صحابی کو حکم فرمایا ہے صحابہ کرام بھی اسی طرح مردوں کو دفن کرتے آئے ہیں لیکن کسی صحابی نے نہ از خود کسی قبر پر کھڑے ہو کر اذان دی ہے اور نہ کسی شاگرد کو حکم دیا ہے کہ مردے کو دفن کرنے کے بعد اذان دے۔ امام ابوحنیفہ امام محمدؒ امام ابو یوسف رحمہم اللہ نے قرآن وحدیث سے ہزاروں مسئلے مستنبط فرمائے ہیں

لیکن ان فقہی ذخائر میں بھی اس مسئلے کا کہیں وجود بذریعہ خردبین بھی نظر نہیں آتا کہ قبر پر بعداز دفن اذان دی جائے نہ جانے کس کورذہن جاہل مطلق کوسنت طریقہ کو بگاڑنے کے لئے یہ رسم مسلمانوں میں نکال کر بدعت پھیلانے کی سوجھی؟

اس کے جواز میں دلیل پیش کی جاتی ہے کہ جب مردہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو منکر نکیر سوال و جواب کے لئے آتے ہیں اور اس وقت شیطان بھی وہاں خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں لہٰذا اس مردود کو بھگانے کے لئے اذان دی جاتی ہے کیونکہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ اذان سے شیطان بھاگتا ہے لیکن شیطان مردود بھگانے کا یہ طریقہ پیغمبرؐ سے ثابت نہیں ہے ورنہ میاں بیوی کی ہمبستری کے وقت بھی شیطان دخل انداز ہوتا ہے پھر تو وہاں بھی اذانوں کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔

کھانا کھاتے وقت بھی شیطان دخل اندازی کرتا ہے۔ بیت الخلاء جاتے وقت بھی شیطان دخل اندازی کرتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے مواقع پر شیطان دخل اندازی کرتا ہے مگر کون صاحب عقل وہاں اذان دیتا ہے شریعت نے ہر موقع کے لئے جدا جدا اعمال اور وظائف بتائے ہیں انہی اعمال اور وظائف کو اپنے اپنے مواقع پر کرنا ہی دین اور باعث اجر و ثواب ہے۔

دوسری بات اہل بدعت کہتے ہیں کہ اذان دعا ہے اور قبر پر اذان دینا مردہ بھائی کی عمدہ اعانت و امداد ہے۔

جواباً عرض ہے کہ کیا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا اس موقعہ پر مانگی ہے صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین ائمہ مجتہدین اس دعا سے کیوں محروم رہے انہوں نے اپنے مردہ بھائیوں کی اس دعا سے اعانت کیوں نہیں کی؟ کیا ان کے دلوں میں مردہ بھائی کی اعانت و امداد کا کوئی جذبہ نہیں تھا؟ کیا وہ نہیں چاہتے تھے کہ مردہ بھائی ثابت قدم رہے؟

کیا وہ دعا کے مفہوم سے ناواقف تھے؟ یا انہیں اذان دینے کا علم نہیں تھا؟ اگر ان تمام چیزوں سے وہ واقف تھے مردہ کے ساتھ خیرخواہی کا جذبہ بھی رکھتے تھے اس کے ثابت قدم رہنے

کے متمنی بھی تھے اذان کے مفہوم سے بھی زیادہ واقف تھے تو نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ آخر انہوں نے یہ عمل کیوں نہیں کیا؟

اس لئے یہ عمل نہیں کیا کہ انہوں نے حضرت شارع علیہ السلام کو اس طرح کرتے دیکھا نہیں تھا۔ پیغمبر علیہ السلام کے ارشادات میں اس کا حکم انہوں نے پایا ہی نہیں تھا اور اپنی طرف سے دین کے احکامات میں پیوند لگانا ان کا شیوہ نہیں تھا بدعات و من گھڑت رسومات کا پھیلانا ان کا کام نہیں تھا وہ تو بس اتباع کرنے والے تھے جو کچھ قرآن و حدیث میں انہیں ملتا تھا اسی پر عمل کرنے والے تھے۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہا کم عنہ فنتھوا۔ پر مکمل طور پر کار بند تھے اور اسی میں اپنی اور پوری امت کی نجات و فلاح سمجھتے تھے۔

چنانچہ علامہ غرناطی لکھتے ہیں ومن ذالک الاذان والاقامۃ فی العیدین قد نقل ابن عبدالبر اتفاق العلماء علی ان لا اذان ولا اقامۃ فیھا (الاعتصام ۲/۱۳)

اور اسی قبیل سے اذان اور اقامت عیدین میں امام ابن عبدالبر نے تمام حضرات فقہا کا اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت۔

پانچوں نمازوں میں اذان بھی ہے اور اقامت بھی ہے لیکن عیدین میں اذان و اقامت کی اجازت نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے عیدین کی نماز بغیر اذان اقامت کے پڑھی ہے اگر دین میں کمی اور زیادتی کی گنجائش ہوتی جس طرح بیمار ذہنیت رکھنے والوں کا محبوب ترین مشغلہ ہے تو عقل بھی اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے کہ باقی نمازوں کے لئے عیدین کی نماز بھی ایک نماز ہی تو ہے اور جب باقی نمازوں کے لئے اذان دینا اور اقامت کرنا سنت ہے تو اسی طرح اس نماز کے لئے بھی اذان و اقامت ہونی چاہیے لیکن شارع علیہ السلام نے جب ایسا نہیں کیا تو امت کے تمام علماء فقہاء مجتہدین کا اتفاق ہے کہ نماز عیدین کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔

امام ابن ہمام الحنفی لکھتے ہیں ویکرہ عند القبر کل ما لم یعھد من السنۃ والمعھود منھا لیس الا زیارتھا والدعا عندھا قائما کما کان یفعل صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مومنین وانا

انشاء الله بکم لاحقون اسأل الله لی ولکم العافیۃ۔ (فتح القدیر ص ۲/ ۱۴۳' بحر الرائق ۲/ ۱۹۶' عالمگیری ۱/ ۱۰۷)

اور قبروں کے پاس ہر وہ چیز مکروہ ہے جو سنت سے ثابت نہ ہو اور سنت سے ثابت صرف قبروں کی زیارت ہے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنا جیسے جناب رسول اللہ ﷺ جنت البقیع میں جا کر کرتے تھے اور وہاں فرمایا کرتے تھے سلامتی ہو تم پر اے مومنوں کی بستی میں رہنے والو اور ہم بھی انشاء اللہ تعالیٰ تم سے ملنے والے ہیں میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتا ہوں۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما ھو معتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بانہ بدعۃ (شامی ص ۱/ ۸۳۷)

میت کو دفن کرتے وقت اذان کہنا جیسا کہ آج کل عادت ہوگئی ہے مسنون نہیں ہے اور امام ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تصریح کی ہے۔ کہ قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔

اور درالبحار میں ہے من البدع التی شاعت فی الھند الاذان علی القبر بعد الدفن (بحوالہ راہ راست ص ۲۶۲) ان بدعات میں سے جو ہندوستان کے (بعض) علاقوں میں شائع ہوگئی ہیں ایک دفن کے بعد قبر پر اذان دینا بھی ہے۔

علامہ خیر الدین رملی کا فتویٰ:

قیل وعند انزال المیت القبر قیاسا علی اولہ خروجہ من الدنیا لکن ردہ ابن حجر فی شرح العباب۔ (حاشیہ بحر الرائق بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ ۱۴۵' فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۲) اور بعض نے قبر پر اذان دینے کو پیدا ہوتے وقت اذان دینے پر قیاس کیا ہے لیکن شرح عباب میں علامہ ابن حجر نے اس کو رد کیا ہے۔

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کا فتویٰ:

اذان داون برقبر بعد دفن مکروہ است کہ معہود از سنت نیست

(مایہ مسائل ۵۵) قبر پر اذان دینا مکروہ ہے کہ سنت سے ثابت نہیں۔

شیخ محمود بلخی کا فتویٰ:

مالی الاثور من الاذان علی القبر ولیس بشی (توضیح شرح تنقیح بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ ۱۴۵، فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۲) احادیث میں قبر پر اذان دینا ثابت نہیں ہے اور یہ اذان کوئی چیز نہیں ہے۔

شیخ عبداللہ میر غنی مفتی مکہ مکرمہ کا فتویٰ:

سوال: هل یجور الاذان عند القبر بعد الدفن فی المذهب الحنفی ام لا بینوا توجروا ومن اصر علیه واعتقده من السنة وذم تارکه فما حکمه مصیب ام خاطی مبتدع فبینوا بالصواب

''کیا میت کے دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دینا جائز ہے حنفی مذہب میں یا نہیں اور جو شخص اس پر اصرار کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ یہ سنت ہے اور اس کے چھوڑنے والے کی مذمت کرے تو اس کا کیا حکم ہے وہ درست ہے یا غلط اور بدعتی ہے۔''

جواب: الحمد الله رب العالمین رب زدنی علما ذکر فی البحر الرائق ما نصه ویکره عند القبر کل ما لم یعهد من السنة والمعهود منها لیس الازیارتها والدعا عندها قائم کما کان یفعل صلی الله علیه وسلم فی الخروج للبقیع ومنه یعلم الجواب والله سبحانه وتعالی اعلم امر برقمه المقصر عبدالله بن محمد میر غنی الحنفی مفتی مکة المکرمه کان الله لها حامدا و مصلیا مسلما۔ (ہدیۃ المکیہ بحوالہ فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۲)

''تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہے اے اللہ میرے علم کو زیادہ فرما بحرالرائق میں لکھا ہے کہ قبر کے پاس وہ تمام چیزیں مکروہ ہیں جو سنت سے ثابت نہیں اور سنت سے صرف یہ ثابت ہے کہ زیارت کی جائے اور کھڑے ہو کر دعا کی جائے جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ بقیع میں جا کر دعا کیا کرتے تھے اسی سے جواب معلوم ہو سکتا ہے۔

قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

اذان بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے کہ کہیں قرون ثلثہ میں اس کا ثبوت نہیں اور جو امر ایسا ہو وہ مکروہ ہے تحریماً قال فی الفتح القدیر والبحر یکرہ عند القبر ما لم یعهد من السنة والمعهود منها لیس الذیارة والدعاء عنده قائما انتهی پس اذان کہنا اس جگہ منع ٹھہرا سو نہ کرنا چاہیے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۵)

دار العلوم دیو بند کا فتویٰ:

سوال: اذان قبر یت پر مسنون ہے یا بدعت سیئہ تحریمہ ہے اگر مسنون ہو تو عبارت درمختار باب الاذان و باب الجنازہ و عبارت مسائیہ مسائل و عبارت تفسیر مظہر العجائب و عبارت توشیح و عبارت در البحار بالحروف والصفحہ نقل فرما کر بالتصریح جواب دینا اور اگر بدعت سیئہ تحریمہ ہو تو وجوہات زید کہ اذان ذکر ہے اذان تلقین بعد الدفن ہے اذان منکر نکیر کے وقت نفع دیتا ہے اذان تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی اور حدیث اذا رایتم الحریق فکبروا سے ثابت ہے اذان دعا ہے اذان عمل صالح ہے اذان سبب اجابت دعا ہے اذان ذکر رسول اللہ ہے اذان سبب رحمت ہے۔ اذان وحشت میت کی دافع ہے اذان غم و ہم کو دافع ہے۔

جواب: قبر پر اذان کہنا خلاف سنت ہے اور بدعت سیئہ ہے جیسا کہ تصریحات فقہاء سے ثابت ہے اور جو بات زید بیان کرتا ہے سب باطل ہے اور اس کی عدم تدبیر اور جہل پر دال ہیں اذان بیشک ذکر ہے لیکن جس ذکر کے لئے جو مواقع شارع علیہ السلام نے مقرر فرما دیئے ہیں ان کو وہیں رکھنا لازم ہے ورنہ یہ تعدی عن حدود اللہ ہوگا من لیتعد حدود الله فاولئك هم الظالمون احداث فی الدین یہی ہے کہ دین میں اپنی رائے اور قیاس سے تخصیصات اور تقییدات مقرر کرنا اور جو موقع کسی ذکر کا نہیں اس کو اس موقع میں معمول بہ بتانا عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمرؓ فقال الحمد لله والسلام علی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ابن عمر وانا اقول الحمد لله والسلام علی رسول الله ولیس هکذا علمنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نقول الحمد لله علی

کل حال صاحب لمعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں قوله ليس هكذا اى لكن ليس المسنون فى هذه الحال هذا القول وانما الذى علمنا فيه ان نقول الحمد لله على كل حال فقط من غير زيارة السلام فيه الى ان قال فالزيارة فى مثله نقصان فى الحقيقة كما لا يزاد فى الاذان بعد التهليل محمد الرسول وامثال ذالك كثيرة انتهى پس معلوم ہوا کہ اپنی طرف سے اس قسم کے اختراعات کرنا درحقیقت تشریع جدید ہے۔ یہ قیاسات زید کے بعینہٖ ایسے ہیں کہ کوئی شخص مغرب کی نماز میں مثلاً تین رکعت کی چار رکعت مقرر کرکے کہ اس میں قرآن کا پڑھنا رکوع وسجود تسبیح وتحمید وغیرہ ہیں کہ جملہ عبادات واذکار ہیں الحاصل مبتدعین کا یہی حال ہے کہ ایسے ہی استدلالات سے امور محدثہ مخترعہ فی الدین کو جائز کہا کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بدعت اور مبتدع کی نہایت مذمت فرمائی قال عليه الصلوة والسلام ما احدث قوم بدعة الارفع مثلها من السنة فتمسك بسنة خير من احداث بدعة وعن ابراهيم بن ميسرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان على هدم الاسلام رواه البيهقى فى شعب الايمان مرسلا پس اذان قبر پر کہنا اپنے قیاسات فاسدہ کی بناپر احداث فی الدین ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۵/۳۸۲)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی:

سوال: اذان قبر پر مسنون ہے یا بدعت سیۂ محرمہ؟ ایک جماعت اس کو مسنون اور باعث اجر بتاتی ہے اور اپنے استدلال میں یہ وجوہات پیش کرتے ہیں کہ (۱) اذان ذکراللہ ہے۔ (۲) ذکر رسول ہے۔ (۳) تلقین بعد الدفن ہے۔ (۴) وقت سوال منکرین نافع ہے۔ (۵) تکبیر ہے جو سعد بن معاذ کی قبر پر ہوئی اور کچھ زیادتی مضر نہیں۔ (٦) اور حدیث اذا رايتم الحريق فكبروا سے ثابت ہے۔ (۷) اور دعا ہے۔ (۸) عمل صالح ہے۔ (۹) سبب اجابت دعا ہے۔ (۱۰) وحشت میت کو دافع ہے۔ (۱۱) غم وہم کو دافع ہے۔ (۱۲) سبب نزول رحمت ہے لہٰذا گزارش ہے کہ اذان قبر مسنون ہے تو اس سے .... ورنہ ان لوگوں کے استدلالات کے

جواب سے مع جواب اصل مسئلہ مشرف فرمائیں۔ بینوا توجروا

جواب: قبر پر اذان دینا بدعت سیئہ محرمہ ہے اس کا مرتکب گناہ گار ہوگا ہم احناف کے یہاں ایسی روایت کوئی نہیں کہ جو اس کے مسنون ہونے پر دلالت کرے شوافع کے ہاں ایک روایت ہے لیکن اس کو بھی ابن حجر نے رد کر دیا ہے تو گویا قبر پر اذان باتفاق حنفیہ و محققین شوافع بدعت ہے کسی کا یہ کہنا کہ اذان ذکر اللہ اور ذکر رسول اللہ ہے اس میں کلام نہیں لیکن ذکر اللہ اور ذکر رسول اللہ بھی کسی ایسی جگہ استعمال کرنا جہاں شریعت سے ثبوت نہیں بدعت ہے۔ اخبر عبدالله بن مسعود بالجماعة الذین کانوا یجلسون بعد المغرب وفیهم رجل یقول کبر والله کذا وکذا وسبحو الله کذا وکذا واحمدو الله کذا وکذا فیفعلون فحضرهم فلما سمع ما یقولون قام فقال انا عبدالله بن مسعود فوالذی لا اله غیره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد فقتم اصحاب محمدؐ علما (مجالس الابرار) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ان ذاکرین کو منع کرنا صرف اس وجہ سے تھا کہ اس وقت اور اس طرح جبکہ ذکر اللہ کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں تو ان ذاکرین کو اس تخصیص کا کیا حق تھا تلقین بعد الدفن اس میں شک نہیں کہ ایک طریقہ مسنونہ ہے لیکن اس کی صورت وہی ہے جو شریعت نے بتائی اذان اس میں داخل نہیں صرف تلقین بعد الدفن کے ثبوت اور اذان کے ذکر اللہ وذکر رسول اللہ ہونے سے ثابت نہیں ہوسکتا کہ اذان تلقین کے لئے کہہ سکتا اس کے لئے مدعی کو نقل صریح پیش کرنے کی ضرورت ہے یہ کہنا کہ قبر پر اذان دینا سوال نکیرین کے وقت نافع ہے اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ شریعت سے اس نفع پہنچنے کا ثبوت ہوا اذان ایک خاص ذکر شرعی ہے صرف تکبیر کے ثبوت سے اذان کو ثابت سمجھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ سعد بن معاذ کی قبر کی تکبیر سے کوئی استدلال کر کے دو رکعت نماز متصل قبر بعد الدفن مقرر کر دے یا نہیں وجوہ سے جو مستدل نے اذان قبر کے لئے تراشی ہیں کوئی نماز عیدین کے لئے اذان مقرر کرے یا اذان میں آخری کلمہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد الرسول اللہ کہنا مقرر کر لے وغیرہ حدیث اذا رأیتم الحریق فکبروا سے اگر کچھ ثابت ہے تو صرف اس قدر کہ جس وقت آگ لگے تو تکبیر کہو اور تکبیر سے اذان بھی مراد لے لی جائے تاہم اذان قبر کے لئے یہ حدیث کیونکر دلیل ہو سکتی ہے کیونکہ وہاں

کوئی شخص ظاہر آ گ نہیں دیکھتا اور اگر عذاب کو عکما حریق مان بھی لیں تاہم میت مسلم کے ساتھ ایسا خیال ظنوا المسلمین خیرا کے منافی ہے اذان دعا ہے عمل صالح ہے سبب اجابت دعا ہے وحشت بیت کو دافع ہے غم وہم کو دافع ہے سبب نزول رحمت ہے یہ سب کچھ سہی لیکن قبر پر جائز ہونے کے لئے ثبوت ضروری ہے ورنہ کہنے کی کیا وجہ اور اس ترجیح بلا مرجح اور تخصیص کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم (کفایت المفتی ۴/۵۴-۵۳-۵۳)

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہمارے بلاد میں جو بعد الدفن میت قبر پر اذان دی جاتی ہے کیا از روئے شریعت محمد یہ مباح یا حرام یا مستحب ہے اور قائل بالحرمۃ غلطی ہے یا مصیب اور شامی نے مندوبات میں شمار کیا ہے اس کا کیا مفہوم ہے۔ قوله لا يسن لغيرها اى من الصلوة والاقتداء۔ بينوا توجروا

جواب: وجہ عدم صحت کی یہ ہے کہ علامہ شامی نے صراحۃً اس پر بدعت کا حکم لگایا ہے کما قال فی ردالمحتار کتاب الجنازہ (۱/۲۶۰) وفی الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارۃ الی انه لا يسن الاذان عند ادخال الميت فی قبره كما هو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاويه بانه بدعة جب تصریح اس کے بدعت ہونے کی کر دی تو یہ کہنا کہ بدعت نہیں ہے کیسے صحیح ہوگا کیا یہ شامی کی عبارت سے چشم پوشی نہیں نیز اس اذان کے بعد اس پر دوسرا حکم علامہ شامی مرتب کر رہے ہیں اور وہ کراہت مصافحہ بعد الصلوٰۃ ہے اور اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ اس طرح اس دلیل سے اجتماع الصلوٰۃ الرغائب بھی منع ہے وہاں منعوا کا لفظ استعمال کیا ہے اب جمع الصلوٰۃ الرغائب کا منع ہونا اور مصافحہ بعد الصلوٰۃ کا مکروہ ہونا اذان عند القبر پر کیسے مرتب ہوگا جب کہ اذان کو مستحب یا مباح قرار دیا جائے۔ فيا للعجب والهيعة للعلم۔ واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ۳/۱۳۱)

فقیہ العصر مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ:

اذان علی القبر کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے بدعت ہے قال وفی

الاقتصار علی ما ذکر من الوارد اشارة الی انه لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کما هو المعتاد الان وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة (رد المختار) من البدع التی شاعت فی الهند الاذان علی القبر (در البحار) توضیح شرح تنقیح لحمود اللکھنی میں بھی اذان علی القبر کو لیس بشئ لکھا ہے۔ واللہ اعلم (احسن الفتاویٰ ۱/ ۳۷۴)

حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا فتویٰ:

قبر پر اذان کہنا بدعت ہے سلف صالحین سے ثابت نہیں البتہ دفن کے بعد جو کچھ دیر کے لئے قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعا و استغفار کرنا سنت سے ثابت ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/ ۱۱۰)

امام اہل سنت محدث اعظم مولانا سرفراز خان صفدر کی تحقیق:

الحاصل یہ کہ ایک واضح اور بین حقیقت ہے کہ قبر پر اذان دینا نہ تو جناب نبی کریم ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے اور نہ حضرات صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین سے اس کا ثبوت ملتا ہے نہ حضرات مجتہدین سے اس کا جواز منقول ہوا اور نہ ذمہ دار فقہائے کرام سے بلکہ وہ اس کو خلاف سنت اور بدعت کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو چیز خلاف سنت اور بدعت ہو وہ کیسے جائز اور مستحب ہو سکتی ہے۔ (راہ سنت ۲۳۱)

مفتی ہند مولانا مفتی عبدالرحیم کا فتویٰ:

سوال: حضور اقدس ﷺ نے میت کی مغفرت اور عذاب قبر اور شیطانی شرارت سے حفاظت کے لئے نماز جنازہ اور میت کو قبر میں رکھتے وقت بسم اللہ وعلی ملۃ رسول پڑھنے کی اور مٹی ڈالتے وقت تین مٹھی مٹی ڈالنے کی اور پہلی بار منها خلقنکم دوسری بار وفیها نعیدکم تیسری بار ومنها نخرجکم تارة اخری پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے اور دفنانے کے بعد سرہانے پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں اور پائنتی کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھ کر دیر تک قرآن شریف وغیرہ پڑھنے در بارگاہ خداوندی میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ میت کے لئے دعا مغفرت کرنے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ ۱۴۹ کتاب الاذکار امام نووی ۱۱۱) اگر اس وقت

اذان کی ضرورت ہوتی تو آپ آنحضرت ﷺ ضرور حکم فرماتے اور جانثار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ضرور عمل پیرا ہوتے آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں اور آپ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان ذی النورین علی المرتضی رضی اللہ عنہم کے نورانی دور میں ہزار ہا صحابہ وتابعین وفات پا گئے مگر کسی کی قبر پر اذان نہیں دی گئی صحابہ کرام کے بعد بزرگان تابعین وتبع تابعین ائمہ مجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل اور ان کے بعد بزرگان امام بخاری امام مسلم امام ترمذی اور امام ابوداؤد وغیرہ کسی نے بھی اس پر عمل نہیں کیا مسنون طریقہ پر عمل کرنے میں ہماری نجات ہے اور اس کی خلاف ورزی گمراہی کا باعث ہے آنحضرت ﷺ نے امت کے تہتر فرقے بیان فرما کر ارشاد فرمایا کہ ان میں ایک ہی فرقہ نجات پانے والا ہے صحابہ کرام نے پوچھا من ہی یا رسول اللہ آپ نے ارشاد فرمایا مـا انـا علیه واصحابی جس طریقہ پر میں اور میرے اصحاب عمل پیرا ہیں۔(مشکوۃ ۳۰) دیکھئے آپ نے اصلاح امت اور اس کی ہدایت کے لئے راہ عمل متعین فرمادی کہ میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر عمل پیرا ہونے پر نجات موقوف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے نہایت عجیب وغریب اور بہت ہی موثر انداز میں کچھ کلمات ارشاد فرمائے جن سے حاضرین کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل لرز اٹھے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشادات تو ایسے ہیں جیسے رخصت کرتے وقت کوئی ضروری نصیحتیں کیا کرتا ہے ہمیں کچھ اور نصیحتیں بھی فرما دیجئے آپ نے کچھ نصیحتیں ارشاد فرمائیں ان میں ایک اہم ترین نصیحت یہ تھی کہ آپ نے فرمایا میرے بعد جو زندہ رہے گا بہت اختلافات دیکھے گا تو ایسی حالت میں تم پر لازم اور ضروری ہے کہ اس طریقے پر مضبوطی سے جمے رہو جو میرا اور میرے بعد ان خلفائے راشدین کا طریقہ ہے جو من جانب اللہ ہدایت یافتہ ہیں۔(ابوبکر وعمر وعثمان وعلی) اس طریقہ کو مضبوطی سے سنبھال لو اور دانتوں اور کونچلیوں سے پکڑ لو اور نئی باتیں ایجاد ہوں ان سے پوری طرح پرہیز کرو کیونکہ دین میں ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔(مشکوۃ شریف) حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد ہے اتبعوا اثارنا ولا تبدعوا فقد کفیتم "ہمارے نقش قدم پر چلو اور بدعات ایجاد نہ کرو تمہارے لئے ہماری اتباع کافی ہے۔(الاعتصام

۱/۹۱ کنزالعمال ۵۶۰۱) اور حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کل عبادة لم یعبدها اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فلا تعبدوها "ہر ایسی عبادت جس کو صحابہ کرام نے نہ کیا ہو تم بھی نہ کرو۔ (الاعتصام ۱/۲۱۰ فتاویٰ رحیمیہ ۱/۳۶۳)

ان تمام عبارات سے یہ معلوم ہوا کہ ہمارے ہاں ہند و پاک کے بعض علاقوں میں میت کو دفن کرنے کے بعد جو اذان قبر پر دی جاتی ہے فقہاء اسے بدعت اور مکروہ قرار دے کر رد فرماتے ہیں اور اس کا سنت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی کوئی عقل سلیم اس کو ماننے کے لئے تیار ہے ہاں یہ بات عقل کے مطابق ہے کہ جنازہ سے پہلے اذان دی جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز جنازہ میں شرکت کر سکیں اور یہ کہ جنازہ بھی ایک نماز ہے جس طرح پانچوں نمازوں کے لئے اذان دی جاتی ہے تو نماز جنازہ کے لئے بھی اگر اذان دی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

تو جب نماز جنازہ سے پہلے اذان نہیں جبکہ عقل اسے تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار ہے تو پھر جنازہ کے بعد مردے کو قبر میں اتارنے کے بعد اذان دینا نہ نقل سے ثابت ہے نہ عقل کے موافق ہے۔ اگر مردے کے ساتھ اتنی خیر خواہی ہے تو وہی عمل کیجئے جو آنحضرت ﷺ نے کیا تھا۔

مسئلہ: آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور میں ہزاروں کی تعداد میں اموات ہوئیں اور وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے مردوں کو دفناتے تھے عذاب قبر اور شیطانی شرارتوں سے واقف تھے مگر کسی قبر پر اذان دی گئی ہو اس کا ثبوت نہیں کیا وہ حضرات اپنے مردوں کے خیر خواہ نہیں تھے؟ جب آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے قبر پر اذان نہیں دی تو کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ قبر پر اذان دے علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔ قبر پر اذان بدعت ہے اور جو شخص نومولود بچے کے کان میں اذان دینے کے مندوب ہونے پر قیاس کرتے ہوئے اذان علی القبر کو سنت کہے تو اس نے غلطی کی اور یہ قیاس صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۰۶ بحوالہ شامی ۱/۸۳۷ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵/۳۸۲)

مسئلہ: مدفین کے بعد انفرادی و اجتماعی طور پر میت کے لئے دعا مغفرت کرنے اور منکر نکیر کے سوال کے جواب میں ثابت قدمی کے لئے دعا کرنے کی ترغیب ابوداؤد شریف ۲/۲۰۳ میں آئی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۹۶ فتاویٰ رحیمیہ ۶/۲۰۱ عالمگیری ۱/۱۶۶ فتاویٰ رشیدیہ ۱۳۵)

قبروں پر گنبد بنانا

عن جابرؓ قال نهى رسول الله ان يجصص القبر وان يقعد عليه وان يبنى عليه. (صحيح مسلم كتاب الجنائز ۱/ ۲۳۳۵، سنن الترمذى كتاب الجنائز، سنن نسائى كتاب الجنائز، ابن ماجه كتاب الجنائز)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونا گچ کرنے اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔

(۲) عن ابى سعيدؓ قال نهى نبى الله صلى الله عليه وسلم ان يبنى على القبور او يقعد عليها او يصلى عليها (ابن ماجه كتاب الجنائز مسند ابى يعلى ۲/ ۲۹۷، مجمع الزوائد ۳/ ۶۱)

ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں پر عمارت بنانے ان پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

(۳) عن ام سلمةؓ نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يبنى على القبر و ان يجصص (مسند احمد ۶/ ۲۹۹)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر پر عمارت بنانے یا اسے پختہ کرنے سے منع کیا ہے۔

(۴) عن ابى الهياج الاسدى قال قال لى على بن ابى طالبؓ ان ابعثك على ما بعثنى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا تدع تمثالا الاطمسته ولا قبرا مشرفا الا سويته (صحیح مسلم کتاب الجنائز/ ۲۲۴۳، نسائی کتاب الجنائز، ابوداؤد کتاب الجنائز، ترمذی کتاب الجنائز، مستدرک حاکم ۱/ ۳۶۹، مسند احمد ۱/ ۱۲۹-۸۹-۹۶)

ابوالہیاج اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کے لئے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی تصویر و مجسمہ نہ چھوڑو مگر اسے مٹادو اور جو قبر زیادہ اونچی ہو (اسے عام قبروں کے) برابر کردو۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کو بلاد کفار کی طرف بھیجا تھا نہ کہ مسلمانوں کے شہروں کی طرف اس لئے یہاں سے مراد مشرکین و کفار کی قبریں ہیں نہ کہ مسلمانوں کی؟

لیکن یہ اعتراض جہالت پر مبنی ہے کیونکہ مسند احمد اور مسند طیالسی میں کہ بعثه النبی صلی الله علیه وسلم الی المدینة فامره ان یسوی القبور (مسند احمد ۱/۱۱۱)

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی کو مدینہ کی طرف بھیجا اور انہیں قبروں کے برابر کرنے کا حکم دیا نیز مصنف عبدالرزاق (٦٤٨٧) میں قبور المسلمین کی تصریح ہے۔

خلیفہ سوم حضرت عثمان ؓ کا عمل:

عبداللہ بن شرجیل بن حسنہ فرماتے ہیں رائیت عثمان بن عفان یا مر بتسویة القبور فقیل له هذا قبر ام عمرو بنت عثمان فامر به فسوی۔ (تاریخ ابوزرعہ رازی ۱۲۱/٦٦/۲)

میں نے حضرت عثمان کو قبروں کی برابری کا حکم کرتے ہوئے دیکھا اور جب انہیں کہا گیا کہ یہ ام عمرو بنت عثمان یعنی آپ کی بیٹی کی قبر ہے تو انہوں نے اس کے برابر کرنے کا بھی حکم دیا اور اسے بھی برابر کر دیا گیا۔

حضرت فضالہ بن عبید ؓ کا عمل:

ثمامہ بن شفی تابعی فرماتے ہیں کنا مع فضاله بن عبید بارض الروم بر ودس فتوفی صاحب لنا فامر فضاله بن عبید بقبره فسوی ثم قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یا مر بتسویتها۔ (صحیح مسلم کتاب الجنائز' نسائی کتاب الجنائز' ابوداؤد کتاب الجنائز) ہم فضالہ بن عبید کے ساتھ روم کی سرزمین میں رودس کے مقام پر تھے کہ ہمارا ایک ساتھی فوت ہو گیا فضالہ بن عبید نے اس کی قبر کو برابر کرنے کا حکم دیا تو اسے برابر کر دیا گیا پھر انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ قبروں کو برابر کرنے کا حکم دیتے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وصیت:

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اوصی ابو موسیٰ حین حضرہ الموت فقال اذا نطلقتم بجنازتی فاسرعوا المشی ولا یتبعنی مجمر ولا تجعلوا فی لحدی شیئا یحول بینی وبین التراب ولا تجعلوا علی قبری بناء اشهد کم انی بری من کل حالقة او سالقة او خارقة قالوا او سمعت فیه شیئا؟ قال نعم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسند احمد ۴/ ۲۹۷ (۱۹۰۵۳) ابوموسیٰ اشعریؓ نے موت کے وقت وصیت کی کہ جب تم میرا جنازہ لے کر چلنے لگو تو جلدی چلنا اور نہ ہی میرے ساتھ کوئی انگیٹھی لے جانا اور نہ ہی میری قبر لحد میں کوئی رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو اور نہ ہی میری قبر پر کوئی عمارت بنانا اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں سر منڈانے والی چیخ و پکار کرنے والی یا کپڑے پھاڑنے والی سے بری ہوں لوگوں نے پوچھا کیا آپ نے ان باتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں میں نے رسولؐ سے سنا ہے۔

امام ابوحنیفہؒ کا فتویٰ:

امام اعظم ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ ہجری کے شاگرد رشید امام محمد کتاب الاثار میں امام ابوحنیفہ کا مسلک نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں ولا نری ان یزاد علی ما خرج منه ونکره ان یجصص او یطین او یجعل عنده مسجدا او علما او یکتب علیه ویکره الاجر ان یبنی به او یدخل القبر ولا نری برش الماء علیه باسا و هو قول ابی حنیفةؒ (کتاب الاثار باب تسنیم القبور وتجصیصها) جو مٹی قبر سے نکلی اس کے سوا اور مٹی قبر پر نہ ڈالی جائے اور کروہ سمجھتے ہیں ہم یہ کہ گچ کی جائے یا مٹی سے لیپی جائے یا اس کے پاس مسجد بنائی جائے یا نشان بنایا جائے یا اس پر لکھا جائے اور مکروہ ہے پکی اینٹ کہ اس سے قبر بنائی جائے یا قبر میں داخل کی جائے اور ہمارے نزدیک قبر پر پانی چھڑ کنے میں کچھ گناہ نہیں اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔

امام مالک کا فتویٰ:

امام مدینہ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں اکره تجصیص القبور البناء علیها

المدونة الکبری ۱/۱۰۷۔قبروں کو پختہ بنانے اوران پرعمارت تعمیر کرنے کو مکروہ سمجھتا ہوں۔

امام محمد بن حسن الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

امام محمد کتاب الآثار میں فرماتے ہیں اخبرنا ابو حنیفہ قال حدثنا شیخ لنا یرفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن تربیع القبور وتجصیصھا قال محمد وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ۔ (کتاب الآثار) امام محمد حضرت امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے ایک استاد نے نبی کریم ﷺ کی مرفوع حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے قبروں کو چوکور کرنے اوران کے پختہ کرنے سے منع کیا ہے امام محمد فرماتے ہیں ہم اسی کو لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔

علامہ مرغینانی کا فتویٰ:

علامہ مرغینانی صاحب ہدایہ المتوفی ۵۹۳ ہجری فرماتے ہیں ویکرہ الاجر والخشب لانھما لاحکام البناء والقبر موضع البلی۔ (ہدایہ ج ۱ ص ۱۸۲) پختہ اینٹوں اور لکڑی کا استعمال قبر پر مکروہ ہے اس لئے کہ یہ اشیاء قبر کی پائیداری اور پختگی کے لئے ہیں اور قبر تو بوسیدگی کا مقام ہے۔

علامہ ابن ہمام الحنفی کا فتویٰ:

علامہ ابن ہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ ہجری فرماتے ہیں وکرہ ابو حنیفۃ البناء علی القبر وان لم یعلم بعلامۃ وکرہ ابو یوسفؒ ان یکتب علیہ کتابا لما روی جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لا تجصصوا القبر ولا تبنوا علیہ ولا تقعدوا علیہ ولا تکتبوا علیہ۔ (فتح القدیر ۲/۱۰۰) امام ابوحنیفہ کے ہاں قبر پر عمارت تعمیر کرنا مکروہ ہے اگر چہ اس کی کوئی علامت معلوم نہ ہو اور قاضی ابو یوسف نے اس پر کسی قسم کی کتابت کو بھی مکروہ سمجھا ہے اس لئے کہ حضرت جابرؓ نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا نہ قبر کو پختہ کرو اور نہ اس پر عمارت بناؤ اور نہ اس پر بیٹھو اور نہ اس پر کتبہ لگاؤ۔

علامہ عبداللہ بن احمد النسفی الحنفی التوفی ۷۱۰ھ کا فتویٰ:

ولا یربع ولا یجصص (کنز الدقائق مع البحر الرائق ۲/ ۱۹۴) قبر کو نہ مربع شکل بنایا جائے اور نہ پختہ کیا جائے۔

علامہ ابن نجیم حنفی المصری التوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ:

صاحب کنز الدقائق کے قول ولا یجصص کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں لحدیث جابر نهی رسول الله ان یجصص القبر وان یقعد علیه وان یبنی علیه وان یکتب علیه۔ (بحر الرائق) پختہ قبریں بنانا حضرت جابر کی روایت کی وجہ سے منع ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے قبر پختہ کرنے اس پر بیٹھنے اس پر عمارت تعمیر کرنے اور اس پر کتبے لگانے سے منع فرمایا ہے۔

علامہ قاضی خان الحنفی التوفی ۵۹۲ھ کا فتویٰ:

ولا یجصص القبر لما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن التجصیص والتفضیض وعن البناء فوق القبر لما روی عن ابی حنیفة انه قال لا یجصص القبر ولا یطین ولا یرفع علیه البناء (فتاویٰ قاضی خان ج ۱ص ۹۳) قبر کو پختہ نہ کیا جائے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے قبر کو پختہ کرنے اور اس پر چاندی سے جڑاؤ کرنے اور قبر کے اوپر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے اور اس لئے بھی کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ قبر کو نہ پختہ کیا جائے اور نہ مٹی سے لیپا جائے اور نہ ہی اس پر کوئی عمارت بنائی جائے۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی الحنفی التوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ:

علامہ علاؤ الدین صاحب درالمختار میں لکھتے ہیں ولا یجصص للنهی عنه (الدر المختار/ ۶۶۲) قبر کو پختہ نہ کیا جائے اس لئے کہ اس سے منع کیا گیا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی کا فتویٰ:

علامہ ابن عابدین المعروف بالشامی فرماتے ہیں۔ واما البناء علیہ فلم ارمن اختار جوازہ۔ (الردالمختار ۱/۶۶۲) مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے قبر پر عمارت بنانے کے جواز کو پسند کیا ہو۔

علامہ عینی الحنفی التوفی ۸۵۵ ہجری کا فتویٰ:

علامہ عینی فرماتے ہیں لا یطین بالجص ولا یبنی علیہ بہ لانہ لاحکام والزینۃ (رمزالحقائق ۱/۶۷)

نہ چونے کے ساتھ لیپا جائے اور نہ اس کے ساتھ قبر پر عمارت بنائی جائے اس لئے کہ یہ پختگی اور زینت کے لئے ہوتا ہے۔

علامہ علاؤالدین الکاسانی الحنفی التوفی ۵۸۸ ھ کا فتویٰ:

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان تشبہ القبور بالعمران والاجر والخشب للعمران ولان الاجر مما یستعمل للزینۃ ولا حاجۃ الیھا للمیت۔ بدائع الصنائع ۱/۳۲۰ آنحضرت ﷺ نے قبروں کی آبادی کے ساتھ مشابہت سے منع فرمایا ہے اور پختہ اینٹیں اور لکڑی آبادی کے لئے ہے اور اس لئے بھی کہ پکی اینٹ زینت خوبصورتی کے لئے استعمال ہوتی ہے اور میت کو اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

قاضی ابراہیم الحلبی الحنفی (التوفی ۹۵۱ ہجری) کا فتویٰ:

ویکرہ تجصیص القبر وتطینیہ وبہ قالت الائمۃ الثلاثۃ لما روی جابر ...... وعن ابی حنیفۃ انہ یکرہ ان یبنی علیہ بناء من بیت او قبۃ او نحو ذالک لما مر من الحدیث (حلبی کبیر ۵۹۹) قبر کو پختہ بنانا اور اس کی لپائی کرنا مکروہ ہے اور تینوں اماموں کا یہی قول ہے اس لئے کہ حضرت جابر کی حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے ...... اور امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ قبر پر مکان یا قبہ یا اس کی مانند کوئی اور عمارت بنانا مکروہ ہے اور

حضرت جابر کی مذکورہ حدیث اس کی دلیل ہے۔

علامہ سراج الدین الحنفی (المتوفی ۷۷۳ ہجری) کا فتویٰ:

ویکرہ البناء علی القبور۔ (فتاویٰ سراجیہ ۲۴) قبروں پر عمارت (گنبد) بنانا مکروہ ہے۔

علامہ ابواللیث ثمرقندی المتوفی ۳۷۳ ہجری کا فتویٰ:

علامہ ابواللیث ثمرقندی فرماتے ہیں ویکرہ تجصص القبور وتطینها والبناء علیها والکتابة والاعلام بعلامة علیها۔ (فتاویٰ النوازل ۸۲) قبروں کو پختہ کرنا اوران کی لپائی کرنا اوران پر عمارت (گنبد) بنانا کتبہ لگانا اور کوئی علامت لگانا مکروہ ہے۔

علامہ احمد بن محمد القدوری (المتوفی ۴۲۸ھ) کا فتویٰ: علامہ احمد بن محمد القدوری فرماتے ہیں ویکرہ الاجر والخشب۔ (قدوری ۶۰) قبر پر پختہ اینٹ اور لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

علامہ ابوبکر بن علی الحداد الیمنی الحنفی (المتوفی ۸۰۰ھ) کا فتویٰ:

علامہ ابوبکر بن علی الحداد الیمنی الحنفی لکھتے ہیں ویکرہ تطیین القبور وتجصیصها والبناء علیها والکتب علیها لقوله علیه السلام لا تجصصوا القبور والا تبنوا علیها ولا تقعدوا علیها (الجوہرة النیرة ۱/۱۳۳) قبروں کی لپائی کرنا اوران کو پختہ بنانا اور ان پر عمارت تعمیر کرنا اور کتبہ لگانا آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے مکروہ ہے آپ نے فرمایا قبروں کو پختہ نہ کرو اور نہ ان پر عمارت تعمیر کرو اور نہ ان پر بیٹھو۔

علامہ عبیداللہ بن مسعود الحنفی المتوفی ۷۴۷ھ کا فتویٰ:

صاحب شرح وقایہ لکھتے ہیں ویکرہ الاجر والخشب۔ (شرح وقایہ ۱/۲۴۰) قبر پر پختہ اینٹ اور لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

علامہ طحطاوی الحنفی التوفی ۱۲۳۱ہجری کا فتویٰ:

علامہ طحطاوی فرماتے ہیں ولا یجصص بہ قالت الثلاثة لقول جابر نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم...... لنهی النبی صلی الله علیه وسلم یفید ان ماذکره مکروه تحریما (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۳۳۵) قبر پختہ نہ کی جائے یہی تینوں اماموں کا مسلک ہے حضرت جابر کی حدیث کی وجہ سے اور قبر پختہ بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

علامہ سرخسی الحنفی التوفی ۵۷۱ہجری کا فتویٰ:

شمس الائمہ علامہ سرخسی فرماتے ہیں نهی عن تجصیص القبور۔ (المبسوط/ ۶۲) آنحضرت ﷺ نے قبروں کو پختہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قاضی ابراہیم الحنفی کا فتویٰ:

قاضی ابراہیم الحنفی صاحب مجالس الابرار فرماتے ہیں القباب التی بنیت علی القبور یجب هدمها لا نها اسست علی معصیة الرسول و مخالفته و کل بناء اسس علی معصیة الرسول و مخالفته فهو بالهدام اولی من المسجد الضرار۔ (مجالس الابرار ۱۳۹) ایسے قبے جو قبروں پر بنائے جاتے ہیں ان کو گرانا واجب ہے کیونکہ ان کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت پر ہے اور ہر وہ عمارت جس کی بنیاد آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور نافرمانی پر ہو اسے گرانا مسجد ضرار سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

علامہ علاؤالدین سمرقندی الحنفی التوفی ۳۹ھ کا فتویٰ:

علامہ علاؤالدین سمرقندی فرماتے ہیں والسنة فی القبر ان یسنم ولا یربع ولا یطین ولا یجصص و کره ابوحنیفة البناء علی القبر (تحفة الفقهاء ۱/۳۰۰) قبر کے متعلق سنت یہ ہے کہ اسے کوہان نما بنایا جائے اور مربع شکل نہ بنائی جائے اور نہ لیپی جائے اور نہ پختہ کی جائے اور امام ابوحنیفہ نے قبر پر عمارت تعمیر کرنے کو مکروہ کہا ہے۔

علامہ حسن الشرنبلالی الحنفی المتوفی ۱۰۶۹ ہجری کا فتویٰ:

وکرہ الاجر والخشب...... ویسنم القبر ولا یربع ویحرم علیہ البناء للزینۃ ویکرہ لاحکام بعد الدفن (نور الایضاح ۱۵۳) اور قبر پر پکی اینٹیں اور لکڑی لگانا مکروہ ہے......اور قبر کو کوہان نما بنایا جائے چوکورنہ بنائے جائے اور اینٹ خوبصورتی کے لئے قبر پر تعمیر (گنبد) بنانا حرام ہے اور دفن کرنے کے بعد مضبوطی کے لئے قبر پر تعمیر کرنا مکروہ ہے۔

علامہ علی قاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ ہجری کا فتویٰ:

ملا علی قاری الحنفی حدیث من بتدع بدعۃ ضلالۃ کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں وھی ما انکرہ ائمۃ المسلمین کا البناء علی القبور و تجصیصھا (مرقاۃ شرح مشکوۃ ۱/۲۱۴) بدعت ضلالت وہ ہے جس کا ائمہ مسلمین نے انکار کیا ہو جیسے قبروں پر عمارت بنانا اور انہیں پختہ کرنا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی ۱۲۲۵ھ کا فتویٰ:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اپنے رسالہ مالا بدمنہ میں فرماتے ہیں انچہ بر قبور اولیاء عمارتہائے رفیع بنای کنند و چراغاں روشن می کنند و ازیں قبیل ہر چہ می کنند حرام است یا مکروہ۔ (مالا بدمنہ ۶۷) وہ جو کچھ اولیاء کرام کی قبروں پر کیا جاتا ہے کہ اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہیں اور چراغ روشن کرتے ہیں اور اس قسم کا جو کچھ بھی کرتے ہیں حرام یا مکروہ ہے۔

امام شافعی المتوفی ۲۰۴ ہجری کا فتویٰ:

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں ولم ار قبور المھاجرین والانصار مجصصۃ (قال الراوی) عن طاوس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان تبنی القبور او تجصص ...... وقد رایت من الولاۃ من یھدم بمکۃ ما یبنی فیھا فلم ار الفقھاء یعیبون ذالک۔ (کتاب الام ۱/۲۷۷) میں نے مہاجرین اور انصار صحابہؓ کو پختہ تعمیر شدہ نہیں دیکھا طاوس سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبروں پر عمارت کی تعمیر یا پختہ کرنے سے

منع فرمایا ہے اور میں ان حکمرانوں کو دیکھا ہے جو کہ میں قبروں پر عمارت کو گراتے تھے اور اس نے اس کام پر فقہا کو عیب لگاتے نہیں دیکھا۔

حضرت حسن بصری کا فتویٰ:

کان یکرہ تطیین القبور و تجصیصها (ابن ابی شیبہ ۳/۲۹) حضرت حسن بصری قبروں پر لپائی اور انہیں پختہ بنانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

امام نووی التوفی ۶۷۷ ہجری کا فتویٰ:

امام نووی حدیث جابر کی شرح میں فرماتے ہیں واما البناء علیه کان فی ملك البانی فمکروہ وان کان فی مقبرۃ مسبلة فحرام نص علیه الشافعی والاصحاب وقال الشافعی فی الام رائیت الائمة بمکة یامرون بهدام ما یبنی ویوید الهدم قوله ولا قبرا مشرفا الا سویته۔ (شرح مسلم النووی ۷/۳۲)

بہر حال قبر پر عمارت بنانا اگر وہ جگہ عمارت بنانے والے کی ملکیت میں ہے تو مکروہ ہے اور اگر عام مقبرہ میں ہے تو حرام ہے امام شافعی اور دیگر اصحاب نے اس کو صراحت سے بیان کیا ہے امام شافعی نے کتاب الام میں فرمایا ہے۔ میں مکہ مکرمہ میں ائمہ دین کو دیکھا ہے وہ قبروں پر عمارتوں کو گرانے کا حکم دیتے تھے اور قبروں پر تعمیر شدہ عمارات کو گرانے کی تائید نبی کریم ﷺ کی اس حدیث ولا قبرا مشرفا الا سویته سے بھی ہوتی ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی التوفی ۹۷۴ ہجری کا فتویٰ:

علامہ ابن حجر شافعی فرماتے ہیں تجب المبادرۃ الی هدمها وهدم القباب التی علیها۔ (کتاب الزواجر عن اقتراب الکبائر ۱۶۳) اونچی قبروں کو اور جوان پر قبے اور گنبد بنائے گئے ہیں ان کو گرا دینا واجب ہے۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی کا فتویٰ:

وکان صلی الله علیه وسلم ینهی ان یجصص القبر وان یقعد علیه۔

(کشف الغمہ عن جمیع الامہ ۱/۱۳۹) آنحضرت ﷺ قبر کو پختہ بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔

امام مزنی المتوفی ۲۶۴ ہجری کا فتویٰ:

ولا تبنی القبور ولا تجصص۔ (مختصر المزنی ۳۷) نہ قبر پر عمارت بنائی جائے اور نہ اسے پختہ کیا جائے۔

علامہ مجدالدین فیروز آبادی المتوفی ۸۱۷ ہجری کا فتویٰ:

وکانوا لا یرفعون القبر ولا یبنون علیہ باجر ...... وکانوا لا یجعلون علی القبر عمارۃ ولا قبۃ وھذا کلہ بدعۃ ومکروہ مخالف للطریقۃ النبویۃ وبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب ان لا یدع تمثالا الا طمسہ ولا قبرا مشرفا الا سواہ ونھی ان یتخذ علی القبر مسجد او یشعل علیہ سراج ولعن فاعل ذالک۔ (سفر السعادۃ علی ھامش کشف الغمہ ۱/۱۸۳) سلف صالحین قبر کو اونچا نہیں کرتے تھے اور نہ اس پر پکی اینٹ سے عمارت بناتے تھے اور نہ ہی وہ قبر پر عمارت اور قبے بناتے تھے یہ تمام اعمال بدعت اور مکروہ ہیں اور آنحضرت ﷺ کے طریقہ کے خلاف ہیں آپ نے تو علی ابن ابی طالب کو بھیجا تھا کہ وہ کوئی مجسمہ نہ چھوڑیں مگر اسے مٹادیں اور اونچی قبروں کو برابر کردیں اور آپ نے قبر پر مسجد بنانے سے بھی منع فرمایا ہے اس طرح اس پر چراغ جلانے سے بھی روکا ہے اور ایسا کام کرنے والے پر لعنت کی ہے۔

حضرت طاؤس بن کیسان کا فتویٰ:

نعمان ابن ابی شیبہ کہتے ہیں جند میں میرے چچا فوت ہوگئے تو میں اپنے باپ کے ساتھ طاؤس بن کیسان کے پاس آیا میرے والد نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن کیا میں اپنے بھائی کی قبر کو پختہ کرسکتا ہوں تو حضرت طاؤس نے ہنس کر کہا سبحان اللہ! اے ابوشیبہ تیرے لیے بہتر ہے تو اس کی قبر کی معرفت نہ رکھے مگر یہ کہ تو وہاں جا کر اس کے لئے استغفار ودعا کرے اما علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن قبور المسلمین ان یبنی علیھا او

تجصص او تزدرع فان خير قبوركم التي لا تعرف۔ (عبدالرزاق ۳/۵۰۶)

کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی قبروں پر عمارت بنانے یا انہیں پختہ کرنے یا وہاں پر کاشت کاری کرنے سے منع فرمایا ہے یقیناً تمہاری سب سے بہترین قبریں وہ ہیں جو غیر معروف ہیں۔

علامہ ابن قدامہ مقدسی المتوفی ۶۲۵ھ کا فتویٰ:

علامہ مقدسی فرماتے ہیں ویکرہ البناء علی القبر وتجصیصہ والکتابة علیہ لما روی مسلم فی صحیحہ قال نهی رسول الله صلی الله علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ زاد الترمذی وان یکتب علیہ وقال هذا حدیث حسن صحیح ولان ذالك من زینة الدنیا فلا حاجة بالمیت الیہ (المغنی ۳/ ۴۳۹)

قبر پر عمارت تعمیر کرنا اور اسے پختہ بنانا اور اس پر کتبہ لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے قبر کو پختہ بنانے اس پر عمارت کھڑی کرنے اور بیٹھنے سے منع فرمایا ہے امام ترمذی نے اس کے ساتھ یہ الفاظ بھی روایت کئے ہیں کہ آپؐ نے کتبہ لگانے سے بھی منع فرمایا ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ ممانعت اس لئے ہے کہ پختگی اور عمارت دنیا کی زیب و زینت میں سے ہے اور میت کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ ابن رشد کا فتویٰ:

علامہ ابن رشد فرماتے ہیں وکرہ مالك والشافعی تجصیص القبور۔ (بدایۃ المجتہد ۱/ ۲۳۹)

علامہ محمود آلوسی بغدادی الحنفی المتوفی ۱۲۷۰ ہجری کا فتویٰ:

لم اجماعاً فان اعظم المحرمات واسباب الشرك الصلوۃ عندھا واتخاذھا مساجد او بناء ھا علیہ وتجب المبادرة الی ھدمها وھدم القباب التی

علی القبور اذھی اضرمن مسجد الضرار لانھا اسست علی معصیۃ رسول اللہ وتجب ازالۃ کل قندیل او سراج علی قبر ولا یجوز وقفہ ونذرہ روح المعانی ج ص ۸ اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے بڑی حرام اور شرک کی اسباب کی چیزوں میں سے مزاروں کے پاس نماز پڑھنا اور ان پر مسجدیں یا عمارتیں بنانا ہے ایسی اشیاء کو گرانا اور ان قبوں اور گنبدوں کو جو قبروں پر بنے ہوتے ہیں انہیں گرانا واجب ہے کیونکہ یہ مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں اس لئے کہ ان کی بنیاد ہی آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر رکھی گئی ہیں۔ اور قبروں پر ہر قسم کی قندیل اور چراغ کو گل کرنا بھی واجب ہے اور اس کا وقف کرنا اور نذر ماننا بھی جائز نہیں ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی کا فتویٰ:

ویرفع القبر من الارض قدر شبر ویرش علیہ الماء ویوضع علیہ الحصا وان طین جاز وان جصص کرہ۔ غنیۃ الطالبین ۶۴۰) قبر زمین سے ایک بالشت اونچی کی جائے اور اس پر پانی چھڑکا جائے اور اس پر سنگریزے رکھ دیں اور اگر لیپ کر دیں تو جائز ہے مگر پختہ کرنا مکروہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

ویسنم القبر قدر الشبر والا یربع ولا یجصص ولا باس برش الماء علیہ ویکرہ ان یبنی علی القبر او یقعد اوینام علیہ۔ (فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۶۶) قبر کو اونٹ کی کوہان کی طرح بنایا جائے اور وہ بھی ایک بالشت کی مقدار نہ اسے مربع شکل بنایا جائے اور نہ پختہ کیا جائے اور اس پر پانی چھڑکنے میں کوئی حرج نہیں اور قبر پر عمارت بنانا اس پر بیٹھنا اور سونا مکروہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے استاد الاستاد حضرت ابراہیم نخعی کا فتویٰ:

قال ابراھیم النخعی کانوا یکرھون البناء بالاجر وان یجعلوہ فی قبور ھم۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۰) ابراہیم نخعی فرماتے ہیں قبروں کو پختہ کرنا اور انہیں چونہ گچ کرنا

سلف صالحین مکروہ سمجھتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کی وجہ سے تمام ائمہ فقہا اور بزرگان دین قبروں کو پختہ بنانے ان پر گنبد تعمیر کرنے سے منع فرماتے ہیں اور ان گنبدوں کو آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور آپ کی نافرمانی قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک شامی کی اس عبارت کا تعلق جس میں وہ فرماتے ہیں عن جامع الفتاوی وقيل لا يكره اذا كان الميت من المشائخ والعلماء والسادات۔ (ردالمختار شامی)

جامع الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر میت مشائخ علماء اور سادات میں سے ہو تو اس پر عمارت گنبد بنانے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لیکن یہ عبارت چندا قابل التفات نہیں کیونکہ مسلم شریف کی صحیح حدیث سے متعارض ہے اور حدیث کے مقابلہ میں کسی عالم فقیہ اور شیخ کی کوئی بات بھی قابل قبول نہیں۔

دوم: یہ کہ جہاں بھی قبروں پر گنبد بنائے جاتے ہیں تو مشائخ سادات اور پیروں بزرگوں کی قبروں پر ہی بنائے جاتے ہیں عام آدمی کی قبر پر کوئی بھی گنبد نہیں بناتا اور یہی گنبد والے قبریں معبود کا درجہ اختیار کر لیتے ہیں سجدہ' طواف' نذر و نیاز' چڑھاوے' عرس وغیرہ جو کچھ خرافات موجودہ زمانے میں مشہور درگاہوں پر ہوتے ہیں وہ کسی صاحب عقل پر مخفی نہیں۔

سوم: یہود و نصاریٰ نے بھی تو صلحا اور انبیاء کے قبروں کے ساتھ یہ معاملہ کیا تھا کہ جب ان میں سے کوئی نیک صالح آدمی فوت ہو جاتا تو اس کی قبر پر عمارت گنبد وغیرہ بنا دیتے جنہیں آنحضرت ﷺ نے سب سے بدترین مخلوق قرار دیا ہے۔

چہارم: خود علامہ شامی نے اقرار کیا ہے کہ اوامــا البنـاء عليه فلم ارامن اختار جوازه (شامی) مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے قبر پر عمارت گنبد بنانے کے جواز کو پسند کیا ہے۔

پنجم: لفظ قیل کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے جو اس کی کمزوری کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

چنانچہ مفتی اعظم ہند کفایت اللہ دہلوی اس کے جواب میں فرماتے ہیں شامی میں مشائخ و سادات کی قبروں پر قبہ کی بناء کا جواز صرف جامع الفتاویٰ سے قیل کے لفظ سے ذکر کیا ہے اور حرمت یا کراہت کا قول مسلم کی حدیث صحیح پر مبنی ہے اور شامی نے خود اقرار کیا ہے و امـا البنـاء فلم ارا من اختار جوازه لہٰذا قول بالمنع اقوی اور احوط اور واجب العمل

ہے۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص ۶۸) بعض لوگ سورۃ الکہف کی آیت لنتخذن علیھم مسجدا سے بناء علی القبور پر استدلال کرتے ہیں جب اصحاب کہف کا بھید کھل گیا تو اللہ نے انہیں موت دے دی تو لوگوں نے ان کی یادگار قائم کرنے کا فیصلہ کیا پھر اس میں اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ ان کے نام پر عجائب گھر بنانا چاہیے بعض کوئی خصوصی طرز کی تعمیر کے قائل تھے بعض کوئی کتبہ وغیرہ کندہ کرنا چاہتے تھے مگر جو لوگ اس معاملہ میں غالب تھے انہوں نے کہا لنتخذن علیھم مسجد (الکہف: ۱۲) ہم تو اس مقام پر یادگار کے طور پر عبادت خانہ قائم کریں گے۔

علامہ سید محمود الوسی بغدادی الحنفیؒ فرماتے ہیں وستدل بالایۃ علی جواز البناء علی قبور الصلحاء و اتخاذ مسجد علیھا و جواز الصلوۃ فی ذالک و کان فمن ذکر ذالک الشھاب الخفا جی فی حواشیہ علی البیضاوی بعض لوگوں نے اس آیت سے بزرگوں کے قبروں پر مسجد بنانے اور اس میں نماز پڑھنے پر استدلال کیا ہے ان میں سے شہاب خفاجی بھی ہیں جنہوں نے بیضاوی کے حاشیہ میں اس کا تذکرہ کیا ہے اس کے جواب میں علامہ محمود الوسی بغدادی فرماتے ہیں وھو قول باطل عاطل فاسد کاسد فقدروی احمد وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ تعالی زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج۔ (تفسیر روح المعانی ۱۵/ ۲۳۷) یہ ایک بے کار باطل فاسد کاسد قول ہے اس لئے کہ امام احمد ابوداؤد و ترمذی ونسائی ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا قبر کی زیارت کرنے والیوں اور قبروں پر مسجدیں بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

قبروں کا طواف کرنا اور بوسہ دینا

عام مزاروں اور بزرگان دین کی قبروں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے وہ اسلام میں کسی طرح بھی مستحسن نہیں قرار دیا جا سکتا حضرت عمرؓ کا قول مشہور ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب حجر اسود کا بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نفع

نقصان کا مالک نہیں اگر میں رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

لیکن آج قدم قدم پر قبروں اور مزاروں کو بوسہ دیا جاتا ہے اور یہی حال طواف کا ہے جو صرف بیت اللہ کے ساتھ مخصوص ہے۔

امام غزالی کا فتوی:

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں والمستحب فی زیارۃ القبور ان یقف مستدبر القبلۃ مستقبلا لوجہ المیت وان یسلم ولا یمسح القبر ولا یمسہ ولا یقبلہ فان ذالک من عادات النصاری۔ زیارت قبور میں مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت اور میت کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور سلام کرے قبر کے ساتھ ہاتھ نہ لگائے اور نہ چھوئے اور نہ بوسہ دے کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔

ملا علی قاری کا فتوی:

ملا علی قاری اپنی کتاب شرح مناسک میں فرماتے ہیں لا یطوف ای لا یدور خول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ العامۃ الجھلۃ ولو کانوا فی صورۃ المشائخ والعلماء ولا ینحنی ولا یقبل الارض فانہ ای کل واحد بدعۃ ای غیر مستحسنۃ فتکون مکروھۃ واما السجدۃ فلا شک انھا حرام۔ (شرح مناسک بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۴ و فتاویٰ رشیدیہ ۱۴۴)

اور نہ چھوئے قبر مبارک کو اور اسی طرح قبر کی دیوار اور آنحضرت ﷺ کے حجرہ شریف کی کھڑکیوں کو نہ ہاتھ کے ساتھ اور نہ منہ کے ساتھ اس لئے کہ صحابہ کرام سے اس بارہ میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی اور یہی مقام ادب کے زیادہ قریب ہے اور اس لئے بھی کہ یہ نصاریٰ کی عادت میں سے ہے جیسا کہ امام غزالی نے نقل کیا ہے۔

شرح شفا میں فرماتے ہیں ولا یمس القبر وکذا جدار قبۃ وشکبۃ حجرتہ

عليه السلام بيده ولا بفمه لعدم وروده عن الصحابة الكرام ولا نه القرب الى مقام الادب ولان ذالك من عادة النصارى على ما نقله الغزالى۔ (شرح شفا بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۶)

آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کے اردگرد طواف نہ کرے اس لئے کہ طواف کعبہ شریف کی خصوصیات میں سے ہے اس لئے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی قبور کا طواف کرنا حرام ہے اور عوام اور جہلاء جو کچھ کرتے ہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں اگر چہ وہ (جہلاء) صوفیوں پیروں اور علماء کی شکل میں ہوں اور نہ قبر کی زمین کو بوسہ دے اس لئے کہ یہ تمام افعال بدعت اور غیر مستحسن ہیں اس لئے مکروہ ہیں اور بے شک قبروں کا سجدہ کرنا حرام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فتویٰ: مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں طریقہ زیارت قبور ایں ست کہ رو بجانب قبر و پشت بجانب قبلہ مقابل روئے میت باشد وسلام دہد ومسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد وانزا منحنی نشود وروئے بخاک نہ مالد کہ ایں عادت نصاریٰ است۔ (اشعۃ اللمعات بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۴) زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ منہ بجانب قبر کے ہو اور پشت قبلہ کی طرف ہو میت کے سامنے کھڑے ہو کر اسلام پڑھے اور قبر کو مسح نہ کرے اور پشت کو خم نہ کرے اور بوسہ نہ دے کیونکہ عیسائیوں کی عادت میں سے ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی دوسری کتاب ماثبت بالسنۃ آنحضرت ﷺ کے روضہ مبارک کے آداب میں لکھتے ہیں ثم ياتى قبر الشريف ويقف عند راسه مستقبلا ويكون مستدبر القبلة ولا يضع يده على جدارة الخطر ولا يقبلها فان ذالك وامثاله من ضع الجاهلين وليس من سيرة السلف الصالحين بل يدنوا على قدر ثلاثة اذرع او اربعة ثم يصلى على النبى صلى الله عليه وسلم وعلى الصديق والفاروق رضوان الله تعالىٰ عليهم اجمعين۔ (ماثبت بالسنۃ بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۴)

پھر قبر شریف کے پاس آئے اور سر مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور قبلہ کی طرف پشت کرے اور دیوار پر ہاتھ نہ رکھے اور نہ اس کو بوسہ دے کیونکہ یہ اور اس جیسے افعال جہلا کے کام ہیں اور سلف صالحین کی سیرۃ میں یہ چیز نہیں پائی جاتی بلکہ تین چار کے گز کے فاصلے پر

کھڑے ہو کر آنحضرت ﷺ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ پر درود پڑھے۔

شیخ اپنی تیسری کتاب مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں بوسہ دادن قبر را وسجدہ کردن آں را وکلہ نہادن حرام وممنوع است ودر بوسہ دادن قبر والدین روایۃ فقہی نقل می کنند وصحیح آنست کہ لا یجوز است۔ انتہی۔ (مدارج النبوۃ بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۱۲) قبر کو بوسہ دینا اور سجدہ اور سر رکھنا حرام اور ممنوع ہے اور والدین کے قبر کو بوسہ دینے میں ایک فقہی روایت نقل کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے لا یجوز جائز نہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ:

سجدہ کردن بسوئے قبور اولیاء وطواف گرد قبور کردن ودعا از آنہا خواستن ونذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزے ازآنہا بکفر میرساند پیغمبر خدا برآنہا لعنت گفتہ واز آنہا منع فرمودہ گفتہ کہ قبر مرا بت نکنید (مالا بدمنہ ۸۸) اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا قبروں کے گرد طواف کرنا ان سے دعا مانگنا ان کے لئے نذر قبول کرنا حرام ہے بلکہ ان میں سے بہت سی چیزیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنالینا۔

ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں وگرد قبور گردیدن جائز نیست کہ طواف بیت اللہ حکم نماز دارد قال رسول اللہ ﷺ طواف البیت صلوٰۃ طواف بیت اللہ حکم نماز دارد (ارشاد الطالبین ۱۸) اور قبروں کے گرد چکر لگانا (یعنی طواف کرنا) جائز نہیں کیونکہ بیت اللہ کا طواف نماز کا حکم رکھتا ہے آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیت اللہ کا طواف نماز ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنی کتاب فتاویٰ عزیز میں لکھتے ہیں کہ طواف کرنا صالحین اولیاء کی قبر کا بلا شبہ بدعت ہے اس واسطے کہ بت پرستوں کے ساتھ بہت مشابہت ہے کہ وہ بتوں کے گرد اگرد یہ عمل کرتے ہیں۔ (بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۴)

علامہ ابراہیم حلبی الحنفی کا فتویٰ:

علامہ ابراہیم حلبی کبیری شرح منیہ میں فرماتے ہیں لا شك انه بدعة لا سنة له

ولا اثر عن صحابی ولا عن امام ممن یعتمد علیہ فیہ ولم یعہد الاستلام فی السنۃ الا للحجر الاسود والرکن الیمانی انتہیٰ (کبیری بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۵) اس میں کوئی شک نہیں کہ (قبر کو بوسہ دینا اور مسح کرنا) بدعت ہے اس کے متعلق نہ کوئی حدیث منقول ہے اور نہ کسی صحابی کا قول اور نہ ہی کسی معتمد امام سے اس بارہ میں کچھ منقول ہے اور حدیث میں بوسہ دینا معہود نہیں مگر حجر اسود اور رکن یمانی کے لئے۔

علامہ طحطاوی کا فتویٰ:

علامہ طحطاوی حواشی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں ولا یمسح القبر ولا یقبلہ ولا یمسہ فان ذالک من عادۃ النصاری (حواشی مراقی الفلاح بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۵) اور قبر کو مسح نہ کرے اور نہ ہی بوسہ دے اور نہ ہاتھ لگائے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت میں سے ہے۔

علامہ طحطاوی شرح درمختار میں لکھتے ہیں قال ابن الملقن فی شرح العمدۃ لا یشرع التقبیل الا للحجر الاسود والمصحف واید الصالحین من العلماء وغیرھم وللقادم من سفر بشرط ان لا یکون امرد ولا امرأۃ محرمۃ ولو وجوہ الموتی الصالحین ومن نطق بعلم او حکمۃ ینتفع بھا وکل ذالک قد ثبت فی الاحادیث الصحیحۃ وفعل السلف فاما التقبیل الاحجار والقبور والجدران والستور وایدی الظلمۃ والفسقۃ واستلام ذالک جمیعہ فلا یجوز ولو کانت الاحجار للکعبۃ او للقبر الشریف اور ستورھا اور صخرۃ بیت المقدس فان التقبیل والاستلام ونحوھما تعظیم والتعظیم خاص باللہ تعالیٰ لا یجوز الا فیما اذن فیہ۔ (بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۵) ابن ملقن نے شرح العمدۃ میں لکھا ہے کہ بوسہ دینا جائز نہیں مگر حجر اسود اور قرآن پاک اور علماء اور صالحین کے ہاتھوں کو اور سفر سے واپس آنیوالوں کو مگر بشرطیکہ وہ امرد اور غیر محرم عورت نہ ہو اور ان صالح مردوں کے چہروں کو جن کی علم وحکمت کے پھیلانے سے نفع اٹھایا گیا ہو یہ تمام صحیح حدیثوں سے ثابت ہیں اور سلف نے یہ کیا ہے لیکن پتھروں دیواروں پردوں اور ظالم و فاسق لوگوں کے ہاتھوں کو بوسہ دینا جائز نہیں اگر چہ وہ پتھر کعبہ

شریف کے ہوں یا آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کے ہوں اور نہ ہی ان کے پردوں کو بوسہ دینا جائز ہے اور نہ صخرہ بیت المقدس کو اس لئے کہ بوسہ دینا اور استلام کرنا اور ان جیسے افعال تعظیم ہے اور تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور یہ جائز نہیں مگر جہاں اس کی اجازت دی گئی ہو۔

علامہ بدرالدین عینی کا فتویٰ:

علامہ عینی الحنفی شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں قال الفقهاء الخراسنیون لا یمسح القبر ولا یقبله ولا یمسه فان کل ذالك من عادة النصارى قال معاذ مکروه قبیح وقال الزعفرانی لا یستلم القبر بیده ولا یقبله قال وهذا مضت السنة وما یفعله العوام الآن فهو من البدع المنکر شرعا۔ (شرح ہدایہ بحوالہ عزیز الفتاوی ۱۱۵) خراسانی فقہاء کہتے ہیں کہ قبر کو مسح نہ کرے اور نہ بوسے دے اور نہ ہاتھ لگائے کیونکہ یہ تمام افعال نصاریٰ کی عادت میں سے ہے معاذ نے کہا ہے کہ یہ ایک مکروہ اور قبیح فعل ہے اور زعفرانی نے کہا کہ قبر کو ہاتھ سے چھونے اور نہ بوسہ دے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ سلف میں یہی طریقہ چلا آ رہا ہے اور آج کل جو عوام کرتے (بوسہ وغیرہ) یہ شرعاً ایک منکر بدعت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے ولا یمسح القبر ولا یقبله فان ذالك من عادة النصارى ولا باس بتقبیل قبر والدیه كذا فی الغرائب (فتاوی عالمگیری) اور قبر کو مسح نہ کرے اور نہ بوسہ دے کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادت میں سے والدین کے قبر کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں غرائب میں اسی طرح ہے۔

مولانا عبدالحئی صاحب کا فتویٰ:

مولانا عبدالحئی لکھنوی اپنے رسالہ میں حضرت ابوایوب انصاری کے ملتزم القبر دیکھے جانے والے اور مروان کے روکنے کی روایہ کے بعد فرماتے ہیں مخفی نہ رہے کہ بعض قاصرین اس حدیث اور حدیث قصہ بلال اور قصہ زیارت حضرت فاطمہ سے استناد کر کے کہتے ہیں کہ بوسہ دینا قبر کا اور چھونا واسطے برکت کے اور ایسا کر لینا قبر کے ساتھ خصوصاً قبور اولیاء کے ساتھ درست

ہے اور یہ استناد ان کا غلط ہے کیونکہ ان حضرات سے یہ امور حالت وجد بے اختیاری میں صادر ہوئے ایسی صورت میں فاعل ان امور کا معذور ہے اس سے جواز ان امور کا حالت اختیار میں ثابت نہیں ہوتا اور اسی واسطے اور صحابہ سے ایسے امور مروی نہیں بلکہ حضرت انس ﷺ سے نہی مروی ہے اور محققین حنفیہ اور شافعیہ مالکیہ وحنبلیہ تصریح کرتے ہیں کہ اس طرح کے امور مکروہ و بدعت ہے کسی قبر کے ساتھ خواہ قبر رسول ہو یا قبر ولی ہو یا قبر مرشد ہو یا قبر والدین ہو ہرگز ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ (بحوالہ عزیز الفتاویٰ ۱۱۶)

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مولانا عزیز الرحمٰنؒ ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ طواف اور سجدہ کرنا اور بوسہ دینا شباک شریف سرور عالم رسول اکرم ﷺ کا بقول صحیح و محقق ممنوع ہے وخلاف ادب واتباع ہے اور جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان امور کا ارتکاب ممنوع وحرام ہے پس دوسرے کی قبر کے ساتھ کیونکر یہ افعال جائز ومشروع ہو سکتے ہیں۔ یہی قول محقق وصحیح ہے اس کے خلاف کسی کا قول اگر ہو تو وہ قابل التفات وعمل وتوجہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم (عزیز الفتاویٰ ۱۱۳/۱۱۶)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

سوال: طواف کرنا قبر کا کیا ہے؟

جواب: طواف کرنا قبر کا حرام ہے اگر مستحب جان کر کرے تو کافر ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۱۴۳)

دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال: زید کہتا ہے کہ طواف قبور جائز ہے اور استدلال میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا قول بیان کرتا ہے آیا زید کا قول صحیح یا نہیں عبارت شاہ صاحب کی کیا ہے اور زید بھی کہتا ہے کہ اگر طواف قبور کامل شخص کرے تو اہل قبر کو فائدہ پہنچاتا ہے یہ بھی صحیح ہے یا نہیں اور طواف کرنے والا اور جائز رکھنے والا آثم بوعید ہیں یا نہیں؟

جواب: زید کا قول غلط ہے طواف عبارت مختصہ بالکعبۃ الشریف ہے غیر کعبہ کا طواف جائز نہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت بندہ کے اس وقت پیش نظر نہیں ہے اور نہ کتاب

مذکور بندہ کے پاس ہے جو اس کو دیکھا جائے بہر حال وہ تصوف میں ہے اگر اس میں کچھ ہو بھی تو اس سے مسائل شرعیہ میں استدلال نہیں ہو سکتا اور معلوم نہیں کہ وہ کس محل پر اور کس طرز پر ہے اور انہوں نے اس کا جائز ہونا بھی لکھا ہے یا نہیں ہم کو حکم اتباع شریف کا ہے اور ظاہر ہے کہ شریعت میں سوائے خانہ کعبہ کے کسی کے لئے طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے قال الله تعالىٰ وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين والعاكفين والركع السجود الاية.
(فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/۴۳۳)

مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ:

سوال: کیا کسی بزرگ کی قبر کو تعظیما بوسہ دینا اور وقتا فوقتا جا کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے؟
جواب: زیارت قبور کے لئے جانا اور ان کو سلام مسنون السلام علیکم یا اهل القبور الخ کرنا جائز ہے اور مستحب ہے مگر قبر کو بوسہ دینا اچھا نہیں کہ اس سے فاسد عقیدہ عوام کا خوف ہے۔
(کفایت المفتی ۴/۱۸۲)

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ:

قبر کو بوسہ دینا بہ نیت عبادت و تعظیم کفر ہے اور بلا نیت عبادت گناہ کبیرہ ہے۔ الخ
(احسن الفتاویٰ ۱/۳۶)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا فتویٰ:

ناواقف لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں ان کا طواف کرتے ہیں ان کے آستانے کو چومتے ہیں یہ تمام افعال شرعاً ناجائز ہیں اور ہمارے ائمہ اہل سنت نے ان کو حرام و ناجائز ہونے کی تصریح کی ہے اس لئے کہ طواف سجدہ رکوع ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا یہ سب عبادت کی شکلیں ہیں اور ہماری شریعت نے قبروں کی ایسی تعظیم کی اجازت نہیں دی ہے کہ پوجا کی حد تک پہنچ جائے آنحضرت ﷺ کو معلوم تھا کہ پہلی امتیں اس غلو سے گمراہ ہوئی ہیں اس لئے آپ نے اپنی امت کو ان افعال سے بچنے کی تاکید اور وصیت فرمائی ہے۔ (اختلاف امت اور صراط مستقیم ۱/ ۵۷)

فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ:

سوال: بزرگوں کی قبروں کا طواف کرنا اور اس کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب: حاد أو مصلیاً بدعت ضلالت اور معصیت ہے (فتاویٰ عزیزی ۴/۱۰۳ و مجموعہ فتاویٰ ۳/۶۷) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۱۲)

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اولیاء کرام کی قبروں کو بوسہ دیتے ہیں تو کیا قبروں کو بوسہ دینا شرعاً جائز ہے؟

جواب: قبر کو بطور تعظیم وتکریم بوسہ دینا کفر وضلالت ہے اور بلانیت تعظیم گناہ کبیرہ اور حرام ہے اس لئے کہ یہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ ہے لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ ۱/۱۸۶)

جامعہ خیر المدارس ملتان کا فتویٰ: قبر کو ہاتھ لگانا اور قبر کا بوسہ لینا مکروہ ہے۔ (خیر الفتاویٰ ۳/۲۴۷)

والدین کی قبر کا بوسہ بھی جائز نہیں:

سوال: اپنے والدین کی قبر کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں عالمگیری میں ہے کہ جائز ہے اگر جائز ہے تو کس طرح لینا چاہیے؟

جواب: عالمگیری میں ہے ولا یمسح القبر ولا یقبله فان ذالك من عادة النصاری ولا باس بتقبیل قبر والدیه۔ (۴/۱۰۹) اس عبارت سے گو کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے لیکن حضرت علماء کرام نے تصریح کی ہے کہ یہ درست نہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ در بارہ بوسہ قبر والدین روایات فقہی نقل میکنند وصحیح آنست کہ لا یجوز است۔ حضرت مولانا عبدالحئی اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ محققین حنفیہ شافعیہ ومالکیہ وحنابلہ کے نزدیک اس طرح کے امور مکروہ ہے اور بدعت ہیں کسی قبر کے ساتھ خواہ قبر رسول اللہ ﷺ ہو یا قبر ولی ومرشد کی ہو یا قبر والدین کی ہو ہرگز ہرگز نہ چاہیے۔ ناقلا من الفتاوی العزیزیه لہٰذا کسی قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں۔ فقط واللہ اعلم (خیر الفتاویٰ ۳/۲۴۴)

شاہ محمد اسحٰق محدث دہلوی کا فتوئ:

بوسہ دادن قبر والدین غیر جائز ست علی الصحیح و فی مدارج النبوۃ و بوسہ دادن قبر را و سجدہ کردن آن را و رخسار نہادن حرام و ممنوع است و در بوسہ دادن قبر والدین و اصرار بر آں گناہ کبیرہ است کما تقدم۔ (مأۃ مسائل ۷۱)

صحیح یہ ہے کہ والدین کی قبر کو بھی بوسہ دینا جائز نہیں۔ مدرج النبوۃ میں ہے کہ قبر کو چومنا سجدہ کرنا رخسار لگانا حرام اور ممنوع ہے اور والدین کی قبر کو بوسہ دینے میں روایت فقہی نقل کرتے ہیں حالانکہ صحیح یہ ہے ناجائز ہے اور ناجائز کا ادنیٰ مرتبہ گناہ صغیرہ اور اس پر اصرار گناہ کبیرہ ہے۔

مسئلہ: قبر کے ارد گرد تین مرتبہ پھرے یا تین سے کم یا زائد شرعاً ناجائز اور حرام ہے اور ایسا مرتکب جو حرام پر مصر ہو فاسق ہو جاتا ہے اور اگر جائز و مستحب سمجھ کر کسی نے طواف کیا تو یہ موجب کفر ہے ملا علی قاری کی شرح مناسک میں ہے ولا یطوف الخ نہ طواف کرے یعنی رسول اللہ ﷺ کے مزار مطہرہ کے ارد گرد نہ پھرے اس لئے کہ طواف کعبہ مقدسہ کے لئے مخصوص ہے پس انبیاء و اولیاء کی قبروں کے گرد طواف کرنا حرام ہے۔ الخ (امداد المسائل ترجمہ مأۃ مسائل ۷۵/ ۷۶ فتاویٰ رحیمیہ ۱۰/۴۱۳)

مسئلہ: جھک کر کسی کی قدم بوسی (پیروں کو چومنا) اور قبر بوسی کرنا نہیں چاہیے جبکہ جھک کر سلام کرنا درست نہیں تو جھک کر قدم بوسی کرنا جو مشابہ بالسجود ہے کیسے درست ہو سکتا ہے اور قبر بوسی اس وجہ سے بھی حرام ہے کہ اس میں تشبہ بالسجود ہے اور اس وجہ سے حرام ہے کہ اس میں تعظیم غیر اللہ ہے۔ (عزیز الفتاویٰ ۱۲۶)

قبروں پر چڑھاوے چڑھانا

منت ماننا اور نذر و نیاز دینا عبادت ہے اور عبادت اللہ تعالیٰ کا حق ہے اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت جائز نہیں ہے بہت سے لوگ منتیں مانتے ہیں کہ اگر ہمارا یہ کام ہو گیا تو فلاں

دربار پر جائیں گے اس پر غلاف چڑھائیں گے یا جانور ذبح کریں گے یا وہاں کوئی شرینی تقسیم کریں گے یا اتنی رقم وہاں رکھیں گے یا وہاں سجدہ کریں گے اس قسم کی بہت سی منتیں مانتے ہیں اور پھر وہاں جا کر قبرستان میں یا درگاہ میں یہ افعال کرتے بھی ہیں اس قسم کی منتیں ماننا اور ان کو پورا کرنا ناجائز وحرام ہے۔ ابوداؤد میں ثابت بن ضحاک کی روایت ہے وہ کہتے ہیں:

نذر رجل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم هل كان فيها وثن من اوثان الجاهلية يعبد قالوا لا قال فهل كان فيها عيد من اعيادهم قالوا لا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اوف بنذرك فانه لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك ابن آدم۔ (ابوداود' مشکوٰۃ)

''رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ بوانہ میں (جو مکہ کے نشیبی علاقہ میں واقع ایک جگہ کا نام ہے) اونٹ ذبح کرے گا پھر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو (اپنی نذر کی) خبر کردی رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا زمانہ جاہلیت میں اس مقام پر کوئی بت تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپؐ نے پوچھا کہ کیا وہاں کفار کے میلوں میں سے کوئی میلہ لگتا تھا؟ صحابہ نے عرض کیا کہ نہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا تم اپنی نذر پوری کرلو۔ کیونکہ اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے جہاں کوئی گناہ کی بات ہو نیز ابن آدم پر اس چیز کی نذر کو پورا کرنا بھی ضروری نہیں ہے جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔''

نوٹ: زمانہ جاہلیت میں جہلائے عرب بزرگوں کی قبروں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے مجسمے بنا کر سامنے کھڑا کر کے ان کی عبادت کرتے تھے لیکن ہمارے زمانہ کے جہلائے ہندو پاک دو قدم آگے بڑھ گئے اور بزرگوں کی قبروں کی عبادت شروع کردی کسی مشہور درگاہ پر جا کر دیکھیں زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ خرافات وبدعات کے مختلف طریقے نظر آئیں گے۔

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ (الحج:۳۰) سو تم ناپاکی سے یعنی بتوں سے اور جھوٹی بات سے بچو۔

اس آیت کی تفسیر میں مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ فرماتے ہیں مشرکین جانوروں کو بتوں کے تقرب کے لئے ذبح کرتے تھے اور یہ ان کے نزدیک بتوں کی عبادت تھی اس لئے فرمایا کہ حلال جانوروں کو کھاؤ پیو لیکن بتوں کی عبادت میں استعمال نہ کرو نہ دیوی دیوتا اور بتوں کے لے ذبح کرو اور نہ ذبح کرنے کے بعد ان کے گوشت ان پر چڑھاوا چڑھاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے توحید سکھائی تھی اور قربانی کی ابتدا کی تھی اور یہ قربانی صرف اللہ کی رضا کے لئے تھی لیکن بعض اہل عرب مشرک ہوگئے جو بتوں کے لئے احرام باندھتے تھے اور ان کے تقریب کے لئے جانور ذبح کرتے تھے اور تلبیہ میں بھی شرک کے الفاظ کا اضافہ کرتے تھے اور یوں کہتے تھے الاشریکا هولك اس لئے حج کے ذیل میں یہ بات بیان فرمائی کہ جانوروں کا استعمال کھانے پینے کے لئے ہے۔ غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے کے واسطے نہیں۔ (تفسیر انوار البیان (۲۰۳/۲)

آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ یہاں زمانہ جاہلیت میں ان کا کوئی بت یا باجی تھا جس کی عبادت کرتے تھے یا کوئی میلہ لگتا تھا جہاں سیر تماشے رقص و سرود ناچ گانے قوالی و دیگر خرافات میں مشغول رہتے تھے لیکن جب صحابہ کرام نے گواہی دی کہ اس جگہ کوئی ایسی حرکت نہیں ہوتی تھی تو آپ ﷺ نے اس شخص کو نذر پورا کرنے کی اجازت دے دی تو اس سے معلوم ہوا جہاں کوئی میلہ لگتا ہو جس میں خلاف شرع امور کا ارتکاب کیا جاتا ہو یا اس جگہ غیر اللہ کی عبادت ہوا کرتی ہو تو وہاں منتیں پوری کرنا ناجائز ہے اور آج کل ہمارے ہاں درگاہوں مزاروں پر یہی سب کچھ ہوتا ہے جو مشرکین مکہ بت خانوں میں کیا کرتے تھے ان درگاہوں اور مزاروں کا وہی حکم ہے جو زمانہ جاہلیت کے بت خانوں کا حکم تھا۔

جو درہم و دینار یا روپیہ پیسہ وغیرہ لے کر مزارات اولیاء پر ان کی جناب میں تقرب کے واسطے جاتے ہیں بالا جماع (یعنی سب کے نزدیک) حرام ہے جب تک کہ یہ قصد نہ ہو کہ وہاں زندہ فقیروں پر خرچ کرنے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں حالانکہ لوگ اس حرام میں بکثرت مبتلا ہیں۔ (عین الهدایہ)

فقہ حنفی کی مشہور کتاب درمختار میں لکھتے ہیں:

وعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من

الدراهم والشمع والذبت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام ما لم یقعد واصرفھا الفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذالک لا سیما فی ھذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار۔ (در مختار)

''جاننا چاہیے کہ اکثر عوام کی طرف سے مردوں کے نام کی جو نذر مانی جاتی ہے اور اولیاء کرام کی قبروں پر روپے پیسے شمع تیل وغیرہ ان کے تقرب کی خاطر جولائے جاتے ہیں وہ بالا جماع باطل اور حرام ہے جب تک وہاں کے زندہ فقیر لوگوں پر خرچ کرنے کا قصد نہ کرے اور لوگ اس میں بکثرت مبتلا ہیں خصوصاً اس زمانے میں اور اس مسئلہ کو علامہ قاسم نے درالبحار کی شرح میں بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔''

علامہ شامی لکھتے ہیں:

وما ذبح علی النصب وان تستقسموا بالازلام ذالکم فسق۔ (المائدہ:۳)

''اور جو عبادت گاہوں پر چڑھایا گیا ہو تم پر حرام کیا جاتا ہے قرعہ کے تیروں کے ذریعہ تقسیم کرنا''

اس کی تفسیر علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

قال ابن جریج:

وھی ثلاث مائۃ وستون نصبا کانت العرب فی جاھلیتھا یذبحون عندھا وینضحون ما اقبل منھا الی البیت بدماء تلک الذبائح ویشرحون الحم ویضعونہ علی النصب ...... فنھی اللہ المومنین عن ھذا الفیع و حرم علیھم اکل ھذا للذبائح التی فعلت عند النصب حتی ولون یذکر علیھا اسم اللہ فی الذبح عند النصب من الشرک الذی حرمہ اللہ ورسولہ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۷)

''ابن جریج کہتے ہیں کہ یہ تین سو ساٹھ بت تھے عرب زمانہ جاہلیت میں ان کے

سامنے اپنے جانور ذبح کرتے تھے اور ان میں سے جو بالکل بیت اللہ کے قریب تھا اس پر ان جانوروں کا خون چھڑکتے تھے اور چڑھاوے کے طور پر ان بتوں پر گوشت چڑھاتے تھے...... پس خدا تعالیٰ نے مومنوں کو اس طرح کرنے سے منع فرمایا اور ان پر ان جانوروں کا کھانا بھی حرام کر دیا جن کو ان بتوں کے پاس ذبح کیا گیا ہو اگر چہ ان جانوروں کے ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ بھی زبان سے پڑھی گئی ہو کیونکہ یہ شرک ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔''

جو جانور اللہ کے سوا کسی بھی مخلوق کی خوشنودی اور اس کے تقرب کے لئے ذبح کیا جائے ذبح کرتے وقت اگر چہ زبان سے بسم اللہ اکبر کہا جائے تو وہ جانور حرام ہے اور اس شخص کا یہ فعل بھی حرام ہے آج مسلمانوں میں کتنے لوگ ایسے ہیں جو غیر اللہ کے تقرب کے لئے جانور ذبح کرتے ہیں اور اس کو عین ایمان سمجھتے ہیں حالانکہ اس فعل سے ایمان کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے حرام کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

جو جانور غیر کے نام کا ہو اس کو اس ہی نیت سے ذبح کرنا بسم اللہ کہہ کر بھی حرام ہے اور جانور حرام ہی رہتا ہے ایسے جانور کو ذبح نہ کرے اور کسی کا بکرا کہنا بوجہ مالک ہونے کے درست ہے مگر کسی کی تعظیم وقربت کا کہنا حرام ہے اگر یہ نیت ہو کہ اس کا ثواب لوجہ اللہ کسی کو پہنچے اس میں کچھ حرج نہیں تعظیم غیر پر ذبح سے حرام ہوتا ہے نہ مالک ہونے سے کسی بشر کے دونوں میں فرق ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۵۴۹) ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہ نذر کرنا اگر حق تعالیٰ میرا کام کر دے تو دس روپیہ حق تعالیٰ کے نام پر صدقہ کروں گا درست ہے اور جو یوں کہے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو ولی (بزرگ) کے نام پر دس روپیہ دوں گا تو یہ نذر حرام اور ناجائز ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی درست نہیں ہاں اگر یوں کہے کہ اگر حق تعالیٰ میرا کام کر دے تو اس روپیہ کا ثواب حق تعالیٰ کے واسطے فلاں بزرگ کو پہنچاؤں گا تو مضائقہ نہیں کہ اس میں نذر غیر اللہ کی نہیں ہے ثواب پہنچانا ہے۔ نذر حق تعالیٰ ہی کی

ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ ۵۵۰)

علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس نذر کے باطل وحرام ہونے کے کئی وجوہات ہیں۔

(۱) یہ نذر مخلوق کے لئے اور مخلوق کے نام کی منت ماننا جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی۔

(۲) جس کے نام کی منت مانی گئی ہے وہ میت ہے اور مردہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔

(۳) اگر نذر ماننے والے کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا مرا ہوا شخص بھی تکوینی امور میں تصرف رکھتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ کفر ہے۔(شامی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھی فرماتے ہیں:

عبادت مر غیر خدا را جائز نیست و نہ مدد خواستن از غیر خدا.......... پس نذر کردن برائے اولیاء جائز نیست کہ نذر عبادت است۔ارشاد الطالبین ص ۱۸۔

''پس اولیاء کے نام کی نذر ماننا جائز نہیں کیونکہ نذر عبادت ہے۔''

امام ربانی مجدد الف ثانی ''فرماتے ہیں:

جو جانور کہ بزرگوں کے نام پر دیتے ہیں اور ان کی قبروں پر جا کر ان جانوروں کو ذبح کرتے ہیں فقہی روایات میں اس امر کو بھی شرک میں داخل کیا ہے اور اس سے بچنے کی بہت ہی تاکید کی ہے اور اس ذبح کو ان ذبیحوں کی جنس میں سے شمار کیا ہے جو جنات کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں جو شرعاً منع اور شرک کے دائرے میں داخل ہے۔(مکتوبات امام ربانی)

دار العلوم دیو بند کا فتویٰ:

سوال: پیر کا بکرا دینا جائز ہے یعنی نذر کرنا کیا اس کا گوشت حلال ہے؟

جواب: اس طرح نذر غیر اللہ کی درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے۔اور غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا بکرا وغیرہ بھی حلال نہیں ہوتا۔(فتاویٰ دار العلوم دیو بند ۱۲/۱۳۶)

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ:

سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میں بغداد میں پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک

غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر یہ شخص اس غلاف جتنا روپیہ لگتا ہے اتنا روپیہ حضرت پیران پیر کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں صرف کرے تو درست ہے یا نہیں اگر وہ اس طرح کرے تو اس کی نذر ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر اس نذر سے نذر کرنے والے کا صاحب قبر کی نذر اور اس کی طرف تقرب مقصود تھا اور ظاہر یہی ہے تو یہ نذر ہی معصیت اور حرام ہے اور ایسی صورت میں نذر منعقد وصحیح نہیں ہوئی۔ (کفایت المفتی ۲/۲۰۰)

مفتی اعظم دار العلوم دیو بند مولانا مفتی عزیز الرحمٰن کا فتویٰ:

سوال: عوام قبروں پر بکرا چڑھاتے ہیں اور نذریں مانتے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ یہ بکرا فلاں پیر کا ہے پھر اس کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتے ہیں ایسے جانور کا کھانا حلال ہے یا حرام اگر حرام ہے تو پھر بعض تفاسیر میں اہل بہ عند الذبح کی قید کا کیا مطلب ہے جو شخص اس جانور کی حلت کا قائل ہو اس کا امام بنانا کیسا ہے؟

جواب: جس جانور کو تعظیما اور تقربا الی غیر اللہ ذبح کیا جائے اگر چہ بوقت ذبح اللہ کا نام اس پر لیا جائے اس کا کھانا حلال نہیں کہ وہ اہل لغیر اللہ میں داخل ہے اور مفسرین خود ما ذبح لغیر اللہ کے ساتھ تفسیر پیش کرتے ہیں ان کا منشا یہ ہے کہ یہ بھی ایک فرد ہے ما اهل به لغير الله کا اور نیز اس وقت میں جس کو غیر اللہ کے نام پر پکارتے ہیں اس کو غیر اللہ کے نام پر ہی ذبح کرتے ہیں ورنہ دراصل محرم اہلال لغیر اللہ ہے جو بمعنی رفع الصوت ہے کتب حنفیہ میں ایسے جانور کے حرام ہونے کی تصریح ہے پھر حنفیہ کے لئے کوئی محل ریب باقی نہیں درمختار میں ہے ذبح لقدوم الامير ونحوه كو احد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله ولو ذكر اسم الله تعالىٰ الخ پس جو شخص اس جانور کی حلت کا قائل ہو اس کی امامت درست نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ واللہ اعلم (عزیز الفتاویٰ ۱۱۳)

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کا فتویٰ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارہ میں کہ کسی پیر یا ولی کے مزار پر منت مان

کر مویشی یا نر بکرا ذبح کر سکتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں ٹھوس دلائل سے جواب دے کر مشکور فرما دیں عین نوازش ہوگی۔

جواب: اس میں تفصیل ہے ایک صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے غیر اللہ کے نامزد کوئی جانور کر دیا اور اس نیت سے اس کو ذبح کیا گو وقت ذبح بسم اللہ بھی کہے یہ صورت باتفاق و باجماع حرام ہے اور یہ جانور میتہ ہے اس کے کسی جزء سے انتفاع جائز نہیں اور یہ آیہ کریمہ وما اھل لغیر اللہ میں اس کا داخل ہونا متفق علیہ ہے اور مجمع علیہ ہے اور کتب فقہ در مختار وغیرہ میں تصریحاً مذکور ہے دوسری صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کا نام محض تعبیر و عنوان سے ہو نیت میں ان کا تقرب و رضا مقصود نہیں جسے حدیث میں عقیقہ کے وقت یہ کہنا وارد ہے ھذا عقیقۃ فلان یہ بلا شبہ حلال ہے۔ فقط واللہ اعلم (فتاویٰ مفتی محمود ا/۱۶۸)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا فتویٰ:

اولیاء اللہ کے مزارات پر جو بکرے بطور نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں وہ قطعاً ناجائز و حرام ہے ان کا کھانا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے الا یہ کہ مالک اپنے فعل سے توبہ کر کے بکرے کو واپس لے لے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۷۱)

مزارات پر پیسے دینے کا حکم:

مسئلہ: مزارات پر جو پیسے دیئے جاتے ہیں اگر مقصود وہاں کے فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا ہے تو جائز ہے اگر مزار کا نذرانہ مقصود ہوتا ہے تو یہ ناجائز و حرام ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۷۱)

مزاروں کی جمع شدہ رقم کہاں خرچ کی جائے:

مسئلہ: اولیاء کے مزارات پر جو چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ وہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہونے کی وجہ سے حرام ہیں اور ان کا مصرف مال حرام کا مصرف ہے یعنی بغیر نیت ثواب کے یہ مال کسی مستحق زکوٰۃ کو دے دیں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۱۷۱)

فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ:

حضرت مفتی صاحبؒ لکھتے ہیں جو عوام بزرگوں کے نام نذر و نیاز مانتے اور مزارات پر چڑھاتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں اور وہ نذر حرام ہے اس کا کھانا بالکل ناجائز ہے۔ اور مرغ وغیرہ جو جانور بھی بزرگوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں وہ بالکل مردار ہے اگر نذر مانتے وقت بزرگوں کے نام کی نذر مانی پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا وہ بھی حرام ہے۔ اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام اھ (درمختار) قولہ باطل وحرام لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق ولا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی واعتقاد ذالک کفر۔ الخ (طحطاوی ۱/۴۷) وما اھل بہ یعنی دیگر آں جانور کہ آواز برادہ سد وشہرت داہ شد در حق آں جانور کہ لغیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت باشد یا روح خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او بدہند خواہ جنے مسلط بر خانہ یا سرائے کہ بدوں دادن جانور از ایذائے سکنہ آنجا رست بردار نشود یا توپ را روانہ کردن ندہد خواہ پیرے و پیغمبرے را بایں وضع جانور مقرر کردہ دہند کہ ایں ہمہ حرام است در حدیث صحیح وارد است ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیرد یا نے زیرا کہ چوں شہرت داد کہ ایں جانور برائے فلانے است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نہ کرد آں جانور منسوب بآن غیر گشت و خبیث گشت کہ زیادہ از خبث مردار است زیرا کہ مردارے ذکر نام خدا جان دادہ است وجان ایں جانور را از اں غیر خدا قرار دادہ گشتہ اند وآں عین شرک است وہر گاہ ایں خبث در روے سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمی شود مانند سگ وخوک کہ اگر بنام خدا ذبوح شوند حلال نمی گردند کذا فی الاکلیل ۱/۸۶ من تفسیر فتح العزیز للشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔

''اکثر عوام کی طرف سے مردوں کی خاطر جو نذر چڑھائی جاتی ہے اور بزرگوں کے

مزارات پر جو موم بتی خوشبو اور روپیہ پیسہ چڑھایا جاتا ہے جس کا مقصد ان بزرگوں کو خوش کرنا اور ان کا تقرب حاصل کرنا ہے یہ سب باتفاق ائمہ حرام اور باطل ہیں (درمختار) طحطاوی میں ان کے حرام اور ناجائز ہونے کی کئی وجہ لکھی ہیں ایک تو یہ کہ یہ مخلوق کے لئے نذر ماننا ہے حالانکہ نذر عبادت ہے جو خالق کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے یہ کہ جس کے لئے نذر مانی ہے وہ مردہ ہے تو بھلا وہ کسی چیز کا کیسے مالک ہو سکتا ہے تیسرے یہ کہ اس میت کے ساتھ یہ اعتقاد بھی کیا جاتا ہے کہ وہ عالم میں تصرف بھی کرتا ہے اور یہ عقیدہ رکھنا تو کفر ہے۔

الاکلیل ۲/۸۶ میں ہے۔ دوسرے وہ جانور بھی حرام ہیں جن کے بارہ میں اعلان اور شہرت دی گئی ہو کہ یہ غیر اللہ کیواسطے ہیں خواہ وہ غیر اللہ بت ہو یا کوئی خبیث روح جیسا کہ بت وغیرہ کے نام پر بھوگ چڑھاتے ہیں اور خواہ وہ روح کسی ایسے جن کی ہو جو کسی مکان پر مسلط ہوا ور وہ بغیر اس جانور کے بھینٹ چڑھائے اس گھر کے رہنے والوں سے دستبردار نہ ہو۔ یا وہ جن آپ کو نہ چلانے دے اور ایسے ہی کسی پیر پیغمبر کے واسطے کوئی زندہ جانور موسوم کردیا جائے یہ سب شکلیں حرام ہیں اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی جانور کو ذبح کر کے غیر اللہ کا تقرب کرنا چاہے وہ ملعون ہے خواہ ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لے یا نہ لے اس واسطے کہ جب اس بات کی شہرت دے دی گئی کہ یہ جانور فلاں (پیر پیغمبر کے واسطے ہے تو بوقت ذبح خدا کا نام لینا مفید نہ ہوگا کیونکہ وہ جانور غیر اللہ کی طرف منسوب ہو ہی چکا ہے اور اس نسبت کی وجہ سے اس میں ایسی برائی پیدا ہوگئی جو مردار کی برائی سے کہیں زیادہ ہے کیونکہ مردار میں صرف یہی برائی ہے کہ اس کی موت بغیر اللہ کے نام لئے ہوئے واقع ہوتی ہے اور اس جانور کی جان اس غیر خدا کے لئے مقرر کر کے لی گئی ہے اور یہ عین شرک ہے اور جب یہ برائی اس میں سرایت پذیر ہوگئی تو اب نام خدا لینے سے یہ حلال نہیں ہوسکتا جیسے کہ کتا اور سور اگر خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حلال نہیں ہو جاتے ہیں۔'' فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ ۱/۲۱۳ تا ۲۱۶)

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگ قبروں پر بکرے وغیرہ لے جا کر وہاں ذبح کرتے ہیں شرعاً ایسے جانور کا کیا حکم ہے؟

جواب: کسی بزرگ یا ولی کے ایصال ثواب کے لئے کسی جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت غربا ومساکین میں تقسیم کرنا ایک جائز صورت ہے لیکن بکرا وغیرہ ان کے مزارات پر لے جا کر ان کے نام پر ذبح کرنا حرام ہے اور اس سے ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے خواہ ذبح کرتے وقت کئی مرتبہ بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو لما قال العلامه ابن نجيم ذبح لقدوم الامير اولواحد من العظماء يحرم ولو ذكر الله تعالى (الاشباہ والنظائر ۳/۲۳۰ کتاب الصید والذبائح فتاویٰ حقانیہ ا/ ۱۸۳)

قبروں پر چراغ جلانا

نسائی ابوداؤد حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج۔ (ابوداود ۲/ ۱۰۵)

علامہ ملا علی قاری حنفی (المتوفی......) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

والنهى عن اتخاذ السراج لما فيه تضيع المال لانه لا نفع لاحد من السراج ولانها من اثار جهنم واما للاحتراز عن تعظيم القبور كالنهى عن اتخاذ القبور مساجد

"قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت یا تو اس لئے ہے کہ اس میں مال کو بے فائدہ ضائع کرنا ہے کیونکہ اس کا کسی کو نفع نہیں یا اس لئے کہ آگ جہنم کے آثار میں سے ہے یا اس کی ممانعت اس لئے ہے کہ قبروں کی تعظیم سے احتراز کیا جائے جیسا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت بھی اسی وجہ سے ہے۔"

اسلام نے ہر اس فعل سے انسان کو منع کیا ہے جس میں کسی کو کوئی فائدہ نہ ہو فضول مال ضائع کرنے اور فضول اوقات ضائع کرنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے اور قبروں پر جو چراغ روشن کئے جاتے ہیں یا موم بتی یا بلب جلایا جاتا ہے تو اس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور اس طرح اس چراغ کو روشن کرنے والا ایک قبیح فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور قرآن کی اس وعید کے زمرہ میں آتا ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین۔

''بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔''

ذرا انصاف سے دیکھئے کہ یہ مزار پر یا کسی بھی قبر پر چراغ موم بتی بلب جلانے والا کس کے ساتھ بھائی بندے کا ثبوت دے رہا ہے۔

حالانکہ چراغ کی ضرورت زندوں کو ہے مردہ کے لئے روئے زمین کی تمام روشنیاں عبث ہے اگر مردہ اپنے ساتھ ایمان وعمل کی روشنی لے کر گیا ہے تو اس کے قبر میں تا حد نگاہ روشنی ہی روشنی ہے اور اگر ایمان وعمل سے تہی دامن دنیا سے رخصت ہوا ہے تو سورج کو بھی لا کر اس کے قبر پر رکھ دینا اندھے کے سامنے چراغ رکھنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔

ممانعت کی دوسری وجہ:

آگ جہنم کے آثار میں سے ہے اور اسے قبر سے دور رکھنا چاہیے نہ یہ کہ قبر پر کسی بزرگ کے سرہانے جہنم کا شعلہ بھڑکا دیا جائے۔

ممانعت کی تیسری وجہ:

قبروں کی تعظیم سے بچانے کے لئے ممنوع قرار دیا کہ اس پر چراغ جلایا جائے اور لوگ اس کی اتنی تعظیم شروع کر لیں کہ اس کو معبود و مسجود بنالیں اور یہ مشاہدہ ہے کہ جس قبر پر چراغ جل رہا ہو تو قبر پرستوں کے دل وہاں بے اختیار سرنگوں ہونا چاہتے ہیں اور رفتہ رفتہ وہ شرک کا اڈہ بن جاتا ہے اور وہ صاحب قبر خدا تعالیٰ کا مدمقابل بنا دیا جاتا ہے بلکہ خدائی اختیارات تمام کے تمام اس کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں اور وہ ہی لوگوں کا ماوی وملجا بن جاتا ہے اس لئے

آنحضرت ﷺ نے قبر پر چراغ جلانا اور مسجد بنانا منع فرمادیا اور اس مقام پر چراغ جلانے والو اور اس کو سجدہ گاہ بنانے والوں پر لعنت فرمائی ہے

فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ نے یہ وصیت کی تھی کہ

فاذ انا مت فلا تصاحبنی نائحة ولا نار۔ (مسلم ۱/ ۷۶)

"جب میری وفات ہوجائے تو نہ میرے ساتھ کوئی نوحہ کرنے والی عورت جائے اور نہ میرے ساتھ آگ ہو۔"

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے بھی یہ وصیت کی تھی کہ

لا تتبعونی بنار۔ (موطا امام مالك)

"میرے ساتھ آگ نہ لے جانا۔"

امام نوویؒ لکھتے ہیں:

واما اتباع المیت بالنار فمکروہ للحدیث ثم قیل سبب الکراھة کونه شعار الجاھلیة وقال ابن حبیب مالکی کرہ تفاولا بالنار۔ (شرح مسلم ۱/ ۷۶)

"میت کے ساتھ آگ لے جانا حدیث کی رو سے مکروہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ کراہت شعار جاہلیت ہونے کی وجہ سے ہے اور امام ابن حبیب مالکی کہتے ہیں کہ آگ بدفالی اور بدشگونی کی وجہ سے مکروہ ہے۔ (کہ کہیں اس کا تعلق آگ سے ہی نہ ہوجائے)"

یہ ہے صحابہ کرام کا معمول کہ آگ کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے اور وصیت کرتے ہیں کہ آگ کا ٹکڑا ہمارے ساتھ نہ لے جایا جائے لیکن بدعت پرستوں کے اذہان اس قدر الٹ ہوچکے ہیں کہ اسی آگ کے شعلے کو ولایت وقطبیت کا معیار بنادیا گیا ہے اسی قبر والے کو پہنچا ہوا اور ولی کامل مشکل کشا سمجھتے ہیں جس کے سرہانے جہنم کا شعلہ بھڑک رہا ہو اور اسی کو اولیاء و بزرگوں کی عظمت و محبت قرار دیتے ہیں۔

حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں:

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن اتخاذ القبور مساجد و ایقاد السروج علیها (زاد المعاد ۱/ ۱۳۶)

"آنحضرت ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے اوران پر چراغ روشن کرنے سے منع کیا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے:

و ایقاد النار علی القبور فمن رسوم الجاهلية (فتاوی عالمگیری ۱/۱۷۸)

"قبروں پر آگ جلانا جاہلیت کی رسم ہے۔"

علامہ سید محمود آلوسی بغدادالحنفی المتوفی ۱۲۷۰ ہجری لکھتے ہیں:

و تجب ازالة کل قنديل او سراج علی قبر ولا يجوز وقفه ونذره۔
(تفسیر روح المعانی ۸/ ۲۳۸)

"قبروں پر جوقندیل یا چراغ ہو واجب ہے کہ اس کو دور کردیا جائے اور اس کا وقف کرنا اور نذر بھی ناجائز ہے۔"

قاضی ثناءاللہ پانی پتی الحنفی لکھتے ہیں:

پیغمبر خدا ﷺ چراغ افروزاں نذر قبر و سجدہ کنندگان لعنت گفتہ (ارشاد الطالبین ۲۲)

"آنحضرت ﷺ نے قبر پر چراغ روشن کرنے اوراس کو سجدہ گاہ بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔"

شاہ رفیع الدینؒ لکھتے ہیں:

و ما ارتکاب محرمات از روشن کردن چراغہا و ملبس ساختن قبور و سرود ہا و نواختن معازف بدعات شنیعہ اند حضور چنیں مجالس ممنوع۔ (فتاوی شاہ رفیع الدین ص ۱۳)

"اور حرام چیزوں کا ارتکاب کرنا مثلاً قبروں پر چراغ جلانا اوران پر چادریں چڑھانا اور سرود اور گانے بجانے کے الات استعمال کرنا بدعت شنیعہ میں سے ہے اور ایسی مجالس میں حاضر ہونا ممنوع ہے۔"

مسلمان کے لئے تو صرف آقائے دو جہاں کا ایک ارشاد کافی ہے کہ اسی کو اپنی زندگی

کا معمول بنالے لیکن جب آدمی گمراہی اختیار کرتا ہے اور پیٹ کی پوجا شروع کرتا ہے تو پھر وہ دنیا کے حصول کے لئے اندھوں کی طرح ہر طرف ہاتھ پاؤں مارتا ہے جیسے بھی ہو جہاں سے بھی ہولیکن اس کا پیٹ بھر جائے اس کی خواہشیں پوری ہو جائیں اسی کے لئے قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں کہ لوگ انہیں بزرگ ہستی سمجھ کر نذرانے دینا شروع کردیں۔

حالانکہ آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جس پر آنحضرت ﷺ لعنت فرمادے تو اس میں خیر بھلائی کیسے پائی جاتی ہے اور تمام فقہاء ائمہ مجتہدین سلف صالحین اس چراغ جلانے کو ناجائز ممنوع بدعت شنیعہ رسم جاہلیت قرار دے رہے ہیں اور اس کو منانے کے متعلق فرمار ہے ہیں لیکن ہمارے ملک میں قبرستان کا چکر لگا کر دیکھیں تو ہر قبرستان میں یہ ملعون کام ہو رہا ہے اور ہر قبرستان میں ایک بابا جی کا وجود پایا جاتا ہے جس کے سرہانے آگ کا یہ شعلہ بھڑک رہا ہے اور اب تو ترقی ہوگئی چراغ کی جگہ بجلی کے بلب نے لے لی رات کی تاریکی آتے ہی اس کو روشن کیا جاتا ہے اور تا صبح وہ روشنی جل رہی ہوتی ہے پتہ نہیں ان لوگوں کو پیغمبر خدا ﷺ کے احادیث مبارکہ کی مخالفت کرتے ہوئے کیا لطف محسوس ہوتا ہے کہ چن چن کر احادیث مبارکہ کی مخالفت کی جارہی ہے اور اس خباثت کے جواز میں بے سروپا دلائل پیش کئے جاتے ہیں ان صحیح احادیث اور اقوال فقہاء کی مخالفت تو وہی آدمی کرسکتا ہے جو عقل کا اندھا ہو یا خواہشات کا بندہ ہو یا بدعات سے اس کا باطن گندہ ہو حرام اس کا دھندہ ہو یا وہ جھوٹ کا پلندہ ہو اس کے ہاتھ میں شیطان کا جھنڈا ہو۔

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ فرماتے ہیں:

قبروں پر چراغ جلانا ناجائز ہے حدیث شریف میں اس کی صریح ممانعت آئی ہے۔
(کفایت المفتی ج ۴ ص ۱۸۴)

قبر پر چراغ جلانے میں فضول خرچی پائی جاتی ہے اور فضول خرچ کو قرآن نے شیطان کا بھائی قرار دیا ہے ﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۷) بیشک فضول خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔ قبر پر چراغ جلانے والا مجاور یا سجادہ نشین جس کو لوگ

بزرگ اور پہنچی ہوئی سرکار سمجھتے ہیں اللہ کا قرآن اس کو شیطان کا بھائی قرار دے رہا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ سوچ وفکر کا مقام ہے۔

کیونکہ چراغ اور روشنی کا تعلق زندہ انسانوں کے ساتھ ہے جو انہیں اٹھنے بیٹھنے کا کام کاج میں نقصان سے بچا کر فائدہ دے۔ سوئے ہوئے کو چراغ کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے سے اس وقت قاصر ہے اسی لئے شارع علیہ السلام نے سوتے وقت چراغ بجھانے کا حکم دیا ہے تو پھر مرے ہوئے انسان کی قبر پر چراغ جلانے سے کیا فائدہ۔

ع شکم گرم رکھنے کے ہیں یہ بہانے

علامہ الوسی بغدادی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

وتجب ازالة كل قنديل او سراج على قبر ولا يصح وقفه ولا نذره۔

(تفسير المعانی ج ۸ ص ۲۳۸)

(لنتخذن عليهم مسجدًا کی تفسیر میں) اور واجب ہے کہ قبروں پر جو بھی قندیل یا چراغ ہو اس کو ہٹا دیا جائے اور اس کا وقف کرنا اور نذر کرنا بھی ناجائز ہے۔

قبروں پر پھول چڑھانا

قبر پر پھول چادر جھنڈیاں لگانا عین دین سمجھا جاتا ہے اور ہر قبرستان میں ایسی قبر ضرور پائی جائے گی جس پر جھنڈے لہرا رہے ہوں چادر پڑی ہوئی پھول نچھاور کئے گئے ہوں اور اسی قبر والے کو تمام قبرستان کا چیئرمین سمجھا جاتا ہے اور اس سے دعائیں بھی مانگی جاتی ہیں سجدہ طواف بھی کیا جاتا ہے اور ہر روز ایک نیا جھنڈا وہاں لہرایا جاتا ہے۔

ان جھنڈوں پھولوں اور چادروں کا شریعت میں کیا حکم ہے۔

آیئے قرآن کا مطالعہ کیجئے پیغمبر علیہ السلام کی احادیث کی ورق گردانی کیجئے تو کہیں کسی کتاب کے کسی کونے بھی یہ چیزیں نظر نہیں آتی جناب محمد مصطفی ﷺ کی قبر مبارک روئے زمین کی تمام قبروں سے افضل ترین قبر ہے پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ جو عشق ومحبت صحابہ کرام کا تھا آج اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن کسی صحابی نے آنحضرت کی قبر مبارک پر چادر نہیں چڑھائی نہ ہی جھنڈا لگایا نہ ہی پھول نچھاور کئے۔

اس زمانہ میں بھی قبریں تھیں پھول چادر جھنڈے بھی تھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے اس عمل کو نہیں کیا یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اس وقت اس کا وجود نہیں تھا فقہ حنفی کی تمام کتابیں ان چیزوں سے خالی ہیں کفن دفن قبر کے تمام مسائل موجود ہیں لیکن ان میں یہ مسائل کہیں بھی آپ کو نظر نہیں ائیں گے پتہ نہیں ازہان مترضہ نے کہاں سے اختراع کر کے ان خرافات کو دین میں داخل کر کے جزء لازمی قرار دیا ہے دراصل یہ بھی قبر پرستوں مجاوروں گدی نشینوں کی ایجاد ہے کیونکہ جس قبر پر چادر نہ ہو یا اس پر کوئی جھنڈا نہ لہرا رہا ہو تو اس وقت تک اس پر لوگ نذرانے نہیں رکھتے اور نہ ہی اس کو بابا جی شاہ جی کوئی تسلیم کرتا ہے جہاں جتنا اونچا جھنڈا لگا ہوتا ہی وہ اونچے درجہ کا بابا جی سمجھا جاتا ہے تو ان پجاریوں نے اپنے پیٹ کی پوجا کے لئے ان چیزوں کا اختراع کیا اور ان کے پارٹنرز ملاؤں نے ان کے لئے حدیثوں میں تحریف کر کے دلائل وضع کئے جیسا کہ بنی اسرائیل میں احبار و رہبان دونوں بگڑ چکے تھے اور یشترون بایت الله ثمنا قليلا کے مصداق بن گئے تھے۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک اس امت کے لوگ امم سابقہ کے قدم بقدم نہ چلیں اور وہ ہی خرابیاں اس امت میں پیدا نہ ہو جائیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ دین جب ہی بگڑے گا جب دین والے بگڑیں گے اور اسی بگاڑ کو دین سمجھ کر خود بھی کریں گے اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دیں گے فضلوا و اضلوا کے مصداق بنیں گے اور نا سمجھ جاہل لوگ ان کی تعلیمات و خرافات کو من عند اللہ سمجھ کر اسی کے اردگرد گھومیں گے اس سلسلہ میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے اس میں ان خرافات کے متعلق کوئی اشارہ تک بھی نہیں ملتا۔

بخاری مسلم عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دو قبروں پر سے گزرے تو آپ نے فرمایا: انهما ليعذبان وما يعذبان في كبيرا ما احدهما فكان لا يستر عن البول واما الاخر فكان يمشي بالنميمة ثم اخذ جريدة رطبة فشقها

بمنصفين ثم غرز فی کل قبر واحدة قالوا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم لما صنعت هذا فقال لعله ان یخفف عنهما ما لم ییبسا (بخاری ۱/۱۸۴)

ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے ایک تو ان میں سے پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر شاخ لی اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا گاڑ دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے یہ کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا شاید ان کے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جائے جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔ مسلم کی روایت میں لا یستنزہ من البول کے الفاظ ہیں یعنی وہ شخص پیشاب کے چھینٹوں سے کچھ احتیاط نہ کرتا تھا۔

کور ذہن لوگوں نے اس حدیث سے قبروں پر چادر پھول جھنڈے لگانے پر استدلال کیا ہے مگر شراح حدیث نے بھی ان میں سے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس حدیث کی توجیہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ ان شاخوں کے تر رہنے تک تخفیف عذاب کی امید جو آنحضرت ﷺ نے ظاہر فرمائی اس کی بنیاد کس چیز پر ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کی بناء اس پر ہے نباتات جب تک تر و تازہ رہیں حق تعالیٰ کی تسبیح کہتی ہیں اور آیت کریمہ وان من شیء الا یسبح بحمدہ اور نہیں کوئی شے مگر تسبیح کہتی ہے اپنے رب کی حمد کے ساتھ۔ میں شئے سے زندہ شئے مراد ہے اور لکڑی کی زندگی اسی وقت تک ہے جب تک وہ خشک نہ ہو اور پتھر کی حیات اس وقت تک ہے جب تک وہ ٹوٹ نہ جائے یا خاص تسبیح زندہ کے ساتھ مخصوص ہے اور جو تسبیح کہ ہر چیز کو عام ہے۔ وہ اس کا وجود صانع پر اور اس کی وحدت اور صفات کمال پر دلالت کرتا ہے اور یہ جماعت اس حدیث سے قبروں پر سبزہ اور پھول ڈالنے سے استدلال کرتی ہے۔

اور امام خطابی نے۔ جو ائمہ اہل علم اور قدوہ شراح حدیث میں سے ہیں اس قول کو رد کیا ہے اور اس حدیث سے تمسک کرتے ہوئے قبروں پر سبزہ اور پھول ڈالنے سے انکار کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ بات کوئی اصل نہیں رکھتی اور صدر اول میں نہیں تھی۔ (اشعۃ اللمعات ۱/۲۰۰)

اور بعض نے کہا ہے کہ اس تحدید و توقیف کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت نے تخفیف عذاب

کی شفاعت فرمائی تھی پس آپ کی شفاعت شاخ کے خشک ہونے تک کی مدت کے لئے قبول کر لی گئی اور ارشاد نبوی لعل کا لفظ اسی طرف ناظر ہے۔ واللہ اعلم اور علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ شاخ کے اندر دفع عذاب کی کوئی خاصیت نہیں بلکہ یہ عذاب میں تخفیف سید الانبیاء ﷺ کے دست مبارک کی برکت و کرامت تھی اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس کا علم نبوت کے سپرد ہے کہ اس میں کیا راز ہوگا۔

اور جامع الاصول میں بریدہ صحابیؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی کہ دو شاخیں ان کی قبر میں گاڑ دی جائیں تاکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی راز ہو اور وہ سبب نجات ہو جائے۔

ع دل عشاق حیلہ گر باشد (اشعۃ اللمعات) ایضاً

حضرت شیخ کی اس تقریر کو غور سے پڑھیے کہ اس میں وہ کیا فرماتے ہیں کہ تخفیف عذاب کا سبب آنحضرت ﷺ کی شفاعت یا آپ کے دست مبارک کی برکت و کرامت تھی ورنہ شاخ میں دفع عذاب کی کوئی خاصیت نہیں۔

اور ٹہنیوں کا رکھا جانا صرف بطور علامت تھا۔

جس طرح حضرت جابرؓ کی روایت سے ثابت ہو رہا ہے۔

امام مسلم نے حضرت جابرؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا انی مررت بقبرین يعذبان فاحببت بشفاعتی ان يرفه ذالك عنهما ما دام الغصنان رطبين۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۱۸) "میں دو قبروں کے پاس سے گزرا ان میں دونوں مردوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے اپنے شفاعت کے ذریعے پسند کیا کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر رہیں ان دونوں سے عذاب کی کمی ہو۔"

<u>دوم:</u> جن لوگوں نے شاخ تر کو دفع عذاب کی علت قرار دیا اور پھر اس کو عام سبزہ و گل کی طرف متعدی کیا ان میں کوئی بھی مجتہد نہیں جس کو اجتہاد و استنباط کا درجہ حاصل ہو۔

علامہ خطابی المتوفی ۳۸۸ھ نے ان لوگوں کا قول بے اصل قرار دے کر رد کیا ہے کہ یہ بات بے اصل ہے اور خیر القرون میں اس کا نام و نشان نہیں پایا جاتا شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شرح مشکوۃ میں مشہور حنفی عالم امام فضل اللہ تورپشتی سے نقل کرتے ہیں کہ اس تحدید کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان شاخوں کے تر رہنے کی مدت تک ان قبروں سے تخفیف عذاب کی شفاعت فرمائی تھی۔ رہا ان لوگوں کا قول جنہوں نے یہ کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تر شاخ اللہ کی تسبیح کہتی ہے جب تک اس میں تری باقی ہے پس وہ عذاب قبر سے بچانے والی ہوگی تو یہ قول بالکل بے مقصد اور لاطائل ہے اہل علم کے نزدیک اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ (لمعات ج ۲ ص ۴۴)

یعنی جن لوگوں نے قبروں پر پھول وسبزہ ڈالنے کا استنباط کیا ہے اہل علم کے ہاں ان کا کوئی اعتبار نہیں اور ان کا یہ قول بے کار فضول اور بے وزن ہے جس کا حدیث سے بالکل تعلق نہیں۔

دیگر بدعات وخرافات کی طرح یہ بھی ایک بدعت ہے۔

سوم: اس حدیث میں نہ سبزہ کا ذکر ہے نہ پھول کا نہ چادر جھنڈے کا اس میں صرف ٹہنی کا تذکرہ ہے اس سے اگر ثبوت ملتا بھی ہے تو فقط شاخ کا نہ پھولوں چادروں جھنڈوں کا۔

علامہ عینی لکھتے ہیں:

اور اسی طرح جو فعل کہ اکثر لوگ کرتے ہیں یعنی سبزہ وگل وغیرہ رطوبت والی چیزوں کا قبروں پر ڈالنا یہ کوئی چیز نہیں سنت ہے تو صرف شاخ گاڑنا۔ (عمدۃ القاری ج ۱ ص ۸۷۹)

چہارم: اگر ٹہنیوں کی رطوبت ہی کو تخفیف عذاب کا سبب تسلیم کرلیا جائے اور کیونکہ پھولوں میں بھی یہی رطوبت پائی جاتی لہٰذا پھول ڈالنا بھی تخفیف عذاب کا باعث ہے۔

تو اس سے صرف گنہگاروں' بدکاروں' فاسقوں مبتلا عذاب لوگوں کی قبروں پر پھول ڈالنا ثابت ہوگا نہ کہ اولیاء کرام کی قبور پر کیونکہ آنحضرت ﷺ نے شاخ گاڑنے کی وجہ ان قبر والوں کا مبتلاء عذاب ہونا ارشاد فرمایا تو اس سے کسی ولی بزرگ کی قبر پر پھول ڈالنے کو ثابت کرنا انتہائی جہالت اور ذہنی فتور کا نتیجہ ہی ہوسکتا ہے۔

پنجم: آپ ﷺ نے جن قبروں پر شاخ تر گاڑی تھی وہ قبریں مسلمانوں کی تھیں یا کافروں کی؟

فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ابوموسیٰ مدینی کہتے ہیں کہ یہ کافروں کی قبریں تھیں بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی قبریں تھیں علامہ فرماتے ہیں کہ حدیث جابر میں بظاہر کافروں کی قبروں کا واقعہ ہے اور حدیث ابن عباسؓ میں مسلمانوں کی قبروں کا۔ (فتح الباری ج ا ص ۲۵۶)

ششم: آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی قطعی یا کشف معلوم ہو گیا تھا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے تو آپؐ نے تخفیف عذاب کے لئے ان پر شاخ کے دو ٹکڑے گاڑ دیئے۔

کیا پھول و چادر ڈالنے والے تمام حضرات اصحاب کشف ہیں اور انہیں عذاب بھی نظر آتا ہے تو اولیاء اور بزرگوں کو قبروں میں۔

ہم تو بقول ان کے اولیاء کرام کے گستاخ ہیں مگر جو لوگ کافروں معذب و مقبور قبروں کا معاملہ اولیاء کے قبروں کے ساتھ کریں تو انہیں کس نام سے پکارا جائے؟ اولیاء کی گستاخی کون کر رہا ہے؟

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ہفتم: آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور خیر القرون سے ہرگز اس کا ثبوت نہیں ملتا کہ انہوں نے کسی ولی اور بزرگ کی قبر پر چادر ڈالی ہو یا ٹہنی رکھی ہو یا پھول ڈالے ہوں یا کم از کم ایک جھنڈا ہی لہرایا ہو۔ رہی حضرت بریدہ بن الخصیب کی وصیت کہ میری قبر پر ٹہنی رکھ دینا اس کے جواب میں محدث اعظم امام اہل سنت استاذی و مرشدی حضرت مولانا سرفراز خان صفدر زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں:

اس سے استدلال کافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ انہوں نے انکساری سے اپنے کو گنہگار سمجھ کر یہ وصیت کی ہو اور سوال یہ ہے کہ کیا خیر القرون میں کسی نے کسی کو ولی اور بزرگ سمجھ کر اس کی قبر پر ٹہنیاں رکھی ہیں؟ اور کیا ان سے چادریں ڈالنے کا ثبوت ہے؟ اسی جز میں اختلاف ہے اور بس

ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجا است

(راہ سنت ص ۱۹۹)

ملا علی قاری الحنفی امام نووی سے نقل کرتے ہیں کہ جو لوگ اس حدیث سے تمسک کرتے ہوئے قبروں پر کھجور وغیرہ کے پتے ڈالتے ہیں امام خطابی نے اس پر نکیر کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے آگے تحریر فرماتے ہیں کہ شاید خطابی کے قول کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث ایک واقعہ حال خاص ہے عموم کا فائدہ نہیں دیتا اسی لئے اس کی گزشتہ توجیہات کی گئی ہیں سوچ لو کہ یہ بات محل نظر ہے۔ (مرقات)

قبروں پر غلاف چڑھانے چادریں ڈالنے کو بیت اللہ کے غلاف پر قیاس کرنا جہالت کی انتہا ہے بیت اللہ اللہ کا گھر ہے شعائر اللہ میں سے ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت سے پہلے بھی اس پر غلاف چڑھا ہوا تھا پھر آپ کی موجودگی میں یہ غلاف چڑھتا تھا آپ نے اس میں کوئی تغیر نہیں کیا جو کہ عین سنت ہے اس پر تمام اولیاء کے قبور کو قیاس کر کے شاندار کپڑے ان قبروں کو پہنانا بدعت شنیعہ ہے اور یہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

فی الاحکام عن الحجة تکرہ الستور علی القبور۔ (رد المختار شامی ۸۳۶/۱)

''الاحکام میں الحجہ سے نقل کیا ہے کہ قبروں پر چادر ڈالنا مکروہ ہے۔''

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا فتویٰ:

سوال: اپنے عزیزوں کی قبر پر پانی ڈالنا پھول ڈالنا آٹا ڈالنا اور اگر بتی جلانا صحیح ہے یا غلط؟

جواب: دفن کے بعد پانی چھڑک دینا جائز ہے پھول ڈالنا خلاف سنت ہے آٹا ڈالنا مہمل بات ہے اور اگر بتی جلانا مکروہ و ممنوع ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳۱۶/۱)

دار العلوم دیوبند کا فتویٰ:

سوال: اگر کوئی شخص قبر پر پھول بطور خوبصورتی کے رکھ دے تو کچھ حرج ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر پھول وغیرہ ڈالنا نہ چاہیے۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵/ ۴۵۷)

ابوحنیفہ وقت حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

سوال: قبر پر خوشبو لگانا یا روشنی کرنا یا پھول رکھنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب: قبر پر پھول وغیرہ چڑھانا درست نہیں ہے اگر آمد ورفت زائرین ہو اور لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہو تو راستہ میں قبروں پر چراغ رکھنا درست ہے اور فضول روشنی ہر جگہ حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ۲٦۸)

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ:

قبروں پر پھول چڑھانا جائز نہیں۔ (کفایت المفتی ۴/۱۸۳)

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی کا فتویٰ:

پھول ڈالنے کی رسم بدعت ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ۱/۳۷۴)

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ:

فقیہ الامت حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی فرماتے ہیں قبروں پر پھول وغیرہ چڑھانا درست نہیں ہے حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ سے دو قبروں پر شاخ گاڑنا منقول ہے وہ بھی اس لئے کہ ان دونوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا وہاں نبی کریم ﷺ کے دست مبارک کی برکت شامل تھی اگر اس سے استدلال کر کے بزرگان دین کے مزارات پر پھول چڑھائے جاتے ہیں تو کیا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان بزرگان دین کو عذاب قبر ہو رہا ہے۔ (معاذ اللہ) ان دو قبروں کے علاوہ حضور اکرم ﷺ سے کہیں شاخ کا گاڑنا بھی ثابت نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ (فتاویٰ محمودیہ ۱/۱۹۵)

قبروں پر عرس کرنا

عرس بھی خود ساختہ افعال میں سے ایک فعل ہے جس کا تذکرہ نہ قرآن کے اوراق میں ملتا ہے اور نہ ہی حدیث کی کسی کتاب میں بلکہ یہ عمل قبروں کے نام پر پلنے والے مجاورین نے اپنے نذرانے وصول کرنے کے لئے ایک ڈھنگ بنایا ہے کہ سال میں ایک دفعہ مریدین جمع ہو جائیں اور تحفے تحائف نذرانے لا کر گدی نشین کے حوالے کریں اور اس کو ہر مرید کے پاس جانے اور اس سے نذرانے مانگنے کی زحمت گوارانہ کرنی پڑے بزرگوں سے محبت کرنا ان سے عقیدہ رکھنا ان کے لئے ایصال ثواب کرنا ان کے نقش قدم پر چلنا اور ان کے ارشادات پر عمل پیرا ہونا ایک ایسا عمل ہے جس میں کسی متدین شخص کو اختلاف کرنے کی گنجائش نہیں ہو سکتی لیکن سال میں ایک دفعہ اس قبر پر جمع ہونا عرس کے لئے یا اس پر میلہ لگانا اسلام کے سراسر منافی ہے قبرستان کی زیارت دو وجہ سے ہے یا تو اس قبرستان والوں کے لئے دعا کرنا ایصال ثواب کرنا۔ دوم اپنی موت اور قبر کو یاد کرنا۔

اس کے لئے شریعت نے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا بلکہ اپنے رشتہ داروں یا عام مسلمانوں کے ایصال ثواب کے لئے اور ان کے لئے دعا کرنے کے لئے قریب کے قبرستان میں جب بھی اور جس وقت بھی چاہے کرلے اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دن مقرر ہے اسی طرح اپنی موت اور قبر کو یاد کرنے کے لئے جب اور جس وقت چاہے قریب کے قبرستان میں جا کر غور و فکر کر لے تا کہ گناہوں سے توبہ کی توفیق ملے آخرت یاد آئے دنیا کی رنگینیوں سے دل پھر جائے۔

لیکن مخصوص قبرستانوں میں مخصوص دنوں میں جا کر میلے لگانا رسم جاہلیت کے سوا اور کچھ نہیں خصوصاً جیسا کہ ہمارے علاقے میں رواج ہے عید کے دوسرے دن خاکی شاہ بابا کی زیارت پر میلہ لگانا اور تیسرے دن طورتم شاہ بابا کی زیارت میں میلہ لگانا اور اسی طرح منذرئی اپئی کی زیارت پر جا کر میلہ لگانا انتہائی قبیح حرکت ہے اس میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں جمع ہوتی ہیں باجے گاجے بجائے جاتے ہیں شور وغل ہوتا ہے قبروں کو روندا جاتا ہے قبرستان میں گندگی

پھیلائی جاتی ہے آگ جلا کر کھانے پینے کا سامان تیار کیا جاتا ہے فائرنگ ہوتی ہے الغرض وہ تمام خرافات ہوتے ہیں جو موجودہ دور میں اوباش و بدمعاش لڑکوں اور لڑکیوں کا مشغلہ ہے۔

اور ان میں ہر ایک عمل ایک مستقل برائی ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت برسنے کا ذریعہ ہے قبرستان فکر آخرت پیدا کرنے کی جگہ ہے نہ کہ لہو ولعب اور خرمستیوں کا مقام اس کو عین دین سمجھا جاتا ہے اور اس کے جواز میں اپنی طرف سے خود ساختہ دلائل بھی پیش کئے جاتے ہیں دین کے دوسرے اہم امور نماز روزہ حج زکوٰۃ دعوت وتبلیغ جہاد کی طرف اتنی توجہ نہیں دی جاتی اور نہ ہی وہ امور اہم سمجھے جاتے ہیں اگر کسی چیز کی اہمیت ہے تو انہی میلوں عرسوں اور ان میں کئے جانے والے خرافات وواہیات کی اہمیت ہے اور دین کے اہم کاموں میں سے گویا یہی میلے وعرس ہیں اور ان کے علاوہ تمام اعمال غیر ضروری ہیں۔

ع ہنسی آ رہی ہے تیری اس سادگی پر

شیطان لعین کے ایجاد کردہ امور کی طرف تو گلے پھاڑ پھاڑ کر دعوت دی جاتی ہے دن رات اس کے لئے وقف کئے جاتے ہیں مال دولت بھی اسی پر خرچ کی جاتی ہے نام نہاد ملاں اور پنڈت نما پیر بھی اسی دن کے انتظار میں رہتے ہیں کہ کب میلہ لگے گا اور یہ غازیان حلوہ وکھیر اس پر ببر شیر کی طرح جھپٹ پڑیں گے اور ان رکابیوں اور پلیٹوں کو مکہ و مدینہ کی گلیاں سمجھ کر ایسا چاٹیں گے کہ منہ دیکھنے کے قابل چھوڑیں گے۔

اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کی طرف دعوت دینا گویا اس طبقہ کے ہاں سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے اور ہر بدعت کو عین سنت ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا انہیں ورثہ میں ملا ہے اور یہی ان کا محبوب ترین پیشہ ہے۔

اور ان میلوں میں زیادہ تر وہی لوگ شریک ہوتے ہیں جنہیں بزرگوں کے ساتھ عقیدت ومحبت کا دعویٰ ہے لیکن جاہل کی محبت بھی عذاب سے کم نہیں۔

ادب کرنے پر آتے ہیں تو انہی قبرستان والوں کو خدا کا درجہ دے دیتے ہیں نذر و نیاز سجدہ وطواف و پکار غرض خدا تعالیٰ کے جملہ صفات ان کے حوالے کر دیتے ہیں۔

اور جب توہین کرنے پر آتے ہیں تو اسی قبرستان کو چکلہ بنا دیتے ہیں کیونکہ ان میلوں

میں وہی حرکات ہوتے ہیں جو چکلوں میں کئے جاتے ہیں۔ اور چرس و بھنگ پینے کے لیے بھی قبرستان کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا زمانہ تھا اس درمیان میں حضرت آدمؑ کی دو نسلیں آباد تھیں ایک پہاڑوں پر دوسری نرم زمین پر پہاڑوں کے مرد حسین تھے اور عورتیں سیاہ فام تھیں اور زمین والوں کی عورتیں خوبصورت تھیں اور مردوں کے رنگ سانولے تھے شیطان لعین انسانی صورت اختیار کر کے انہیں گمراہ کرنے کے لئے نرم زمین والوں کے پاس آیا اور ایک شخص کا غلام بن کر رہنے لگا پھر اس نے بانسری کی طرح ایک چیز بنائی اور اسے بجانے لگا اس کی آواز پر لوگ لٹو ہو گئے اور اس کے گرد جمع ہونے لگے اور ایک دن میلے کا مقرر ہو گیا جس میں ہزار ہا مرد و عورت جمع ہونے لگے اتفاقاً ایک دن ایک پہاڑی آدمی بھی آ گیا اور ان کی عورتوں کو دیکھ کر واپس جا کر اپنے لوگوں میں ان کے حسن کا چرچا کرنے لگا اب وہ لوگ بکثرت آنے لگے اور رفتہ رفتہ ان عورتوں اور مردوں میں اختلاط بڑھ گیا اور بدکاری و زنا کاری کا عام رواج ہو گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳)

دیکھئے ان میلوں کی ابتدا کیسے ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کس لئے کی؟

اسی طرح عرس میں بھی وہی تمام خرافات ہوتے ہیں جنہیں تھوڑی بہت سمجھ رکھنے والا شخص بھی استحسان کی نظر سے نہیں دیکھتا ڈھول باجے بجائے جاتے ہیں قوالیاں کی جاتی ہیں چرس بھنگ پیئے جاتے ہیں رنڈیاں نچوائی جاتی ہیں تمام شہر کے لفنگے جمع ہو جاتے ہیں جوا کھیلا جاتا ہے مرد و عورتیں اس رش میں آزادانہ گھومتے ہیں۔

اور اسی طرح تمام خدائی صفات کی منڈی بھی وہاں لگائی جاتی ہے سجدے کئے جاتے ہیں دعائیں مانگی جاتی ہیں قبر کو چوما جاتا ہے طواف کئے جاتے ہیں غلاف چڑھائے جاتے ہیں اپنی اپنی مشکلیں اور حاجتیں مانگی جاتی ہیں شادی بیاہ کے لئے علیحدہ مجھولہ اولاد مانگنے کے لئے الگ مقام مختلف بیماریوں سے شفایاب ہونے کے لئے الگ الگ کاؤنٹرز اور مقامات بنے ہوئے ہوتے ہیں گویا اس عرس کے موقع پر اللہ نے اپنے تمام اختیارات سے دست بردار ہو کر سارے اختیار اس بزرگ کے حوالے کر دیئے ہیں

اگر ان تمام خرافات کو نظر انداز بھی کر لیا جائے پھر بھی یہ عمل آنحضرت ﷺ کے ارشادات کا برعکس ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

لا تجعلوا بیوتکم قبورا و لا تجعلو قبری عیدا و صلوا علی فان صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔ (مسند احمد ۲/ ۳۶۷' ابو داؤد ۲/ ۲۷۳)

''اپنے گھروں کو قبروں کی طرح نہ رکھو اور میری قبر پر عید (کی طرح میلہ) نہ مقرر کرو بلکہ مجھ پر درود بھیجو تم جہاں بھی ہو گے وہیں سے تمہارا درود مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔''

علامہ قطب الدین خان لکھتے ہیں:

میری قبر کو عید (کی طرح) قرار نہ دو کا مطلب یہ ہے میری قبر کو عید گاہ کی طرح نہ سمجھو کہ وہاں جمع ہو کر زیب و زینت اور لہو و لعب کے ساتھ خوشیاں مناؤ اور اس سے لطف اور سرور حاصل کرو جیسا کہ یہود و نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں پر اس قسم کی حرکتیں کرتے ہیں حدیث کے اس جز سے آج کل کے نام نہاد ملاؤں اور بدعت پرستوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جنہوں نے اولیاء اللہ کے مزارات کو اپنی نفسانی خواہشات اور دینوی اغراض کا منبع و مرجع بنا رکھا ہے اور ان مقدس بزرگوں کے مزارات پر عرس کے نام سے دنیا بھر کے خرافات اور ہنگامہ ارائیاں کرتے ہیں جن پر کفر و شرک بھی خندہ زن ہے مگر افسوس یہ ہے کہ ان کے حلوے مانڈوں نذر و نیاز اور پیٹ دھن نے ان کی عقل پر نفس پرستی اور ہوس کاریوں کے وہ موٹے پردے چڑھا دیے ہیں جن کی موجودگی میں نہ انہیں نعوذ باللہ۔ قرآنی احکام کی ضرورت ہے۔ اور نہ انہیں کسی حدیث کی حاجت اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ آمین

بعض علماء نے اس جز کی تشریح یہ کی ہے کہ عید کی طرح سال میں صرف ایک دو مرتبہ ہی میری قبر کی زیارت کے لئے نہ آیا کرو بلکہ اکثر و بیشتر حاضر ہوا کرو۔ (مظاہر حق ج ا ص ۶۱۸)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:

المراد الحث علی کثرة الزیارة ای لا تجعلوا کالعید الذی لا یاتی فی السنة الا مرة (ھامش' مشکوٰۃ ج ا ص ۸۶)

''اس سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو کثرت زیارت پر آمادہ کیا گیا ہے کہ تم میری قبر کو عید

کی طرح نہ بناؤ جو سال میں صرف ایک ہی مرتبہ آتی ہے۔

یعنی سال میں ایک مرتبہ جمع ہو کر میلہ لگاؤ اور اسی کو دین سمجھ کر عبادات کو ترک کر دو جیسا اکثر اس قسم کے لوگ کرتے ہیں کہ پورے سال میں بدکاریاں کرتے رہتے ہیں نہ نماز نہ روزہ سال میں ایک ایک دفعہ کسی بزرگ کے عرس پر گئے وہاں بھی بدکاریوں میں مشغول ہو کر سب کچھ معاف کرا کر واپس ہوئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

لا تجعلو زيارة قبرى عيدا اقول هذا اشارة الى سد مدخل التحريف كما فعل اليهود والنصرى بقبور انبياء هم وجعلوها عيد اوهو سما بمنزلة الحج (حجة الله البالغه ج ٢ ص ٧٧)

''میں یہ کہتا ہوں آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ میری قبر کی زیارت کو عید نہ بناؤ اس میں اشارہ ہے کہ تحریف کا دروازہ بند کر دیا جائے کیونکہ یہودی و نصاریٰ نے اپنے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو حج کی طرح عید اور موسم بنایا تھا۔''

جس طرح موسم حج کا التزام واہتمام کیا جاتا ہے یہود و نصاریٰ اسی طرح اپنے انبیاء کے قبروں پر سال کے بعد اہتمام والتزام کے ساتھ حاضری دیتے تھے اس سے آپ ﷺ نے منع فرما دیا لیکن ازحان فاسدہ یہود و نصاریٰ کو مات دے گئے وہ تو انبیاء کے قبور کے ساتھ یہ کیا کرتے تھے اور انہوں نے اولیاء کرام بلکہ اس سے بھی آگے جعلی قبروں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر رکھا ہے بلکہ اس سے بھی آگے چھلانگ لگا کر گدوں اور گھوڑوں کی قبروں کی وہی تعظیم و تکریم شروع کر دی جو کفار انبیاء کی قبروں کی کرتے تھے۔

ع یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ شرمائیں یہود

شاہ ولی اللہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

ومن اعظم البدع ما اخترعوا فى امر القبور واتخلوها عيدا تفهيمات الهيه۔ (ج ٢ ص ٦٣)

''بڑے بدعتوں میں سے یہ ہے کہ لوگوں نے قبور کے بارہ میں بہت کچھ اپنی طرف

سے بنایا ہے اور قبروں کو میلہ گاہ بنالیا ہے۔''

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے پوچھا گیا:

''برائے زیارت قبور روز معین نمودن یا روز عرس ایشاں کہ معین است رفتن درست یا نہ؟ زیارت قبور کے لئے دن معین کرنا یا معین دنوں میں عرس پر جانا درست ہے یا نہیں؟''

حضرت شاہ صاحب نے فرمایا:

برائے زیارت قبور روز معین نمودن بدعت است واصل زیارت جائز وتعین وقت در سلف نبود وایں بدعت از اں قبیل است کہ اصلش جائز رائے وخصوصیت وقت بدعت مانند مصافحہ بعد العصر کہ در ملک توران وغیرہ رائج است وروز عرس رائے یاد دہانیدن وقت دعا برائے میت اگر باشد مضائقہ ندارد لیکن التزام اں نیز بدعت است از ہماں قبیل کہ گزشت۔ (فتاویٰ عزیزی)

''قبروں پر جانے کے لئے دن معین کرنا بدعت ہے اور اصل زیارت جائز ہے وقت کا تعین سلف صالحین میں نہیں تھا اور یہ بدعت اس طرح کی ہے کہ اس کی اصل تو جائز ہے مگر خصوصیت وقت بدعت ہے اس کی مثال عصر کے بعد مصافحہ ہے جیسا کہ ملک توران وغیرہ میں رواج ہے اور اگر میت کے لئے دعا کی یاد دھانی کی خاطر عرس کا دن ہو تو مضائقہ نہیں لیکن اس کو لازم کر لینا بھی بدعت ہے اسی قبیل سے جو کہ ابھی گزرا۔''

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

لا یجوز ما یفعله الجهال بقبور الاولیا والشهداء من السجود والطواف حولها واتخاذ السرج والمساجد الیها ومن الاجتماع بعد الحول کالاعیاد ویسمونه عرسا۔ (تفسیر مظهری ج ۲ ص ۶۵)

''جاہل لوگ حضرات اولیاء وشہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملات کرتے ہیں وہ سب کے سب ناجائز ہیں یعنی ان کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا اور ان پر چراغاں کرنا اور ان کی طرف سجدہ کرنا اور ہر سال میلوں کی طرح ان پر جمع ہونا جس کو یہ لوگ عرس کہتے ہیں۔''

ارشاد الطالبین میں فرماتے ہیں:

قبور اولیا بلند کردن و کنبد برآں ساختن و عرس و امثال آں و چراغاں کردن ہمہ بدعت است بعض از احرام است و بعض مکروہ پیغمبر خدا بر شمع افروزاں نذ د قبر و سجدہ کنند گاں لعنت گفتہ (ارشاد الطالبین ص ۲۲)

''اولیاء کرام کی قبروں کو بلند کرنا اور ان پر گنبد بنانا اور عرس کرنا اور اس قسم کے دوسرے خرافات اور چراغاں کرنا سب بدعت ہے بعض ان میں حرام ہے اور بعض مکروہ ہے۔''

پیغمبر علیہ السلام نے قبروں پر چراغ جلانے والوں اور ان کی طرف سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے ان تمام عبارات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی تمام فقہاء علماء ائمہ مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ قبروں پر میلہ لگانا یا عرس کے نام سے جو بدعات امت میں رائج ہو چکی ہیں اور بہت سے نام نہاد علماء و مفتیان بھی اسے دین کا جزء لاینفک سمجھتے ہیں شریعت اسلامیہ میں اس کا کوئی اصل نہیں ہے امام ابوحنیفہ سے لے کر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک تمام ائمہ مجتہدین اسے بدعت مکروہ اور بے اصل قرار دے رہے ہیں پھر بھی اگر کوئی شخص انہیں دین سمجھے تو یہ اس کی جہالت ہے یا اس کی ہٹ دھرمی ہے کیونکہ بہت سے لوگ حق کو پہچاننے کے باوجود بھی اسے تسلیم نہیں کرتے صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے یا پیٹ کے تقاضوں کی وجہ سے مجبور ہو کر اس حق کو تسلیم کرنا انہیں اس لئے دشوار لگتا ہے کہ اس باطل کو چھوڑنا گویا حلوہ و کھیر سے دستبردار ہونا ہے اور یہ ان کے لئے موت کے پیغام سے کچھ کم نہیں اسلئے جو کچھ بھی ہو لیکن انہیں حلوہ اور کھیر کی فضیلت نے اس قدر گرویدہ بنایا ہے کہ جہنم کے انگارے سہنا ان کے لئے سہل ہے لیکن دانت گھسائی کا مشغلہ ترک کرنا ان کے ہاں ایمان چھوڑنے کے مترادف ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر شخص کو دین سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

قطب عالم مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ:

قطب عالم عالم ربانی فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ فرماتے ہیں

عرس کے دن زیارت کو جانا حرام ہے۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں محض زیارت کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے اگر چہ اس میں اختلاف ہے مگر عرس وغیرہ کے دنوں میں ہرگز نہ جائے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۵۵)

مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ دہلوی کا فتویٰ:

عرس کی حقیقت شرعی نقطۂ نظر سے زیادہ سے زیادہ یہ نکل سکتی ہے کہ بزرگوں کی زیارۃ قبور مقصود ہوتی ہے اور اگر چہ زیارۃ قبور کے لئے سفر طویل کی اجازت ہے لیکن کسی خاص تاریخ کو زیارت کے لئے معین کر لینا اور اسے موجب ثواب سمجھنا یا باعث زیادتی ثواب خیال کرنا حد شرعی سے تجاوز ہے پھر جبکہ ایسے مجامع عادۃً طرح طرح کے منکرات پر بھی مشتمل ہوتے ہیں تو ان کی شرکت کا عدم جواز اور بھی موکد ہو جاتا ہے پس زیارۃ قبور کے لئے کسی خاص تاریخ کی تعیین اور اعراس مروجہ کی شرکت ناجائز ہے۔ واللہ اعلم (کفایت المفتی ۴/۱۷۹)

دوسری جگہ فرماتے ہیں اول تو عرس کا اجتماع ہی بے اصل ہے پھر اس میں رقص وسرود کے میلے جانا تو کسی صورت سے جائز نہیں ہو سکتا۔ (کفایت المفتی ۴/۱۸۱)

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا فتویٰ:

عرس بضم اول وضمتین لغت عرب میں طعام ولیمہ کو نیز نکاح کو کہا جاتا ہے کما صرح بہ القاموس آج کل ہمارے دیار میں جس کو لوگ عرس کہتے ہیں یعنی کسی بزرگ کی تاریخ وفات پر سالانہ ان کی قبر پر اجتماع اور میلہ قائم کرنا یہ فعل بھی بدعت مستحدثہ ہے اور یہ نام بھی اس کے لئے مستحدث ہے قرون مشہود لہا بالخیر میں کیا قرون مابعد میں بھی صدیوں تک اس کا کہیں نام ونشان نہ تھا بہت آخر زمانہ میں ایجاد ہوا ہے مشہور یہ ہے کہ جس طرح اور تمام بدعات کی ابتداء بری نیت سے نہیں ہوتی بعد میں لوگوں کی تعدی نے اس کو گناہ اور بدعت بنا دیا اسی طرح اس میں بھی ابتدائی واقعہ یہ ہوا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سالانہ غیر معین تاریخوں میں پیران کلیر حضرت مخدوم صاحب کے مزار پر حاضر ہوتے تھے اس کی خبر ان کرآپ کے مرید بھی آنے لگے پھر لوگوں

نے اس خیال سے کہ حضرت شیخ کے ساتھ حاضرین کے شائقین کو دشواری ہوتی ہے کوئی دن معین کر دیا یہاں تک بھی منکرات کا ہجوم نہ تھا پھر بعد میں جہلا ءمبتدعین نے اس کو اس حد تک طول دے دیا کہ سینکڑوں محرمات اور افعال شرک و کفر کا تماش گاہ ہو گیا اور پھر یہ رسم سب جگہ چل پڑی اب مسئلہ عرس میں دو حیثیت قابل بیان ہیں اول نفس عرس خالی از دیگر منکرات دوسرے مع بدعات و منکرات مروجہ سو امر اول کا جواب یہ ہے کہ اتفاقی طور پر کوئی شخص کسی بزرگ کا مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی جایا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب بلکہ سنت ہے بشرطیکہ منکرات مروجہ وہاں نہ ہوں لما اخرج ابن جریر عند عبدالله بن ابراهیم قال کان النبی صلی الله علیه وسلم یاتی قبور الشهداء علی رأس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ابوبکر و عمر و عثمان اس قسم کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے مکاتب میں فرماتے ہیں کہ روز عرس برائے آنست کہ اس روز مذکور انتقال ایشاں می باشد از دار العمل بدار الثواب والا روز کہ ایں عمل واقع شود موجب فلاں ونجات است۔ (از مجموعہ ۳/ ۶۹) لیکن کسی معین تاریخ کو ضروری سمجھنا یا ایسا عمل کرنا جس سے دیکھنے والوں کو ضروری معلوم ہو اور نہ کرنے والوں پر اعتراض کی صورت پیدا نہ ہو یہ ایک بدعت سیئہ ہے جس کا اصول اسلام میں کہیں نام نہیں۔ امر دوم یعنی عرس مصطلح مع منکرات مروجہ لوازم عرس سے سمجھے جاتے ہیں اس کا جواب ظاہر ہے کہ ایک فی نفسہ بدعت اور پھر اس میں بہت سے مشرکانہ افعال اور بدعات اور امور قبیحہ کا ارتکاب لازم آتا ہے اس لئے بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (سنت و بدعت ۶۳-۶۶)

امام اہل سنت محدث اعظم حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی تحقیق:

قبروں کی زیارت کے لئے دن مقرر کرنا اور معین دن میں اجتماع کرنا ہرگز شریعت سے ثابت نہیں اور خصوصاً سال کے بعد جو دن مقرر کیا جاتا ہے جس کو عرس کہتے ہیں اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا لا تجعلوا قبری عیدا (نسائی مشکوٰۃ ا/ ۸۶) تم میری قبر کو عید نہ بناؤ۔'' (راہ سنت ا/ ۱۷)

اہل قبور سے استمد اد مدد طلب کرنا:

مسئلہ: اولیاء اللہ کی ارواح سے استمد اد کرنا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ ہم جب مصیبت میں گرفتار ہو کر ان بزرگوں کو آواز دیتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں تو وہ ہماری فریاد کو ہر جگہ سنتے اور ہماری مدد کے لئے آتے ہیں یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مشرکانہ عقیدہ ہے اس سے اسلام سلامت رہنا دشوار ہے ویکفر بقوله اخ المشائخ حاضرة تعلم۔ (مجمع الانہار ۲/ ۶۹۹، فتاویٰ محمود یہ ۱/ ۲۰۶)

فقیر الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ:

سوال: آج کل جس طرح بزرگوں کا عرس ہوتا ہے اس کی شرعا کیا حیثیت ہے؟

جواب: حامداً ومصلیاً۔ بدعت اور ممنوع ہے فیجب ان یحذرمما یفعلون علی راس السنة من موته ویسمونه هولا فیدعون الاکابر والاصاغر ویعدون ذالک قربة وهی بدعة ضلالة لان التصدق لم یختص بیوم دون یوم ولا تصح الا علی الفقراء والمحتاجین وقد زاد بعضهم فی جهله وهم المشائخ الذین لیس لهم الاجمع حطام الدنیا لانهم یجمعون بعض احوال المیت فی کتاب ویسمونه مناقب ثم اذا حضر الناس المدعون جبی برجل حسن الصوت فهو یاخذ تلك النسخة فی یده ویقرأها قراة مثل قراة المولود و قدورد النهی عن مثل هذا صراحة ثم یختمون القران ویمد لهم سماط ولیس هذا الابدعة ضلالة لم یفعلها رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا اصحابه من بعده ولا اتباعهم من بعدهم بل لم یوخذ لذالك اثر الی القرن الثامن کما یظهر من تتبع القوم وهذه خصوصیات المشائخ فانهم یعتقدون ان هذا رجل من اولیاء الله وبذکره تنزل الرحمة ولو سلم انه من اولیاء الله فهل ذکر الولی بهذه الکیفیة یستوجب نزول الرحمة حاشا فان الرحمة لا تنزل الا باتباع السنة السنیة فان البدعه فهی تنزل الغضب والنقمة عافانا الله وایاکم من غضبه وسخطه ولو کان هذه الخرافات نزل بها

الرحمات لما غفل عنه اكابر المتقدمين من الائمة لا علام ولكن ليس غرض هولاء المتصوفة الا طلب الشهرة والافتخار بابائهم واجدادهم انهم كانوا على هذه المراتب وان لهم كرامات عظيمة وكذا حتى ان السامع يعتقد فيهم فيدخل في سلكهم ومتى دخل في طريقهم الفقروه فاصبح ممن خسر الدنيا والاخرة وهذه الحول يسمونه اهل الهند عرس وما عرفت له اصلا اصلا فان العرس انما يكون في الزواج ومع ذالك فهذه الاحوال والاعراس لا تكاد تخلوا من ارتكاب المحرمات فضلا عن المكروهات فان اهل الهند لهم اليد الطولى في ذالك قاتلهم الله فانهم يطوفون بقبر الولي الذين يعتقدون فيه ويظنون انه هو المتصرف في الكون وان الانسان اذا تمسك بهذه فلا حاجة له بالصلوة والصيام واكثر ما غلو في ذالك اتباع سيدنا عبدالقادر جيلانی ونفعنا ببركاته فانه معاذ الله انی یرضی بتلك الكفريات التي يعتقدونها (تبلیغ الحق ۸۹۷)''ان طریقوں سے بچنا لازمی ہے جولوگ کسی کے مرنے کے سالانہ تاریخ میں کیا کرتے ہیں جس میں چھوٹے بڑے سب کو دعوت دیتے ہیں اور اس کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بدعت اور گمراہی ہے وجہ یہ ہے کہ ایصال ثواب کسی خاص دن کے ساتھ مخصوص نہیں اور یہ بات بھی ہے کہ صدقہ کے مستحق صرف محتاج اور غریب لوگ ہیں (اور یہ لوگ ایصال ثواب کے نام پر مالداروں کو بھی کھلاتے ہیں) اور بعض جاہل حاصل مشائخ جن کا مقصد دنیا طلبی کے سوا کچھ بھی نہیں وہ ایسا کرتے ہیں کہ فوت شدہ کے حالات لکھ لیتے ہیں جس کو وہ مناقب کہتے ہیں اور جب لوگ جمع ہو جاتے ہیں تو ایک خوش آواز آدمی ان کو میلاد کی طرح پڑھتا ہے حالانکہ یہ اسراف منع ہے پھر یہ لوگ قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور ان کے لئے دسترخوان پھیلا دیا جاتا ہے یہ سب بدعت اور ضلالت ہے اسے تو حضور ﷺ نے کیا نہ صحابہ نے کیا نہ تابعین نے کیا بلکہ آٹھویں صدی ہجری تک بھی اس کا کوئی نشان نہیں ملتا جب کہ علماء کی کتابوں سے اس کا پتہ چلتا ہے یہ ان مشائخ کی خصوصیات ہیں ان کا خیال ہے کہ یہ فوت شدہ شخص اولیاء اللہ میں سے ہے اور اس کے ذکر سے رحمت کا نزول ہوتا ہے حالانکہ اگر وہ بزرگ بھی ہو تو کیا اس غلط طریقے کی

آمیزش سے رحمت کا نزول ہو سکتا ہے؟ نزول رحمت صرف اتباع سنتؐ سے ہوا کرتا ہے اور بدعت سے خدا کا غضب اور عذاب آیا کرتا ہے (اللہ تعالی اپنے غضب سے محفوظ رکھے) اگران تمام خرافات اور واہی تباہی باتوں سے رحمت نازل ہوتی تو ائمہ کرام اور اکابر بزرگان اس کو کبھی نہ چھوڑتے ان بدعت پرست پیروں کی غرض صرف شہوت طلبی اور اپنے باپ دادا پر فخر کرنا ہے اور لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ ہمارے باپ دادا اعلیٰ مراتب پر فائز تھے اور ان سے بڑی بڑی کرامات ظاہر ہوئیں تاکہ سننے والا ان کا معتقد ہو کر ان کے سلسلہ میں داخل ہو جائے اور یہ لوٹ کھسوٹ کر اس مرید کو فاقہ مست بنادیں اور وہ مرید دنیا و آخرت دونوں اعتبار سے خسارہ میں پڑ جائے اس (سالانہ جشن) کو اہل ہند عرس کہتے ہیں جو بالکل بے بنیاد چیز ہے عرس تو شادی بیاہ میں ہوا کرتا ہے۔ (نہ کہ موت کے موقعہ پر) بایں ہمہ اس عرس کے ساتھ مکروہ چھوڑ کر سینکڑوں حرام چیزیں شامل ہو گئیں ہیں اور اہل ہند کو اس ابتداع اور حرام کی آمیزش میں کمال حاصل ہے ایسوں کا خدا ناس کرے اہل ہند جو مبتدع ہیں وہ بزرگوں کی قبروں کا طواف کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ اور گمان یہ ہے کہ یہ بزرگ عالم میں تصرف کرتے ہیں اور جب کسی کا یہ حال ہو جائے تو وہ نماز روزہ کی کیا ضرورت سمجھے گا جاہل معتقدوں نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کے بارہ میں بہت زیادہ غلو کر رکھا ہے اور کفریات ہو گئے ہیں۔ سیدنا عبدالقادر جیلانی (اگر زندہ ہوتے) تو کیا ان کفریات کی اجازت دے سکتے تھے۔ (تبلیغ الحق ۸۹۷) حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب نے مائتہ مسائل میں سوال نمبر ۱۵ کے جواب میں ساڑھے پانچ صفحات میں اس پر اصولی بحث فرما کر اس کو منع قرار دیا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالی اعلم (فتاوی محمودیہ ۱/ ۲۰۹، ۲۱۲)

قبروں کو سجدہ کرنا

موجودہ وقت میں بے دینی اتنی عام ہو چکی ہے کہ اللہ تعالی کے سوا ہر چیز کو معبود بنایا گیا ہے دو پیسے کے لئے ایمان چھوڑا جاتا ہے بے ایمانی دھوکہ دہی لوٹ کھسوٹ کی ہر جگہ بھر مار ہے رشوت سود خوری ملاوٹ ناپ تول میں کمی گویا معمول زندگی کی صورت اختیار کر چکی ہے ناچ گانے رقص و سرود شراب و شباب کی محفلیں جمائے بغیر لمحات زندگی گزارنا مشکل ترین امر بن چکا

ہے لیکن ان تمام خرابیوں کے باوجود کوئی بھی کلمہ گو مسلمان کسی بت کو سجدہ کرنا گوارا نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مسلمان سے اس کی توقع کی جا سکتی ہے مگر بزرگوں ولیوں کی قبروں پر جبیں سازی کرنے والے بہت ملیں گے زندہ پیروں فقیروں کے سامنے جبین نیاز کا تقدس لٹانے والے کافی مقدار میں ملیں گے۔

یہ پنڈت نما پیر دراصل پیر نہیں بلکہ پیٹ کے پجاری خواہشات نفسانیہ کے غلام اللہ و رسول کے باغی ہیں جو لوگوں سے اور خصوصاً اپنے مریدوں سے اپنے سامنے سجدہ کروا کر خوش ہوتے ہیں اور جب مر جاتے ہیں تو وہی مرید جا کر قبر پر اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور پھر جتنا بڑا دربار ہوگا اس کے اندر جتنے زیادہ قمقے ہوں گے اس کے بقدر لوگ وہاں زیادہ جبہ سائی کریں گے اگر یہ ایمان کے ڈاکو نہ ہوتے تو لوگ قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناتے یا یہ گدی نشین کسی مرید کو اپنے سامنے سجدہ نہ کرنے دیتے تو بھی آج ہر درگاہ سجدہ گاہ نہ بنتا لیکن جب آدمی جادۂ مستقیم سے ڈگمگاتا ہے تو اس کے اندر فرعونیت کا جذبہ ابھرتا ہے چاہے وہ مال و دولت کی صورت میں ہو یا ملک و سلطنت کی صورت میں ہو یا جبہ و دستار کی شکل میں ہو مخلوقات کو اپنے سامنے جھکانے میں اسے خوشی محسوس ہوتی ہے اگر چہ وہ فرعون کی طرح بزبان قال اس کا دعویٰ نہ بھی کرے مگر بزبان حال وہ اس دعوے پر قائم ہے۔

کسی بھی آستانے پر جا کر دیکھیں پیر صاحب کی وہی تعظیم ہوتی ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے اسی طرح مرنے کے بعد اس کے مزار پر وہی سب کچھ ہوتا ہے جو اس کی زندگی میں ہوتا رہا حالانکہ قرآن وحدیث میں اس کے احکامات بالکل واضح ہیں۔

بخاری مسلم نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے:

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجدا۔ (بخاری ا/ ۱۸۶' مشکوٰۃ ص۶۹)

"آنحضرت ﷺ نے اس بیماری میں جس سے اٹھ نہ سکے (یعنی مرض وفات میں فرمایا عیسائیوں اور یہودیوں پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ

گاہ بنا رکھا ہے۔

آپ نے اس خوف سے کہ مبادا میری امت کے لوگ بھی یہود و نصاریٰ کی طرح قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنالیں اس فعل شنیع کی ممانعت کا اظہار یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کرتے ہوئے فرمایا کیونکہ ان امتوں کے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں پر سجدہ کیا کرتے ہیں۔

قبروں کو سجدہ گاہ بنانا دو طریقوں سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ صاحب قبر یا محض قبر کی عبادت و پرستش کے مقصد سے قبروں پر سجدہ کیا جائے جیسا کہ بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سجدہ تو قبر کو کیا جائے مگر اس سے مقصد خدا تعالیٰ ہی کی عبادت و پرستش ہو اور یہ اعتقاد ہو کہ اس طرح قبر کی طرف نماز پڑھنا اور سجدہ کرنا درحقیقت پروردگار حقیقی کی عبادت کرنا ہے اور یہ کہ اس طریقے سے پروردگار کی رضا و خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

اور اس کا قرب میسر ہوتا ہے یہ دونوں طریقے غیر مشروع اور خدا و رسول کی نظر میں ناپسندیدہ ہی نہیں پہلا طریقہ تو صریحاً کفر و شرک ہے دوسرا طریقہ بھی حرام ہے کیونکہ اس میں خدا کی پرستش و عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا لازم آتا ہے اگرچہ شرک خفی ہے یہ دونوں طریقے خدا کی لعنت کا سبب ہیں یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ نبی کی قبر یا کسی بزرگ ولی کی قبر کی طرف از راہ بزرگ و تعظیم نماز پڑھنا حرام ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (مظاہر حق ج اص ۵۰۰)

اسلام نے قبروں کے متعلق افراط و تفریط سے احتراز کا حکم دیا ہے نہ تو ان کی توہین روا رکھی ہے اور نہ ہی حد سے زیادہ تعظیم جائز قرار دی ہے اور یہ تعظیم قبور شرک پھیلنے کا ذریعہ ہے اس لئے شارع علیہ السلام نے شرک کے سدباب کے لئے قبروں کو سجدہ کرنے سے منع فرمادیا کیونکہ امم سابقہ اسی طریقے سے گمراہ ہوئی تھیں۔

امام مسلم نے حضرت جندبؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ نے فرمایا:

الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیائھم و صالحیھم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد انی انھاکم عن ھذا۔ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۶۹)

"خبردار! تم سے پہلے لوگوں نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا خبردار

آگاہ رہو۔تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔"

بڑی تاکید کے ساتھ زوردار الفاظ میں امت کو منع کیا کہ امم سابقہ کی طرح اپنے انبیاء اولیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بناؤ سجدہ خالق کائنات کا حق ہے نہ نبی کا حق ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی ولی کی شرکت اس میں ہو سکتی ہے ہمارے ملک میں جہاں بڑے درگاہ مزارات ہیں وہاں جا کر دیکھیں تو کوئی ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہے کوئی بحالت رکوع قبر کے سامنے سرنگوں ہے کوئی پیشانی زمیں پر رگڑ رہا ہے مزار سے واپسی میں الٹے پاؤں لوٹتے ہیں کہ کہیں صاحب قبر کی طرف پشت نہ ہو جائے۔

آج درگاہوں پر وہی ہو رہا ہے۔جس کا آنحضرت ﷺ کو اندیشہ تھا جس سے امت کو منع کیا تھا جس کو سبب لعنت فرمایا تھا جس کو خدائی غضب کا ذریعہ قرار دیا تھا لیکن امت میں کچھ ایسے بد مغز بھی پیدا ہوئے جنہوں نے عبادت و تعظیم کی بحث چھیڑ کر عبادت کو علیحدہ کیا تعظیم کو علیحدہ کیا پھر سجدہ تعظیمی جائز قرار دے کر شرک کا وہ دروازہ کھول دیا جسے آنحضرت ﷺ نے بند فرمایا تھا۔

امام مالک نے عطاء بن یسار سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپ ؐ نے فرمایا:

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب الله علی قوم ان تخذوا قبورا انبیائھم مساجد۔ (مشکوٰۃ ص ۷۲)

"اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا جس کو پوجا جائے اللہ کا غضب سخت بھڑکتا ہے اس قوم پر جو اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنائے۔"

اسی دعا کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کی قبر مبارک کی حفاظت فرمائی کوئی وہاں سجدہ نہیں کر سکتا ورنہ یہ کھوتے شاہ چوہے شاہ پھوڑی شاہ کی قبروں پر پیشانی رگڑنے والے وہاں کیا کچھ نہ کر چکے ہوتے۔

حضرت قیس بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں حیرہ گیا وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ آنحضرت ﷺ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اپنا یہ خیال ظاہر کیا آپ ﷺ نے

فرمایا: ارائیت لو مررت بقبری اکنت تسجد له فقلت لا فقال لا تفعلوا لو کنت امر احدا ان یسجد لاحد لامرت النساء ان یسجدن لازواجهن لما جعل الله لهم علیهن من حق۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۲۸۲)

"دیکھو! اگر تم میری قبر کے پاس سے گزرتے تو کیا اس کو سجدہ کرتے؟ میں نے عرض کیا کہ ہرگز نہیں آپؐ نے فرمایا پھر (زندگی میں بھی) نہ کرو اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی مخلوق کو سجدہ کرے تو عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اس حق کی وجہ سے جو اللہ نے مردوں کا ان پر رکھا ہے۔"

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت کے درمیان تشریف فرما تھے ایک اونٹ آیا اور آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوا (یہ دیکھ کر) آپ کے صحابہؓ نے عرض کیا:

یا رسول الله تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبد و ربكم واكرموا اخاكم ولو كنت امر احدا ان يسجد لاحد لا مرت المراة ان تسجد لزوجها۔ (مشكوٰة ص ۲۸۳)

"یارسول اللہ! جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم ان سے زیادہ اس لائق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں؟ آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو اگر میں کسی کو کسی (غیر اللہ) کا سجدہ کرنے کا حکم دے سکتا تو یقیناً عورت کو یہ حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے آپؐ نے فرمایا:

لو كنت امر احدا ان يسجد لاحد لا مرت المراة ان تسجد لزوجها۔ (ترمذی، مشكوٰة ص ۲۸۱)

ان تمام روایات میں آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو اپنے سامنے سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ پیغمبر علیہ السلام مخلوقات میں سب سے بڑی ہستی ہے اسی وجہ سے قیس بن سعدؓ نے جب لوگوں کو دیکھا کہ لوگ اپنے سردار کے سامنے جھکتے ہیں تو ان کے دل میں خیال آیا کہ یہ لوگ

اپنے اس سردار کے سامنے جھکتے ہیں اور ہمارے سردار امام الانبیا علیہ السلام ساری مخلوق کے سردار ہیں وہ زیادہ مستحق ہیں کہ ان کے سامنے سجدہ کیا جائے پھر جب انہوں نے اپنا یہ خیال دربار رسالت میں بیان کیا تو جواب ملا کہ آج تو میں زندہ ہوں تمہارے سامنے ہوں کل کو جب میں قبر میں چلا جاؤں گا کیا وہاں بھی سجدہ کرو گے؟ انہوں نے جواباً عرض کیا کہ ایسا تو نہیں کر سکتا یعنی آپ کی قبر کو تو سجدہ نہیں کریں گے یہاں یہ بات سمجھنے کی ہے کہ صحابہ کرامؓ کسی صورت میں کسی قبر کو سجدہ کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے چاہے وہ آنحضرت ﷺ کی قبر ہی کیوں نہ ہو؟

جو لوگ موجودہ زمانہ میں یا اس سے قبل اولیاء اللہ کی قبروں کو سجدہ کر کے آئے ہیں یا سجدہ کرتے ہیں یہ صحابہ کرامؓ کے کس قدر پیروی کرنے والے ہیں۔

جب جانور نے سجدہ کیا تو بتقاضائے بشریت ان کے دلوں میں خیال آیا کہ جب جانور جو غیر مکلف ہیں آپ کو سجدہ کرتے ہیں تو ہم ان سے زیادہ لائق ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں آپ نے وہی جواب دیا جو قیس بن سعد کو دیا تھا کیونکہ پیغمبر لوگوں کو اللہ واحدہ لاشریک کے سامنے جھکاتے ہیں اپنے سامنے کسی کو نہیں جھکاتے اور نہ ہی کسی نبی کو اس کی اجازت ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ۔(آل عمران ۷۹)

''کسی آدمی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب دین کی سمجھ اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ تو یہ کہتا ہے کہ تم اللہ والے بن جاؤ۔''

یعنی جس شخص کو اللہ تعالیٰ نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں تو وہ لوگوں کو اپنی طرف نہیں بلاتا اور نہ ہی اپنے سامنے جھکاتا ہے بلکہ وہ تو لوگوں کو اللہ سے ملاتا ہے اس کی بندگی پر آمادہ کرتا ہے اور اس کے سامنے جھکاتا ہے۔

اس لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا عبادت اپنے رب کی کرو سجدہ عبادت ہے اور عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں البتہ اپنے بھائی کی تعظیم کرو یعنی میری ذات اور میرے

منصب کے مطابق تمہاری عقیدت و محبت کا بس اتنا تقاضا ہونا چاہیے کہ تم اپنے دل میں میری محبت رکھو اور ظاہر و باطن میں میری اطاعت و تابعداری کرو۔

جب رسول کریم ﷺ کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ نہ آپ کی زندگی میں جائز تھا اور نہ وفات کے بعد قبر پر جائز ہے تو پھر کسی ولی پیر استاد علامہ صاحب کی قبر پر سجدہ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

ملا علی قاری لعن اللہ الیہود والنصاری کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

سبب لعنهم اما لان هم كانوا يسجدون لقبور انبيائهم تعظيما لهم وذالك هو الشرك الجلي واما لانهم كانوا يتخذون الصلوة الله تعالى في مدافن الانبياء والسجود على مقابر هم والتوجه الى قبور هم حالة الصلوة نظرا منهم بذالك الى عبادة الله والمبالغة في تعظيم الانبياء وذالك هو الشرك الخفي لتضمنه ما يرجع الى تعظيم مخلوق فيما لم يوذن له فنهى النبي صلى الله عليه وسلم امته عن ذالك اما لمشابهة ذالك الفعل سنة اليهود او لتضمنه الشرك الخفي۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۶۹)

''یہود و نصاریٰ کے ملعون ہونے کا سبب یا تو یہ تھا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کی خاطر ان کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے یا اس وجہ سے کہ وہ انبیاء کے دفن ہونے کی جگہ اللہ تعالیٰ کی نماز پڑھتے تھے اور ان کی قبروں پر سجدہ کرتے تھے اور نماز کی حالت میں ان کی قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ وہ بیک وقت دو نیک کام انجام دے رہے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی (۲) انبیاء کرام کی تعظیم میں مبالغہ بھی اور یہ شرک خفی تھا کیونکہ یہ فعل مخلوق کی ایسی تعظیم کو متضمن تھا جس کی اجازت نہیں دی گئی۔ پس آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو اس سے منع فرمایا تو اس وجہ سے کہ یہ فعل یہودیوں کے طریقوں سے مشابہت رکھتا ہے یا اس میں شرک خفی پایا جاتا ہے۔''

علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فعلم انه يحرم الصلوة الى قبر نبي او صالح تبركا واعظاما قال وبذالك صرح النووي۔ (حاشيه مشكوٰة ص ٦٩)
"پس معلوم ہوا کہ تبرک اور تعظیم کے طور پر کسی نبی یا ولی کی قبر کی طرف نماز پڑھنا حرام ہے۔"
امام نوویؒ نے بھی اس کی تصریح کی ہے:

دار العلوم دیو بند کا فتویٰ:

سوال: زید تبع شریعت ہے لیکن بکر نے ایک مرتبہ چشم خود دیکھا کہ زید ایک بزرگ کے مزار پر گیا اور قبر پر پیروں کی طرف پیشانی رکھ دی اور کچھ دیر کے بعد سر اٹھا کر داہنی جانب کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی زید کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں؟
جواب: زید کا یہ فعل بے شبہ ناجائز اور حرام ہے اور عام وخاص کسی کے لئے یہ درست نہیں۔ (فتاوٰی دار العلوم دیو بند ۵/۳۵۲)

جامعہ خیر المدارس کا فتویٰ:

سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ غیر اللہ (مثلاً قبور وغیرہ) کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز ہے کیا یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں ہے تو جائز کہنے والوں کا کیا حکم ہے؟
جواب: بوسہ دینا قبور اولیاء ودیگر صلحاء عظام کو اور طواف کرنا قبر کے گرد اور تعظیماً سجدہ کرنا یہ سب عادات نصاریٰ وطریقہ پرستش کفار ہے۔
ملا علی قاری اپنی کتاب شرح مناسک میں باب زیارت مزار پر انوار ﷺ کے آداب میں تحریر فرماتے ہیں:

ولا يطوف الى لا يدور حول البقعة الشريفة لان الطواف من مختصات الكعبة المنيفة فيحرم حول قبور الانبياء والاولياء ولا عبرة لما يفعله الجهلة الى ان قال واما السجدة فلا شك انها حرام۔ (عزيز الفتاوى ١/ ١٠) قال الله تعالى لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا

لله الذی خلقهن (حم سجده) وقال تعالی وان المساجد لله (الجن)
دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضرت قیس فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں حیرہ گیا میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں پس آپ اس کے مستحق ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ (مشکوٰۃ ج ۲۸۲/۲) الحاصل اس آیت شریفہ حدیث صحیح اور جماعت امت سے سجدہ تعظیمی کا عدم جواز ثابت ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے قصے سے استدلال درست نہیں کیونکہ یہ پہلی شریعت کی بات ہے جو ہماری شریعت میں منسوخ ہوگئی نیز ہوسکتا ہے کہ سجود حقیقی نہ ہو جیسا کہ تفسیر جلالین میں مذکور ہے۔
وخروا له سجدا سجود انحناء لا وضع جبهة وكان تحيتهم فى ذالك الزمان (جلالین ۱۹۸) الغرض شریعت محمدیہ میں تعظیمی سجدہ بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ فقط واللہ اعلم
(خیر الفتاویٰ ۱۷۱/۳)

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا فتویٰ:

بزرگوں کے مزار پر لوگ صاحب مزار کے سامنے سجدہ کرنے اور چاروں کونوں کا طواف کرنے میں بھی مشغول نظر آتے ہیں جن مطلقاً حرام ہونا ایک کھلی ہوئی بات ہے بلکہ یہ کام اگر بقصد عبادت ہوں تو صریح کفر ہیں اور صرف تعظیم کے لئے ہوں عبادت کے لئے نہ ہوں تب بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ العیاذ باللہ۔ (سنت و بدعت ۷۷)

دار العلوم حقانیہ کا فتویٰ:

سوال: جناب مفتی صاحب قبر کو سجدہ کرنے سے آدمی صرف گنہگار ہوتا ہے یا کافر برائے کرم اس کی وضاحت فرمائیں؟
جواب: قبر کے قریب سجدہ کرنا جبکہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور قبر کو سجدہ تعظیم کرنا حرام ہے اور سجدہ عبادت کرنا شرک ہے اور بعض نے سجدہ تعظیمی کو بھی شرک قرار دیا

ہے لہٰذا کسی بھی قبر کو سجدہ کرنے سے پرہیز کیا جائے اور جو کرتے ہیں ان کو اس سے منع کیا جائے اور توبہ واستغفار کی تلقین کی جائے۔ (فتاویٰ حقانیہ ا/۱۸۲)

مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمود گنگوہی کا فتویٰ:

مزار کے دروازے پر جا کر سر رکھنا سجدہ کی ہیئت بنانا اگر بقصد التعظیم ہو تو حرام ہے اگر بقصد عبادت ہو تو شرک ہے قبر کو بوسہ دینا یا مزار کے در و دیوار کو چومنا بھی حرام ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۱۰/۶۰ بحوالہ شرح فقہ اکبر ۱۲۳۸ احکام القرآن ۳/۲۰۵)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا فتویٰ:

سجدہ کردن بسوئے قبور اولیاء وطواف گرد قبور کردن و دعا از آنہا خواستن و نذر برائے آنہا قبول کردن حرام است بلکہ چیزہا ازاں بکفر میرساند پیغمبر ﷺ برآنہا لعنت گفتہ و ازاں منع فرمودند و گفتہ کہ قبر مرا بت نہ کنند۔ (مالا بدمنہ ص ۸۸)

''اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا قبروں کے گرد طواف کرنا ان سے دعا مانگنا ان کے لئے نذر قبول کرنا حرام ہے بلکہ ان میں سے بہت سی چیزیں کفر تک پہنچا دیتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں پر لعنت فرمائی ہے اور ان سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میری قبر کو بت نہ بنالینا۔''

بت پرستی کی ابتداء کیسے اور کہاں سے ہوئی؟

امام بخاری نے عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

كان اللات رجلايلت سويق الحاج۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۳۱)

لات ایک شخص تھا جو حاجیوں کی مہمانی کیا کرتا تھا اور ستو گھول کر کھلایا کرتا تھا۔ (جب وہ مر گیا تو جس پتھر پر وہ بیٹھا کرتا تھا اس کو بت کی صورت بنا کر لوگ پوجنے لگے اور اس کا نام لات رکھا۔)''

امام بخاریؒ نے عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

صارت الاوثان التی كانت فی قوم نوح فی العرب بعد اما ود كانت

لكلب بدومة الجندل واما سواع كانت لهذيل واما يغوث فكانت لمراد ثم لبني غطيف بالجوف عند سبا واما يعوق فكانت لهمدان واما نسر فكانت لحمير لآل ذي الكلاع ونسرا اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا وسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتى اذا هلك اولئك وتنسخ العلم عبدت (بخاری ج ۲ ص ۷۳۲)

''وہ بت جو قوم نوح میں تھے بعد میں عرب نے ان کی عبادت شروع کی چنانچہ ودقوم کلب کا تھا اور دومۃ الجندل میں رکھا ہوا تھا اور سواع قوم ہذیل کا تھا اور یغوث قبیلہ مراد کا تھا پھر بنی غطیف کا ہوگیا جو مقام جوف میں تھا جو سبا کے قریب ہے اور یعوق قبیلہ ہمدان کا تھا اور نسر قبیلہ حمیر ال ذی کلاع کا بت تھا اور یہ سب نام قوم نوح کے صالح اور نیک لوگوں کے تھے جب مر گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ جس جگہ یہ لوگ رہا کرتے تھے اورا کثر بیٹھا کرتے تھے وہاں پر ایک بت بنا کر رکھ دو اور ان بزرگوں کے ناموں سے موسوم کرو۔

﴿تمت بالخير﴾

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان
Ph.:042-7122981, 7212762
E-mail: info@almezaanpublishers.com
URL: www.almezaanpublishers.com